وقف کے شرعی مسائل

صَلَّ اللّٰہُ عَلٰی
حَبِیبِہٖ سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ط

وقف کے شرعی مسائل

مسجد مدرسہ اور دیگر اوقاف کے شرعی مسائل پر مشتمل ایک مستند اور جامع کتاب
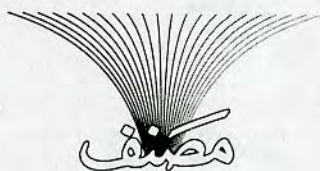
مصنف

شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد قاسم قادری مدظلہ العالی

مکتبہ اہلِ سُنّت

امین پور بازار فیصل آباد
041-2002111
0321-6639552

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وقف کے شرعی مسائل

مصنف	مفتی محمد قاسم قادری مدظلہ العالی
ناشر	جاوید اختر
سن اشاعت	نومبر 2009ء
سرورق	فیضی گرافکس لاہور
قیمت	-/160 روپے

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

فہرس

☆☆☆☆

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿سبب تالیف﴾

اللہ تبارک وتعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے تقریبا دو مہینے کے عرصے میں وقف کے متعلق ایک مختصر اور جامع کتاب لکھی گئی ہے۔ دینی شعبوں میں تصنیف وتالیف کا رجحان کافی زیادہ ہے۔لیکن زیادہ تر کتابیں عقائد وفضائل سے متعلق ہوتی ہیں۔جبکہ مذکورہ موضوعات کے ساتھ اصلاح اور مسائل کے شعبے میں بھی کتب کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔علمائے اہلسنت زید مجدہم کا اس شعبے میں معتد بہا کام موجود ہے اور مزید کتب کی تصنیف کا کام جاری ہے۔خصوصا فتوی نویسی کے شعبے میں اہلسنت کی کثیر کتب مارکیٹ میں موجود ہیں اور ان میں آئے دن اضافہ ہورہا ہے۔

تصنیف وتالیف کے بیسیوں شعبے ہیں جن میں ہر ایک کی اہمیت اپنی جگہ پر مسلم ہے۔اسی طرح تصنیف وتحریر کے میدان میں لکھنے والے علماء کی قابلیت و استعداد اور علمی مقام بھی مختلف ہے۔مزید برآں علماء کا انداز تحریر بھی مختلف ہے۔ بعض کی تحریر بہت سہل اور عام فہم ہوتی ہے جبکہ بعض کی تصنیفات سے استفادہ کرنا عوام الناس کی استعداد سے باہر ہوتا ہے اور علماء ہی ان سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

علمائے اہلسنت میں علمی اعتبار سے ماضی قریب و حال میں سب سے بلند مقام **امام اہلسنت ، مجدد و ملت ، مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ** کا ہے۔آپ کی تصنیفات کی تعداد بھی دیگر علماء سے زیادہ ہے اور اس میں علمی مواد دیگر مصنفین کی بنسبت بہت ہی زیادہ ہے۔اس کے ساتھ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی ذات مبارک اس قدر مستند ہے کہ آپ کی تحریر پر کوئی صاحب علم شخص اعتراض نہیں کر سکتا اور آپ علیہ الرحمۃ کا قول بذات خود ایک حجت کی حیثیت رکھتا ہے۔ان تمام خوبیوں کے ساتھ ساتھ امام اہلسنت علیہ الرحمۃ کا کلام مبارک اس قدر علمی اور دقیق ہوتا ہے کہ عام اردو دان کے لئے اسے سمجھنا مشکل ہوتا ہے اور عربی و فارسی زبان جاننے والے اور قرآن و حدیث و فقہ کا اچھا مطالعہ و ذوق رکھنے والے ہی امام اہلسنت کا کلام سمجھ پاتے ہیں۔اس امر کے پیش نظر علماء اہلسنت نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی کتب کی تسہیل کا کام شروع کیا ہے۔الحمد للہ راقم بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی چند انتہائی دقیق کتابوں کی تسہیل کا کام کر چکا ہے۔جن میں الفضل الموہبی اور الیاقوتۃ الواسطۃ اور مقال العرفاء شامل ہیں۔

زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے لیکن اس کا انداز پہلی کتابوں سے مختلف ہے۔کتاب ہذا لکھنے میں پہلے نیت یہ تھی کہ وقف جیسے اہم ترین مسئلے میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کی تحقیقات کا خلاصہ سوال و جواب کی شکل میں آسان الفاظ میں لکھ دیا جائے۔اس مقصد کے پیش نظر فتاوی رضویہ کی سولہویں جلد

سے بھرپور استفادہ کیا گیا کیونکہ فتاوی رضویہ کی یہ جلد بطور خاص وقف کے مسائل کے بارے میں ہے۔ لیکن اس کے علاوہ فتاوی رضویہ کی تقریبا تمام جلدوں میں وقف کے چیدہ چیدہ مسائل موجود ہیں وہاں سے بھی جزئیات کونقل کیا گیا ہے۔ اہلسنت کی عظیم درس گاہ جامعہ نظامیہ لاہور میں قائم ''رضا فاؤنڈیشن'' کی محنتوں سے فتاوی رضویہ سے مسائل اخذ کرنا نہایت آسان ہوگیا ہے۔

جب اس کام کوشروع کیا تو ایک اور چیز کی طرف ذہن متوجہ ہوا۔ وہ یہ کہ وقف کے مسائل کی اہمیت کے پیش نظر اگر دیگر علمائے اہلسنت کے فتاوی کا خلاصہ بھی نقل کر دیا جائے تو مفید رہے گا۔ چنانچہ اس خیال کے بعد اہلسنت کے مارکیٹ میں موجود تمام فتاوی کے کتاب الوقف کا بالاستیعاب مطالعہ کیا اور ان کے خلاصے بھی نقل کر دیے۔ اس وقت یہ کتاب تقریبا ایک درجن فتاوی کی کتب کے حوالوں پر مشتمل ہے۔

جن کتابوں کے مسائل اس کتاب میں ذکر کئے گئے ہیں ان کے اسماء یہ ہیں۔ (1) فتاوی رضویہ، (2) فتاوی امجدیہ، (3) فتاوی ملک العلماء، (4) فتاوی مصطفویہ، (5) فتاوی حامدیہ، (6) فتاوی بریلی، (7) فتاوی نوریہ، (8) فتاوی اجملیہ، (9) فتاوی فقیہ ملت، (10) فتاوی نعیمیہ، (11) حبیب الفتاوی، (12) وقار الفتاوی، (13) فتاوی شامی (14) بہار شریعت۔

کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے چند امور پیش نظر رہیں۔ (1) ہر جگہ صفحہ

اور جلد کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ (2) مکمل عبارتیں نقل کرنے کی بجائے احتیاط کے ساتھ عبارتوں کا خلاصہ نقل کیا ہے۔ (3) زیادہ تر مسائل فتاوی رضویہ اور بہار شریعت سے لئے گئے ہیں۔ (4) جو مسائل فتاوی رضویہ اور کسی دوسری کتاب مذکور ہیں ان میں صرف فتاوی رضویہ سے لیا گیا ہے۔ (5) بعض جگہوں میں اختلاف کی صورت میں فتاوی رضویہ کا قول اختیار کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی تیاری میں تقریباً دو مہینے صرف ہوئے ہیں۔ اور دورانِ تصنیف متعدد احباب کی بھرپور معاونت حاصل رہی بلکہ بلا مبالغہ حقیقت حال یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ محنت معاونین نے کی ہے۔

ان حضرات میں تین کا بطور خاص شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اگر ان کا تعاون نہ ہوتا تو یہ کتاب شاید منظر عام پر نہ آتی۔

☆ محمد نعمان قادری کا کمپوزنگ اور دیگر امور کے حوالے سے بہت شکرگزار ہوں۔ کتاب کی اکثر کمپوزنگ موصوف نے کی ہے اور انتہائی برق رفتاری سے کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

☆ کتاب کی تزیین و آرائش اور پروف ریڈنگ کے حوالے سے حضرت مولانا خواجہ وقار احمد چشتی زید مجدہٗ کا شکرگزار ہوں۔ موصوف نے دن رات محنت کر کے کتاب کے حسن کو دوبالا کیا ہے اور کئی امور میں بہت اہم مشوروں سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل و عمر میں اضافہ فرمائے۔ (آمین)

☆ مسائل کی ترتیب کے حوالے سے مولانا محمد عابد قادری عطاری

(خانپور) کا شکر گزار ہوں۔ کتاب کی تصنیف میں شروع سے آخر تک ان کا تعاون شامل رہا۔ بلکہ راقم کی اکثر و بیشتر کتب میں مولانا موصوف کا تعاون حاصل رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے علم و عمل میں اضافہ فرمائے۔ (آمین)

مسائل کے حوالے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی تحقیقات کو آسان انداز میں پیش کرنے کی یہ ایک معمولی سی کوشش ہے۔ علمائے اہلسنت کی خدمت میں گزارش ہے دوران مطالعہ شرعی اعتبار سے جو غلطی پائیں بذریعہ خط مطلع فرمائیں اور علماء و عوام اہلسنت کی خدمت میں گزارش ہے کہ اپنے مشوروں سے نوازتے رہیں اور راقم کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور علم و عمل و عافیت اور خاتمہ بالخیر کی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

محمد قاسم قادری

30 اپریل 2006ء

اعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

﴿مقدمہ﴾

(از حضرت علامہ مولانا عاصم یٰسین زید مجدہٗ)

نحمده ونصلی ونسلم علی رسول الله ﷺ امابعد:

امابعد: اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ﴾

''بے شک اللہ کے ہاں اسلام ہی دین ہے''۔

(کنزالایمان)

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ دین محمدی کے سوا تمام دین باطل ہیں بعض وہ ہیں جو پہلے سے ہی باطل تھے جیسے مشرکین کا دین وغیرہ اور بعض وہ جو پہلے حق تھے اب منسوخ ہو کر باطل ہو گئے جیسے یہودیت نصرانیت وغیرہ لہذا اب اگر کوئی دین اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ومحبوب ہے تو وہ صرف دین اسلام ہے اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ﴾

''اور میں نے تمھارے لیے اسلام کو دین پسند کیا''

آج اگر کوئی دین اسلام کو چھوڑ کر کسی اور دین کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا

مقرب اور محبوب بننا چاہتا ہے تو اس کا وھم وخیال ہے قرآن پاک میں صاف ارشاد ہوتا ہے **ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه** اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اب جبکہ دنیا میں حق دین صرف اسلام ہی ہے اور قیامت تک یہی حق رہے گا تو ضرور ہے کہ یہ ایسا جامع دین ہو کہ قیامت تک انسانیت کو پیش ہونے والے تمام مسائل میں شرعا لوگوں کی رہنمائی کرے اور کوئی گوشہ تشنہ باقی نہ رہنے دے جب اس بات پر غور کرتے ہیں تو قرآن پاک کی یہ آیت مبارکہ ہمارے ذہنوں میں آتی ہے:

﴿ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ﴾

اس آیت میں اللہ تعالی نے یہ اعلان فرما دیا ہے کہ آج میں نے تمھارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا ہے یعنی ان اصولوں کو مکمل کر کے اس کو ایسا کامل ضابطہ حیات بنا دیا گیا ہے جو رہتی دنیا تک دین اور دنیا کے ہر شعبے میں اپنے ماننے والوں کی فلاح و بہبود کا ضامن ہے چنانچہ آئندہ زمانے میں اب جتنے بھی مسائل پیش آئیں گے وہ دین کے انہی اصولوں سے حل ہوں گے انہی اصولوں کے مطابق مختلف شعبہ ہائے زندگی کے ضروری مسائل کو علمائے کرام اور فقہاء عظام نے کتابوں میں جمع کر دیا ہے اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ان مسائل کا علم حاصل کر کے ان پر عمل کیا جائے حدیث پاک میں آیا ہے:

"طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة"

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے"۔

ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہ تو نہیں ہوسکتا کہ تمام علوم کو حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے کیونکہ اول تو علوم کی تعداد شمار سے باہر ہے پھر یہ کہ علم کی وسعت اس قدر ہے کہ اس کا احاطہ ناممکن تو اگر تمام علوم کا حاصل کرنا فرض قرار دیا جائے تو یہ تکلیف مالا یطاق ہوگی یعنی ایسا حکم ہوگا جس کا پورا کرنا انسان کی طاقت وقدرت سے باہر ہوگا اور شریعت ہرگز ہرگز کوئی ایسا حکم نہیں دیتی جو انسان کی قوت واستطاعت سے باہر ہو اسی وجہ سے علماء نے فرمایا کہ ہر مسلمان کے لیے اتنے علم کا حصول ضروری ہے جو اس کی ضروریات کو کافی ہوتا کہ وہ اللہ تعالی کی فرمانبرداری کر سکے اور اسکی نافرمانی سے بچ کر اللہ تعالی کی رضا حاصل کر سکے جو مسلمان کا مقصود اصلی ہے چنانچہ زندگی کے جتنے شعبے ایک مسلمان کے ساتھ وابستہ ہوں گے اس پر اتنے شعبوں کے ضروری مسائل کو جاننا لازم ہوگا مثال کے طور پر ایک شخص تجارت کرتا ہے تو اس پر تجارت کے ضروری مسائل کا جاننا ضروری ہے تا کہ وہ ناجائز بیع وشراء کا مرتکب ہو کر اللہ رب العالمین کی نافرمانی میں مبتلا نہ ہو جائے یہی وجہ ہے کہ فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے حکم فرمادیا تھا کہ ہمارے بازار میں وہی خرید وفروخت کریں جو دین میں فقیہ ہوں'' رواہ الترمذی۔ انہیں زندگی کے شعبوں میں سے ایک اہم شعبہ وقف بھی ہے جس کا مسلمانوں کی زندگیوں سے بہت گہرا تعلق پایا جاتا ہے اور یہ شعبہ صرف دینی طبقہ کے لوگوں ہی سے متعلق نہیں بلکہ دیگر لوگوں کی زندگیوں سے بھی بہت گہرا تعلق رکھتا ہے اس لیے کہ جہاں مساجد، عید گاہوں، جنازہ گاہوں وغیرہ کے لئے اراضی اور اشیاء وقف

کی جاتی ہیں وہیں ہسپتالوں، فلاحی اداروں، پانی کی سبیلوں، اسکولوں وغیرہ کے لئے بھی زمینیں اور دیگر اشیاء وقف کی جاتی ہیں اور پھر ایسا بھی نہیں ہوتا کہ واقفین (وقف کرنے والے) صرف دینی طبقہ کے افراد ہوں بلکہ بہت سارے دیگر صاحب ثروت لوگ بھی جگہیں ضروری ساز وسامان اور اشیاء وقف کرتے ہیں اب اگر واقف وقف کے مسائل سے آگاہ نہ ہوتو بعض اوقات ایک ایسا کام جو وہ ثواب کی نیت سے کرتا ہے الٹا اسکے لیے عذاب کا سبب بن جاتا ہے اسی طرح وقف کے مال کو استعمال کرنے والے لوگ بھی وقف کے مسائل سے عدم واقفیت کی بناء پر طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں لہذا اوقاف سے کسی بھی طرح متعلقہ لوگوں کو خصوصا اور تمام لوگوں کو عموما وقف کے مسائل کو ضرور جاننا چاہیے۔

الحمدللہ عزوجل وقف جیسے اس نیک مقصد میں لوگوں کو شرعی غلطیوں سے بچانے کیلئے جناب مولانا مفتی محمد قاسم صاحب زید مجدہم نے وقف کے مسائل پر ایک نہایت جامع کتاب ترتیب دی ہے جو کہ عام لوگوں، دینی طلباء کے ساتھ ساتھ علمائے کرام کے لئے بھی بہت مفید ہے اللہ تعالی ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور تمام مسلمانوں میں اس کتاب کے نفع کو عام فرمائے اور مفتی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی مفتی صاحب کے علم وعمل میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور ان کو ایسی گراں قدر تالیفات وتصنیفات کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم

بسم الله الرحمن الرحیم
الصلوۃوالسلام علیک یارسول اللہ
وعلی الک واصحابک یاحبیب اللہ

وقف کے معنیٰ

◉ سوال : وقف کا کیا معنیٰ ہے؟

✿ جواب : وقف کے یہ معنی ہیں کہ کسی شے کو اپنی ملک سے خارج کر کے خالص اللہ عزوجل کی ملک کر دیا جائے اس طرح کہ اُسکا نفع بندگانِ خُدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔

کس چیز کا وقف افضل ہے؟

◉ سوال : مسجد، مدرسہ، پانی کی سبیل وغیرہ میں کون سی چیز کا وقف زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟

✿ جواب : وقف ایک صدقہ جاریہ ہے کہ واقف (وقف کرنے والا) ہمیشہ اس کا ثواب پاتا رہے گا اور سب میں بہتر وہ وقف ہے جس کی مسلمانوں کو زیادہ ضرورت ہو اور جس کا زیادہ نفع ہو مثلاً کتابیں خرید کر کتب خانہ بنانا اور وقف کر دینا کہ ہمیشہ دین کی باتیں اسکے ذریعہ معلوم ہوتی رہے گی۔ اور اگر وہاں مسجد نہ ہو اور اسکی ضرورت ہو تو مسجد بنوانا بہت ثواب کا کام ہے اور علم دین کی تعلیم کے لئے

مدرسہ کی ضرورت ہوتو مدرسہ قائم کر دینا اور اس کے انتظامات کو چلانے کے لئے جائداد وقف کرنا تا کہ ہمیشہ مسلمان اس سے فیض پاتے رہیں نہایت اعلیٰ درجہ کا نیک کام ہے۔

زمانہ صحت میں تمام مال وقف کر دیا

◉ سوال : اگر کوئی شخص اپنی صحت کے زمانے میں اپنی تمام جائیداد کو مسجدوں اور مدرسوں پر وقف کر دے اور اولاد کے لئے وراثت کے طور پر کچھ نہ چھوڑے تو اس کا یہ فعل درست ہے؟

۞ جواب : وقف تو درست ہے لیکن اگر اس کی نیت ورثاء کو محروم کرنے کی ہے تو گناہگار ہوگا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''اسے اپنی صحت میں وقف کا اختیار ہے جس طرح وقف کرے گی کل یا بعض وقف ہو جائے گا مگر نیت یہ ہے کہ بہنوں کو ترکہ سے محروم کرے تو یہ اگر چہ حق العبد میں گرفتار نہیں کہ صحت مورِث میں کسی وارث کو کوئی حق اُس کے مال سے متعلق نہیں ہوتا مگر ایسی نیت ضرور مذموم و سخت شنیعہ ہے ،حدیث میں ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''من فر من میراث وارثه قطع الله میراثه من الجنة''

''جو بلا وجہ شرعی اپنے وارث کی میراث سے بھاگے اللہ تعالیٰ جنت سے اس کا حصہ قطع کر دے''

(سُنن ابن ماجه، باب الحيف في الوصية، ص:198، اداره احيا ء السنته النبويه، سرگودھا)

(فتاوی رضویہ ،جلد :16 ،صفحہ:251)

کس کی تعمیر پر ثواب زیادہ

◉ سوال : مسجد ومزار اولیاء و خانقاہ ومدرسہ وکنواں اور دیگر کاموں میں سب سے زیادہ ثواب کس کے بنانے میں؟

۞ جواب : جس کی زیادہ ضرورت ہو اس میں زیادہ ثواب ہے۔

(فتاوی خیریہ ج:1ص:134۔ کتاب الوقف)

وقف کیلئے الفاظ

◉ سوال : وقف کے لئے کس قسم کے الفاظ کا ہونا ضروری ہے؟

۞ جواب : وقف کے لئے مخصوص الفاظ ہیں جن سے وقف صحیح ہوتا ہے مثلاً میری یہ جائداد صدقہ موقوفہ ہے کہ ہمیشہ مساکین پر اس کی آمدنی صرف ہوتی رہے یا اللہ تعالیٰ کی لئے میں نے اسے وقف کیا۔ مسجد یا مدرسہ یا فلاں نیک کام پر میں نے وقف کیا یا فقراء پر وقف کیا۔ اس چیز کو میں نے اللہ کی راہ کے لئے کر دیا۔

وقف کرنے کیلئے ہمیشہ کا لفظ بولنا

◉ سوال : کیا وقف کرتے ہوئے یہ کہنا ضروری ہے کہ میں نے یہ جگہ ہمیشہ کے لئے وقف کی؟

۞ جواب : ہمیشہ کا لفظ بولنا تو ضروری نہیں البتہ یہ ضروری ہے کہ وقف ہمیشہ کے

لئے ہو۔لہٰذا اگر ہمیشہ کا لفظ نہ بولا تو بھی وقف ہمیشہ کے لئے ہی ہوگا۔ بہار شریعت میں ہے:

''(وقف کی شرائط میں سے ایک شرط ہے) تابید یعنی ہمیشہ کے لئے ہونا مگر صحیح یہ ہے کہ وقف میں ہمیشگی کا ذکر کرنا شرط نہیں یعنی اگر وقف مؤبد (دائمی) نہ کہا جب بھی مؤبد (دائمی) ہی ہے اور اگر مدت خاص کا ذکر کیا مثلاً میں نے اپنا مکان ایک ماہ کے لئے وقف کیا اور جب مہینہ پورا ہو جائے تو وقف باطل ہو جائیگا تو یہ وقف نہ ہوا اور ابھی سے باطل ہے۔''

وقف کیلئے وقف نامہ بنوانا

◉ سوال: کسی جگہ کو وقف کرنے کے لئے اس کا باقاعدہ وقف نامہ بنوانا ضروری ہے یا صرف زبان سے کہہ دینا کافی ہے؟

۞ جواب: وقف کے لیے کتابت ضروری نہیں زبانی الفاظ کافی ہیں۔ فتاوی خیریہ میں ہے:

" اما اشتراط كونه يكتب فی حجة ويقيد فی سجلات فليس بلازم شرعا ومخالف للموضوع الشرعی فان اللفظ بانفراده كاف فی صحة ذلك شرعا والزيادة لايحتاج اليها "

''یہ شرط لگانا کہ جہت وقف لکھی جائے اور دفتری کتب میں لکھائی جائے تو یہ شرط شرعاً لازم نہیں بلکہ شرعی طریقہ کے مخالف ہے کیونکہ صرف لفظی طور پر کہہ دینا کافی ہے اور اس سے زائد شرعاً کوئی ضروری نہیں۔''

(فتاوی خیریة، کتاب الوقف، دارالمعرفة، بیروت، ج:1، ص :216)
(فتاوی رضویہ، جلد :16، صفحہ:129)

سرکاری کاغذات میں موقوفہ زمین

◉ سوال : اگر سرکاری کاغذات سے کسی پلاٹ کے بارے میں پتہ چلے کہ یہ وقف کی جگہ ہے تو کیا اس بنا پر اس کو وقف مانا جا سکتا ہے اور اس کی خرید وفروخت ممنوع ہوگی یا نہیں؟

۞ جواب : وہ جگہ وقف شمار کی جائیگی اور اسے بیچنا ممنوع ہوگا۔ فتاوی رضویہ میں ہے

"لووجد فی الدفاتران المکان الفلانی وقف علی المدرسة الفلانیة مثلا یعمل به من غیر بینة وبذلك یفتی مشایخ الاسلام کماهو مصرح به فی بهجة عبدالله افندی وغیر ها فلیحفظ۔"

''اگر رجسٹروں میں مندرج ہے کہ فلاں مکان فلاں مدرسہ پر وقف ہے تو گواہوں کے بغیر اس پر عمل کیا جائے گا، اسی پر مشائخ اسلام نے فتوی دیا جیسا کہ عبداللہ آفندی کی بہجہ وغیرہ میں تصریح کی گئی ہے، اس کو محفوظ کر لینا چاہیے۔''

(فتاوی رضویہ، جلد: 16، صفحہ: 491)

کرایہ پر دیئے ہوئے مکان کو وقف کرنا

◉ سوال : اگر کسی شخص نے اپنا مکان کرایہ پر دیا ہوا ہو اور وہ اسی حالت میں وقف کر دے تو وقف ہو جائے گا؟

۞ جواب : ایسا مکان وقف ہو جائے گا کیونکہ وقف کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ کرایہ وغیرہ سے خالی ہو۔ لہذا جب کرایہ کی مدت ختم ہو جائے گی یا کرایہ پر دینے

اور لینے والوں میں سے کسی کا انتقال ہوجائے گا تو اجارہ ختم ہوجائے گا اور وہ مکان وقف کے کام میں آئے گا۔

مشترک زمین کا وقف

◉ سوال : اگر ایک زمین دو آدمیوں میں مشترک ہے یعنی اس کے دو مالک ہیں، تو کیا ان میں سے ایک اپنے حصے کو وقف کرسکتا ہے؟

۞ جواب : ایسی جگہ کو مشاع کہتے ہیں اور مشاع چیز وقف کر دینا صحیح ہے۔ لیکن اس طرح کے وقف میں دوسرے شریک کا حصہ ختم نہیں ہوجاتا۔ اور مناسب یہ ہے کہ تقسیم کرنے کے بعد ہی وقف کیا جائے تاکہ بعد میں کسی قسم کی پیچیدگی باقی نہ رہے، اور یہ بھی یاد رہے کہ مسجد یا قبرستان کے لئے مشاع کا وقف درست ہی نہیں۔ ہاں اگر مشترکہ جگہ کو باقاعدہ تقسیم کردیا جائے اور پھر کوئی اپنے حصے کو مسجد یا قبرستان کے لئے وقف کردے تو درست ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔

دو آدمیوں کا مشترک زمین کو جدا جدا چیز پر وقف کرنا

◉ سوال : دو آدمیوں کے درمیان زمین مشترک ہے اور وہ دونوں اسے وقف کرنا چاہتے ہیں لیکن ہر ایک جدا جدا چیز پر وقف کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ایسا وقف درست ہے؟

۞ جواب : صدرالشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''دو شخصوں میں زمین مشترک تھی اور دونوں نے اپنے حصے وقف کردیئے خواہ دونوں نے ایک ہی مقصد کے لئے وقف کئے یا دونوں کے دو مختلف

مقصد ہوں، مثلاً ایک نے مساکین پر صرف کرنے کے لئے (وقف کیا اور) دوسرے نے مدرسہ یا مسجد کے لئے اور دونوں نے الگ الگ اپنے وقف کا متولی مقرر کیا یا ایک ہی شخص کو دونوں نے متولی بنایا یا ایک شخص نے اپنی کل جائداد وقف کی مگر نصف ایک مقصد کے لئے اور نصف دوسرے مقصد کے لئے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔"

وقف کی اقسام

◉ سوال: وقف کی کتنی اقسام ہیں؟

۞ جواب: وقف تین قسم کا ہوتا ہے: صرف غریبوں کے لئے وقف ہو جیسے کسی جائیداد کی آمدنی فقیروں پر خیرات کی جاتی رہے یا اغنیاء (امیروں) کے لئے پھر فقراء کے لئے۔ مثلاً نسل درنسل اپنی اولاد پر وقف کیا اور یہ ذکر کر دیا کہ اگر میری اولاد میں کوئی نہ رہے تو اسکی آمدنی غریبوں پر خرچ کی جائے یا امیروں اور غریبوں دونوں کے لئے جیسے کنواں، مسافر خانہ، قبرستان، پانی پلانے کی سبیل، پل، مسجد کہ ان چیزوں کا وقف غریبوں کے ساتھ خاص نہیں ہوتا لہذا اگر غریبوں کی صراحت نہ بھی کی جائے تب بھی ان چیزوں سے اغنیاء فائدہ اُٹھا سکتے ہیں اور ہسپتال پر جائداد وقف کی کہ اسکی آمدنی سے مریضوں کو دوائیں دی جائیں تو اس دوا کو امراء اس صورت میں استعمال کر سکتے ہیں جب واقف (وقف کرنے والے) نے سب کی اجازت دیدی ہو کہ جو بیمار آئے اُسے دوا دی جائے یا امیروں پر خرچ کرنے کا بھی صاف لفظوں میں ذکر کر دیا ہو کہ امیر و غریب دونوں کو دوائیں دی جائیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

" فی الدر المختار الوقف علی ثلثة اوجه اما للفقراء او للاغنیاء ثم للفقراء او یستوی فیه الفریقان کرباط و خان ومقابر و سقایات و قناطر و نحو ذلك کمساجد و طواحین و طست لا حتیاج الکل لذلك۔"

''درمختار میں ہے کہ وقف تین طرح ہوتا ہے: فقراء کے لئے یا پہلے اغنیاء کے لئے اور پھر فقراء کے لئے یا دونوں کے لئے مساوی، جیسے سرائے، تکیہ، قبرستان، سبلیں اور خیمے وغیرہ۔ مثلاً مساجد، چکیاں اور برتن، کیونکہ یہ تمام لوگوں کی ضروریات ہیں۔''

(درمختار، کتاب الوقف، محتبائی دھلی، ج:1، ص:386) (فتاوی رضویه، ج: 16، ص:247)

کون سی چیزیں وقف ہو سکتیں ہیں

◉ سوال: کن کن چیزوں کو وقف کیا جاسکتا ہے؟

✡ جواب: مسئلے کا جواب سمجھنے سے پہلے ایک تمہید سمجھ لیں وہ یہ کہ اشیاء کی دو قسمیں ہیں۔ (1) اشیاء منقولہ (2) اشیاء غیر منقولہ۔ اشیاء منقولہ سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاسکتا ہے۔ جیسے کاغذ، قلم، کمپیوٹر، ٹیلی فون، پنکھے، صفیں، مائیک، اسپیکر وغیرہ اور اشیاء غیر منقولہ سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کیا جاسکتا ہو جیسے زمین، مکان۔ اشیاء غیر منقولہ یعنی زمین اور مکان میں سے ہر ایک کو وقف کیا جاسکتا ہے۔ البتہ اشیاء منقولہ کے بارے میں حکم یہ ہے کہ یا تو وہ کسی منقول کے تابع ہوں جیسے کھیت وقف کیا تو

اس کے ساتھ ہل، بیل، بیل کی رسی وغیرہ کو بھی وقف کر دیا۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ ایسی منقول اشیاء کا وقف کیا جائے کہ لوگوں کے درمیان جن چیزوں کو وقف کرنے کا رواج ہے کیونکہ جن کے وقف کا رواج ہے ان کو وقف کیا جا سکتا ہے اور جن کو وقف کرنے کا رواج نہیں ان کو وقف بھی نہیں کیا جا سکتا ہے ہاں اگر آئندہ کبھی کسی منقولی چیز میں لوگوں کا رواج ہو جائے تو اسے بھی وقف کیا جا سکے گا۔ جیسے کسی زمانے میں کمپیوٹر وقف کرنے کا رواج نہیں تھا تو اسے وقف بھی نہیں کر سکتے تھے اور اب جبکہ اس کا رواج ہو گیا تو اسے وقف کرنا بھی درست ہو گیا۔ بہار شریعت میں ہے:

"بعض وہ چیزیں جن کے وقف کا رواج ہے یہ ہیں۔ مردہ لے جانے کی چارپائی اور جنازہ پوش، میت کے غسل دینے کا تخت، قرآن مجید، کتابیں، دیگ، دری، قالین، شامیانہ، شادی اور برات کے سامان کہ ایسی چیزوں کو لوگ وقف کر دیتے ہیں کہ اہل حاجت ضرورت کے وقت اِن چیزوں کو کام میں لائیں پھر متولی کے پاس واپس کر جائیں۔ یونہی بعض مدارس اور یتیم خانوں میں سرمائی (سردیوں کے) کپڑے اور لحاف گدے وغیرہ وقف کر کے دیدیے جاتے ہیں کہ جاڑوں میں طلبہ اور یتیموں کو استعمال کے لئے دے دیے جاتے ہیں اور جاڑے نکل جانے کے بعد واپس لے لئے جاتے ہیں۔"

فی زمانہ کن منقولہ اشیاء کا وقف درست ہے

◉ سوال: فی زمانہ کن کن اشیاء منقولہ کو وقف کیا جاتا ہے؟

۞ جواب: ایسی بیشمار چیزیں ہیں، بعض ان میں سے یہ ہیں:
1: قرآن پاک، 2: دینی کتابیں، 3: ان کو رکھنے کے لیے الماریاں، 4: قرآن شریف رکھنے کی رحل، 5: مصلے، 6: دریاں، 7: گھڑیاں، 8: پنکھے، 9: ٹیوب لائٹ، 10: اذان ونماز وغیرہ کے لیے مائیک، 11: چپل رکھنے کے ڈبے، 12: کرسیاں، 13: فون، 14: پردے، 15: کولر، 16: پانی ٹھنڈا کرنے کی مشین، 17: بیت الخلاء کے لیے لوٹے، 18: کمپیوٹر، 19: ٹیبل، 20: بڑی مساجد میں بیت الخلاء کے لیے چپلیں، 21: مدارس میں کھانے کے برتن، 22: دیگیں، 23: پکانے کے لیے چولہے، 24: قالین، 25: جنریٹر، 26: گیس بتی، 27: گلاس، 28: ٹوپیاں، 29: چندا ڈالنے کے لیے نصب کیے ہوئے ڈبے، 30: بلیک بورڈ، 31: جگ، 32: ٹوپیاں رکھنے کے لیے ڈبہ، 33: فانوس، 34: میت گاڑی، 35: میت اٹھانے کے لیے ڈولا، 36: میت کو نہلانے کا تختہ، 37: موٹر، 38: گیزر، 39: ڈائریاں، 40: بنا بنایا منبر، 41: مدارس میں کپڑے دھونے کی مشینیں، 42: اسپتال میں مریضوں کے لیے بستر خصوصا مدارس کیلئے، 43: پانی کی موٹر، 44: تسبیحات، اس کے علاوہ بھی سینکڑوں چیزیں ہیں۔

باغات اور کھیتوں کا وقف

◉ سوال: کیا باغات اور کھیتوں کو مسجد یا مدرسے یا یتیم خانے یا کسی دوسرے کام کے لئے وقف کیا جا سکتا ہے؟

۞ جواب: باغات وغیرہ کو بھی وقف کیا جا سکتا ہے البتہ اگر کسی نے باغ وقف کیا

اور اس وقت باغ میں پھل لگے ہوئے ہیں تو وہ پھل وقف نہیں ہوں گے البتہ آئندہ کے پھل وقف ہوں گے۔ چنانچہ بہارشریعت میں ہے:

''کسی نے کہا میں نے اپنے باغ کی پیداوار وقف کی یا اپنی جائداد کی آمدنی وقف کی تو وقف صحیح ہو جائے گا کہ مراد باغ کو وقف کرنا یا جائداد کو وقف کرنا ہے لہذا اگر باغ میں اس وقت پھل موجود ہیں تو یہ پھل وقف میں داخل نہ ہونگے۔''

موقوفہ چیز کی آمدنی کو سبیل، جہیز اور کفن دفن پر خرچ کرنا

◉ سوال: اگر کوئی آمدنی والی چیز وقف کی کہ اس کی آمدنی کو پانی کی سبیل یا غریب بچیوں کے جہیز یا مردوں کے کفن دفن میں خرچ کی جائے تو یہ وقف درست ہے یا نہیں؟

۞ جواب: یہ وقف بالکل درست ہے بلکہ بہت ثواب کا کام کہ پانی پلانا، غریبوں کی امداد کرنا، مردوں کے کفن دفن کا انتظام کرنا سب اعلیٰ درجے کے نیکی کے کام ہیں۔

سڑک یا پُل بنانا

◉ سوال: کیا سڑک بنادینا یا پل بنادینا بھی وقف میں آتا ہے؟

۞ جواب: دونوں چیزیں وقف میں داخل ہیں جبکہ ان کو وقف کر دیا ہو۔

وقف کی شرائط

◉ سوال: کسی شے کو وقف کرنے کے لئے کن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے؟

۞ جواب: کسی چیز کو وقف کرنے کی درج ذیل شرطیں ہیں:

☆ وقف کرنے والا پاگل نہ ہو۔

☆ وقف کرنے والا بالغ ہو۔

☆ آزاد ہو۔

☆ جس کام کے لئے وقف کیا ہے وہ حقیقتاً بھی ثواب کا کام ہو اور وقف کرنے والے کے مذہب میں بھی ثواب کا کام ہو۔ جیسے فقیروں پر وقف کرنا۔

☆ وقف کرتے وقت وہ چیز وقف کرنے والے کی ملکیت میں ہو۔

☆ جس نے وقف کیا قاضی نے اس کی کم عقلی یا قرضوں کی زیادتی کی وجہ سے اس کی خرید وفروخت اور دیگر اختیارات پر پابندی نہ لگادی ہو۔

☆ جو شے وقف کی گئی اور جس پر وقف کی گئی دونوں معلوم ہوں، مجہول نہ ہوں۔

☆ وقف کو کسی شرط پر معلق نہ کیا ہو۔

☆ وقف کرنے والے نے یہ شرط نہ لگائی ہو کہ اسے وقف کی جائیداد بیچ کر قیمت خرچ کرنے کا اختیار رہو۔ یونہی یہ شرط کہ جس کو میں چاہوں گا تحفہ دیدوں گا یا جب مجھے ضرورت ہوگی اسے رہن (گروی) رکھدوں گا غرض ایسی شرط جس سے وقف کا خاتمہ ہوتا ہو وقف کو باطل کردیتی ہے۔

☆ وقف ہمیشہ کے لئے ہو۔

☆ وقف آخر کار ایسی جہت کے لئے ہو جس میں ختم ہونے کی صورت نہ ہو مثلاً کسی نے اپنی جائداد اپنی اولاد پر وقف کی اور یہ ذکر کردیا کہ جب میری اولاد کا

سلسلہ نہ رہے تو مساکین پر یا نیک کاموں میں صرف کی جائے تو وقف صحیح ہے کہ اب ختم ہونے کی کوئی صورت نہ رہی۔

نابالغ بچے کا وقف کرنا

◉ سوال: اگر کوئی بچہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے اپنی جائیداد میں سے کچھ زمین مسجد بنانے کے لئے دیدے تو اس سے زمین لینا جائز ہے یا نہیں؟

۞ جواب: مسجد بنانے کے لئے زمین دینا ایک قسم کا صدقہ ہے اور بچہ اپنے مال کو صدقہ کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ لہٰذا اگر کوئی بچہ مسجد کے لئے اپنی ملکیتی زمین دے تو اسے لینا جائز نہیں۔ بلکہ اگر اس کا کوئی شرعی سرپرست ہو تو اسے اطلاع دے کر بچے کو اس سے روک دیا جائے اور اگر مسجد کے لئے وہ جگہ بہت مناسب ہو یا اسے حاصل کرنا ضروری ہو تو قیمت دیکر وہ جگہ لی جاسکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جب مسجد نبوی کے لئے زمین لینے کا ارادہ فرمایا تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یہ زمین دو یتیم بچوں کی ہے اور وہ بچے بغیر قیمت کے مسجد کے لئے زمین دینے کو تیار ہیں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے منع فرمادیا اور پھر قیمت ادا کر کے وہ زمین لی۔

(مدارج النبوۃ، ج:2، ص: 98)

زمین خریدنے سے قبل وقف کرنا

◉ سوال: ایک شخص کی ایک زمین خریدنے کے بارے میں بات چیت چل رہی ہے لیکن ابھی خریدی نہیں تو کیا اس جگہ کو وقف کیا جاسکتا ہے؟

۞ جواب: کسی چیز یا جگہ کو وقف کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی اس کا مالک

ہو۔ مالک بننے سے پہلے وقف درست نہیں ہوتا۔لہٰذا اگر کسی جگہ یا چیز کے بارے میں ابھی صرف بات چیت چل رہی ہے اور اسے خریدا نہیں تو اسے وقف بھی نہیں کر سکتے اور اگر اس حالت میں وقف کر دیا تو وقف نہ ہوگا۔لہٰذا بعد میں مالک بننے کی صورت میں اگر یہ اس جگہ کو اپنی ذاتی کاموں میں استعمال کرے اور جس کام کے لئے وقف کیا تھا اس کام کے لئے نہ دے تو جائز ہے۔ بہارِ شریعت میں ہے:

''وقف کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ) وقف کے وقت وہ چیز واقف کی ملک ہو۔ اگر وقف کرنے کے وقت اُسکی ملک نہ ہو بعد میں ہو جائے تو وقف صحیح نہیں مثلاً ایک شخص نے مکان یا زمین غصب کر لی تھی اسے وقف کر دیا پھر مالک سے اُس کو خرید لیا اور ثمن بھی ادا کر دیا یا کوئی چیز دے کر مالک سے مصالحت (باہم صلح) کر لی تو اگرچہ اب مالک ہو گیا ہے مگر وقف صحیح نہیں کہ وقف کے وقت مالک نہ تھا۔''

وقف کو کسی شرط پر معلق کرنا

◉ سوال: ایک شخص کا لڑکا گم ہو گیا۔ اس نے کہا کہ اگر میرا بچہ مل جائے تو میرا گھر مسجد کے لئے وقف ہے۔ اب اس کا بچہ مل گیا اور لوگ اس کے گھر کو مسجد بنانے لگے تو اس نے انکار کر دیا۔ کیا ایسی صورت میں قانونی کاروائی کے ذریعے یا زبردستی اس سے اس کا مکان لیا جا سکتا ہے؟

۞ جواب: اس شخص کے مکان کو مسجد بنانا جائز نہیں کہ اس نے جو وقف کیا تھا وہ وقف ہی درست نہیں۔ اس مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ اگر وقف کو کسی قسم کی شرط پر

معلق کر دیا جائے تو اس شرط کے پائے جانے کے باوجود وہ وقف درست نہیں ہوتا اور وہ چیز مالک کی ملکیت میں برقرار رہتی ہے۔ جیسے سوال میں مذکور صورت ہے کہ اس شخص نے کہا، ''اگر میرا بچہ مل جائے تو میرا گھر مسجد کے لئے وقف ہے''۔ یہاں اس شخص نے وقف کو بچہ ملنے کی شرط پر معلق کر دیا لہٰذا یہ وقف درست نہیں۔

شرط خواہ کسی قسم کی ہو اس پر معلق کرنے سے وقف باطل ہو جاتا ہے۔ جیسے اگر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ اگر کل کا دن طلوع ہوا تو میرا یہ مکان وقف ہے۔ اس صورت میں بھی وقف نہ ہوگا۔ ہاں ایک صورت اس کلیے سے خارج ہے اور وہ یہ کہ اگر کسی نے وقف کو ایسی شرط پر معلق کیا جو فی الحال موجود ہے تو وقف درست ہو جائے گا جیسے کسی شخص نے کہا، ''اگر یہ زمین میری ملک میں ہو یا میں اسکا مالک ہو جاؤں تو وقف ہے اور اِس کہنے کے وقت وہ زمین اسکی ملکیت میں ہے تو وقف صحیح ہے اور اس وقت ملک نہیں ہے تو صحیح نہیں۔

اور ایک صورت اور ہے، وہ یہ کہ اس طرح معلق کرنے کی صورت میں وقف کرنے کی نذر ہو جائے جیسے کسی شخص کا مال گم ہو گیا اور وہ کہے کہ اگر مجھے گمشدہ مال مل جائے تو مجھ پر اللہ کے لئے اِس زمین کو وقف کر دینا ہے یہ وقف کی منت ہے یعنی اگر چیز مل گئی تو اُس پر لازم ہو گا کہ زمین کو ایسے لوگوں پر وقف کرے جنھیں زکاۃ دے سکتا ہے۔

موقوفہ چیز کو جب چاہوں گا واپس لے لوں گا کی شرط لگانا

◉ سوال : زید نے ایک مدرسے کے لئے مکان وقف کرتے ہوئے یہ لفظ کہے: ''میں نے اپنا گھر مدرسے کے لئے وقف کیا لیکن مجھے اختیار رہے گا کہ جب چاہوں اسے واپس لے لوں؟'' کیا اس صورت میں وہاں قائم کردہ مدرسہ وقف کا کہلائے گا یا نہیں؟

۞ جواب : وقف میں ایسی کسی بھی قسم کی شرط لگانا وقف کو باطل کر دیتا ہے جس شرط سے وقف کا ہمیشہ کے لئے رہنا ختم ہوتا ہو۔ ہاں مسجد میں اگر ایسی شرط لگائی تو مسجد میں کوئی فرق نہیں پڑے گا بلکہ یہاں پر شرط باطل ہو جائے گی۔ بہار شریعت میں ہے:

''وقف اگر مسجد ہے اور اس میں اس قسم کی شرطیں لگائیں مثلاً اسکو مسجد کیا اور مجھے اختیار ہے کہ اسے بیع کر ڈالوں یا ہبہ کر دوں تو وقف صحیح ہے اور شرط باطل''۔

مریض کی تمام جائداد قرض میں ڈوبی ہوئی ہو تو

◉ سوال : ایک شخص مرض الموت میں مبتلا ہے۔ اس پر لوگوں کا اتنا قرض ہے کہ اگر اس کا تمام مال قرض میں ادا کر دیا جائے تب بھی قرض ادا نہ ہوگا۔ ایسی حالت میں اگر وہ اپنا گھر مدرسہ کے لئے وقف کر دے تو اس کا یہ عمل درست ہوگا؟

۞ جواب : ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ اس کا یہ وقف ہی صحیح نہیں ہوگا اور نہ وہ جگہ مدرسہ بن سکے گی۔ چنانچہ بہار شریعت میں ہے:

''مریض پر اتنا دَین ہے کہ اُسکی تمام جائداد دَین (قرض) میں مستغرق

(ڈوبی ہوئی) ہے اُسکا وقف صحیح نہیں۔''

وقف کرتے وقت جگہ کا معین نہ کرنا

◉ سوال: زید نے رضائے الٰہی کے لئے کہا کہ میں نے اپنی مملوکہ زمین کا ایک حصہ وقف کر دیا۔ بعد میں اس نے معین بھی کر دیا کہ کون سا اور کتنا حصہ وقف کیا۔ ایسی صورت میں اس جگہ پر مدرسہ یا یتیم خانے کی تعمیر درست ہے؟

۞ جواب: اگر وقف کرتے وقت اس نے معین نہیں کیا تھا تو وہ جگہ وقف نہ ہوئی ہاں اگر بعد میں زید نے دوبارہ اس جگہ کو معین کر کے وقف کر دیا تو وقف درست ہو جائے گا۔ صرف پہلے وقف کی بنیاد پر وہاں مدرسے کی تعمیر درست نہیں۔ بہار شریعت میں ہے:

''اپنی جائداد کا ایک حصہ وقف کیا اور یہ تعیین نہیں کی کہ وہ کتنا ہے مثلاً تہائی چوتھائی وغیرہ تو وقف صحیح نہ ہوا اگر چہ بعد میں اُس حصہ کی تعیین کر دے۔''

مسجد کے قرآن پاک کو گھر لے جانا

◉ سوال: مسجدوں میں جو قرآن پاک وقف کئے جاتے ہیں۔ کیا ان کو اپنے گھر لے جا کر تلاوت کر سکتے ہیں؟

۞ جواب: مسجد پر قرآن مجید وقف کیا تو اِس مسجد میں جس کا جی چاہے اُس میں تلاوت کر سکتا ہے دوسری جگہ لے جانے کی اجازت نہیں کہ اس طرح وقف کرنے والے کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اس مسجد میں قرآن پڑھا جائے اور اگر وقف کرنے

والے نے صراحت کردی ہے کہ اِسی مسجد میں تلاوت کی جائے جب تو بالکل ظاہر ہے کیونکہ اُسکی شرط کے خلاف نہیں کیا جاسکتا۔

لائبریریوں اور مدرسوں کی کتب کو دوسری جگہ لے جانا

◉ سوال : لائبریریوں اور مدرسوں میں جو کتابیں وقف کی جاتی ہیں۔ کیا پڑھنے کے لئے انہیں دوسرے مدرسے یا گھر لے جاسکتے ہیں؟

۞ جواب : خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''مدارس میں کتابیں وقف کردی جاتی ہیں اور عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ جس مدرسہ میں وقف کی جاتی ہیں اُسی کے اساتذہ اور طلبہ کے لئے ہوتی ہیں ایسی صورت میں وہ کتابیں دوسرے مدرسہ میں نہیں لیجائی جاسکتیں ۔اور اگر اِس طرح پر وقف کی ہیں کہ جن کو دیکھنا ہو وہ کتب خانہ میں آکر دیکھیں تو وہیں دیکھی جاسکتی ہیں اپنے گھر پر دیکھنے کے لئے نہیں لاسکتے۔''

سرکاری گاڑیوں کو ذاتی استعمال میں لانا

◉ سوال: سرکاری اداروں میں افسران کو جو گاڑیاں اور سہولیات آفس کے کاموں کے لئے دی جاتی ہیں ان کو ذاتی کاموں میں استعمال کر سکتے ہیں؟

۞ جواب : اکثر سرکاری اشیاء بھی وقف کے حکم میں ہوتی ہیں اور انہیں بھی ان کے موقع محل سے ہٹا کر استعمال کرنا جائز نہیں۔ جیسے سرکاری گاڑیاں اور سرکاری کمپیوٹر، کاغذ، قلم وغیرہ۔

مدرسے کے برتنوں کو ناظم یا مدرس کا اپنے گھر میں استعمال کرنا

◉ سوال : مدرسوں میں کھانا پکانے کے لئے جو دیگیں اور برتن وقف کئے جاتے ہیں۔انہیں مدرسے کے ناظم یا مدرس اپنے گھر کے کاموں میں استعمال کر سکتے ہیں؟

۞ جواب : ایسا استعمال حرام ہے۔

موقوفہ سامان کو ذاتی استعمال میں لانا

◉ سوال : مسجد، مدرسے، دارالافتاء، یتیم خانے، ویلفیئر کے دفتر، مختلف برادریوں کے آفسز وغیرہ میں جو سامان مثلاً کرسی، میز، کاغذ، قلم، پنکھے اور اس طرح کی مزید اشیاء کو اپنے ذاتی استعمال میں لانے کی کوئی صورت ہے؟

۞ جواب : جب کسی شے کو وقف کر دیا تو اسے ذاتی استعمال میں لانے کی کوئی صورت نہیں۔سوال میں مذکور تمام اشیاء کا ان کے موقع محل سے ہٹ کر خلاف عرف استعمال ناجائز وحرام ہے۔

مسجد پر وقف مکان میں امام ومؤذن کی رہائش

◉ سوال : ایک شخص نے مسجد کو ایک مکان اس لئے دیا کہ اس کا کرایہ مسجد پر خرچ کیا جائے۔اب وہاں کے امام کو گھر کی ضرورت ہے۔کیا وہ مکان کرایہ پر دینے کی بجائے امام صاحب کو رہائش کے لئے دیا جا سکتا ہے؟

۞ جواب : مسجد پر جو مکان اس لئے وقف ہیں کہ اُن کا کرایہ مسجد میں صرف ہوگا یہ مکان بھی امام ومؤذن کو رہنے کے لئے نہیں دے سکتے اور دے دیا تو امام وموذن کو رہنا منع ہے۔

وقف کی ملکیت

◉ سوال : کیا وقف کسی کی ملکیت ہوسکتا ہے؟

۞ جواب : وقف کسی کی ملکیت ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا برکاتی فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''جائداد ملک ہوکر وقف ہوسکتی ہے مگر وقف ٹھہر کر کبھی ملک نہیں ہوسکتی۔''

(فتاوی رضویہ، ج:6، ص: 353) (فتاوی فیض الرسول، ج: 2، ص:346 تا348)

وقف کی اشیاء کو بیچنا

◉ سوال : وقف کے خاتمے کی یا بیچنے کی کوئی صورت ہوسکتی ہے؟

۞ جواب : وقف کو نہ ختم کیا جاسکتا ہے اور نہ بیچا جاسکتا ہے۔ نہ کسی کو تحفہ کے طور پر دے سکتے ہیں، کیونکہ وقف کا حکم یہ ہے کہ وقف کی ہوئی چیز واقف کی ملک سے خارج ہوجاتی ہے مگر موقوف علیہ (یعنی جس پر وقف کیا ہے اُسکی) ملک میں داخل نہیں ہوتی بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی ملک قرار پاتی ہے۔

اگر کسی نے وقف کی چیز پر قبضہ کرلیا

◉ سوال: اگر کوئی ظالم وقف کی کسی چیز مثلاً وقف کی دکانوں پر قبضہ کرلے اور کسی بھی صورت واپس کرنے کو تیار نہ ہو اور اس سے واپس لینا ممکن بھی نہ ہو تو کیا اس سے دکانوں کی قیمت وصول کرسکتے ہیں؟

۞ جواب : ایسی شدید مجبوری کی حالت میں قیمت وصول کرسکتے ہیں۔

(ملخصاً من فتاوی رضویہ، ج: 16، ص: 267)

ظالم کے قبضے کے خوف سے موقوفہ زمین بیچنا

◉ سوال: اگر وقف کے متولی (انتظامی ذمہ دار) کو وقف کی زمین کے بارے میں ڈر ہو کہ وقف کرنے والا یا کوئی اور قبضہ کر لے گا تو متولی کے لئے اس زمین کو بیچ دینا جائز ہے یا نہیں؟

✿ جواب: اگر متولی کو وقف کی زمین کے بارے میں واقف کے وارث یا ظالم کا خوف ہو تو اس صورت میں بھی فتویٰ اسی پر ہے کہ وقف کی زمین بیچنا جائز نہیں، جیسا کہ عالمگیری کے اسی صفحہ پر ہے:

"ارض وقف خاف القیم من وارث الوقف او من ظالم له ان یبیعه و یتصدق بالثمن کذا ذکر فی النوازل والفتوی انه لا یجوز کذا فی السراجیة۔"

(فتاوی فیض الرسول، ج: 2، ص: 345)

زیادہ آمدنی کے لیے وقف کا مکان بیچ کر دوسری جگہ خریدنا

◉ سوال: ایک مدرسے کا وقف کا مکان ہے۔ اس مکان کو بیچ کر اگر دوسری جگہ مکان خرید لیا جائے تو آمدنی پہلے سے بڑھ جائے گی۔ کیا ایسی صورت میں وہ مکان بیچ کر دوسرا مکان خریدا جا سکتا ہے؟

✿ جواب: جب تک پہلے والے مکان سے آمدنی حاصل ہو رہی ہے تب تک اسے بیچ کر دوسرا مکان نہیں لے سکتے اگرچہ دوسرے مکان کی آمدنی زیادہ ہو۔

مسجد کے استعمال کیلئے وقف مکان کوکرایہ پر دینا

◉ سوال: اگر کسی نے مسجد یامدرسے پرکوئی مکان اس کے استعمال میں آنے کے لئے وقف فرمایاہے کیااسے کرایہ پردے سکتے ہیں؟

۞ جواب: جومکان اس لئے وقف کیا جائے کہ اسے استعمال میں لائیں جیسے مسجد پر مکان وقف کیا تاکہ اسے امام وموذن کی رہائش کے لئے استعمال کیاجائے اسے کرایہ پر دینا حرام ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریرفرماتے ہیں:

''جومسجد پراس کے استعمال میں آنے کے لئے وقف ہیں انہیں کرایہ پردینا حرام لینا حرام، کہ جو چیز جس غرض کے لئے وقف کی گئی دوسری غرض کی طرف اسے پھیرنا جائز نہیں اگرچہ وہ غرض بھی وقف ہی کہ فائدہ کی ہو کہ شرط واقف مثل نص شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واجب الاتباع ہے۔

(درمختار، کتاب الوقف، فروع فصل شرط الواقف کنص الشارع فی وجوب العمل بہ)

ولہٰذا خلاصہ میں تحریرفرمایا کہ جوگھوڑا قتال مخالفین کے لئے وقف ہوا ہو اسے کرایہ پرچلانا ممنوع وناجائز ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج:6، ص: 455) (فتاوی فیض الرسول، ج:2، ص:346 تا 348)

وقف کے مکان کوکرائے پردینے کی مدت

◉ سوال: وقف کی دکان یامکان کوکتنے عرصے کے لئے کرایہ پردیناچاہیے؟

۞ جواب: وقف کی دکانوں یاوقف کے مکانوں کے کرایے پر دینے کی مدت

بہت لمبی نہیں ہونی چاہیے۔ تین سال سے زیادہ کے لئے کرایہ پر دینا جائز نہیں۔ اگر واقف نے کرایہ کی کوئی مدت بیان کردی ہے تو اُسکی پابندی کی جائے اور نہ بیان کی ہو تو مکانات کو ایک سال تک کے لئے اور زمین کو تین سال تک کے لئے کرایہ پر دیا جائے۔ ہاں وقت اور جگہ کے اعتبار سے اس مدت میں کمی بیشی کی جاسکتی ہے۔

اگر کسی عذر کی وجہ سے دورانِ سال کرایہ دار نے مکان چھوڑ دیا

◉ سوال: اگر کوئی شخص وقف کی دکان یا مکان پورے سال کے لئے کرایے پر لے اور دوران سال بیماری یا کسی اور عذر کی وجہ سے دکان یا مکان چھوڑ دے تو انتظامیہ بقیہ سال کا کرایہ چھوڑ سکتی ہے؟

۞ جواب: اگر اس نے صحیح عذر کی وجہ سے دکان یا مکان کو چھوڑا تو باقی سال کا کرایہ چھوڑا جائے گا ورنہ اسے دکان اپنے پاس رکھنے پر مجبور کیا جائے گا۔

یہ شرط لگانا کہ جب چاہوں اسے تبدیل کردوں گا

◉ سوال: اگر کسی نے وقف میں یہ شرط لگائی ہو کہ میں جب چاہوں اسے تبدیل کردوں تو کیا اسے یہ اختیار حاصل ہوگا؟

۞ جواب: وقف کرنے والا وقف کی جائیداد کے تبادلے کی شرط لگا سکتا ہے کہ میں یا فلاں شخص جب مناسب جانیں گے اس کو دوسری جائداد سے بدل دیں گے اِس صورت میں یہ دوسری جائیداد اُس پہلی وقفی جائیداد کے قائم مقام ہوگی اور تمام وہ شرائط جو وقف نامہ میں تھے وہ سب اس دوسری جگہ میں جاری ہونگے اگرچہ

وقف نامہ میں یہ نہ ہو کہ بدلنے کے بعد دوسری پہلی کے قائم مقام ہوگی اور نہ یہ لکھا ہو کہ پہلی جگہ کے تمام شرائط دوسری جگہ میں جاری ہوں گے۔ لیکن تبدیلی کے اختیار والی صورت میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اگر واقف نے یہ شرط کی کہ میں جب چاہوں گا اسے بیچ ڈالوں گا یا جتنی قیمت میں چاہوں گا بیچ ڈالوں گا یا بیچ کر اُس رقم سے کوئی اور چیز خریدوں گا تو ان سب صورتوں میں وقف ہی باطل ہے۔ وقف کے تبادلے میں اس بات کا خیال رکھنا بھی ضرور ہے کہ وقفی مکان کو دوسرے مکان سے بدلنا اُس وقت جائز ہے کہ دونوں مکان ایک ہی محلّہ میں ہوں یا دوسرا محلّہ پہلے محلے سے بہتر ہو۔ اور اس کے الٹ ہوا یعنی پہلا محلّہ دوسرے محلے سے کم تر ہے تو یہ تبادلہ ناجائز ہے۔

واقف کا تبدیلی کا اختیار متولی کو دینا

◉ سوال: کیا وقف کرنے والا تبدیلی کا اختیار متولی کے لئے بھی رکھ سکتا ہے؟

۞ جواب: اگر وقف نامے میں یہ شرط ہے کہ متولی کو اختیار ہے جب چاہے اِس جائداد کو بیچ ڈالے اور اس کی قیمت سے دوسری زمین خرید لے تو یہ شرط جائز ہے اور متولی کو ایک دفعہ تبادلہ کا حق حاصل ہے۔

تبادلے کا اختیار کتنی بار ہوگا

◉ سوال: اگر وقف نامے میں تبادلے کا اختیار رکھا ہو تو یہ اختیار کتنی مرتبہ تک رہے گا؟

۞ جواب: تبادلے کا اختیار ایک مرتبہ رہے گا اس کے بعد ختم۔ البتہ اگر الفاظ ہی

ایسے ہوں کہ جب چاہوں تبادلہ کرلوں تو اسے ہمیشہ اختیار رہے گا۔

تبادلہ خالی زمین سے کیا جائے یا مکان سے

◉ سوال : وقفی زمین کا کسی خالی زمین کے ساتھ ہی تبادلہ کیا جاسکتا ہے یا اگر بنا بنایا مکان مل جائے تو اس سے بھی تبادلہ ہوسکتا ہے؟

✿ جواب : اس میں دو صورتیں ہیں پہلی یہ کہ اگر وقف میں صرف تبادلہ مذکور ہے۔ یہ نہیں ہے کہ مکان یا زمین سے تبادلہ کروں گا تو اختیار ہے کہ مکان سے تبادلہ کرے یا زمین سے اور اگر دوسری صورت ہو کہ وقف نامے میں یہ ہے کہ مکان سے تبادلہ کیا جائے تو زمین سے تبادلہ نہیں کر سکتے اور اگر لکھا ہے کہ زمین سے تبادلہ کیا جائے تو مکان سے تبادلہ نہیں ہوسکتا اور اگر یہ ذکر نہ ہو کہ فلاں جگہ کی جائداد سے تبادلہ کروں تو جہاں کی جائداد سے چاہے تبادلہ کرسکتا ہے اور معین کر دیا ہے تو وہیں کی جائیداد سے تبادلہ ہوسکتا ہے دوسری جگہ کی جائیداد سے نہیں۔

جب مکان قابلِ نفع نہ رہا

◉ سوال : ایک مکان مدرسے کے لئے وقف کیا گیا۔ لیکن وہاں سے گندہ نالہ بہنے کی وجہ سے بنیادیں کمزور ہو گئیں اور کوئی بھی شخص اسے کرایے پر لینے کو تیار نہیں ہے ہاں ایک آدمی اسے خریدنے کو تیار ہے کہ وہ خرید کر خود اس پر خرچہ کرے گا۔ تو ایسی صورت میں اس مکان کا تبادلہ کر سکتے ہیں جبکہ وقف کرنے والے نے تبادلے کے بارے میں کوئی شرط ذکر نہیں کی۔

۞جواب : واقف نے وقف میں تبدیل کر لینے کا ذکر نہیں کیا یا تبدیل نہ کرنے کو ذکر کر دیا ہے لیکن جب اس مکان سے نفع اٹھانا ممکن نہیں رہا یعنی اتنی بھی آمدنی نہیں ہوتی جو وقف کے مصارف کے لئے کافی ہو تو ایسے وقف کا تبادلہ جائز ہے مگر اسکے لئے چند شرطیں ہیں:

☆ قیمت میں بہت زیادہ کمی نہ ہو۔

☆ تبادلہ کرنے والا قاضی عالم باعمل ہو جس کے تصرفات کی نسبت لوگوں کو اطمینان ہو سکے۔

☆ تبادلہ زمین یا مکان کے ساتھ ہی ہو۔

☆ ایسے سے تبادلہ نہ کرے جس کی شہادت اس کے حق میں مقبول نہ ہو جیسے باپ، بیٹا وغیرہ۔

☆ اپنے قرض خواہ کو نہ بیچے۔

☆ دونوں جائیدادیں ایک ہی محلّہ میں ہوں یا دوسرا مکان ایسے محلّہ میں ہو کہ اِس محلّہ سے بہتر ہے۔

موقوفہ اشیاء کی آمدنی کا سب سے بڑا مصرف

◉ سوال: وقف کے مکانات یا کھیت یا دکانوں سے جو آمدنی حاصل ہو اسے سب سے پہلے کس مد میں خرچ کیا جائے؟

۞جواب : بہارِ شریعت میں ہے:

''وقف کی آمدنی کا سب میں بڑا مصرف یہ ہے کہ وہ وقف کی عمارت پر صرف کی جائے اسکے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ واقف نے اس پر صرف کرنیکی شرط کی ہو یعنی شرائط وقف میں اسکو نہ بھی ذکر کیا ہو جب بھی صرف کریں گے کہ اسکی مرمت نہ کی تو وقف ہی جاتا رہے گا عمارت پر صرف کرنے سے یہ مُراد ہے کہ اُسکو خراب نہ ہونے دیں اُس میں اضافہ کرنا عمارت میں داخل نہیں مثلاً مکان وقف ہے یا مسجد پر کوئی جائداد وقف ہے تو اولاً آمدنی کو خود مکان یا جائیداد پر صرف کریں گے اور واقف کے زمانہ میں جس حالت میں تھی اُس پر باقی رکھیں۔ اگر اُسکے زمانہ میں سفیدی یا رنگ کیا جاتا تھا تو اب بھی مال وقف سے کریں ورنہ نہیں یونہی کھیت وقف ہے اور اس میں کھاد کی ضرورت ہے ورنہ کھیت خراب ہو جائے گا تو اسکی درستگی مستحقین سے مقدم ہے۔ یعنی جن میں وہ آمدنی تقسیم کرنی ہے ان پر بھی مقدم ہے۔''

تعمیرات ومرمت کے بعد کون سی مد مقدم

سوال: وقف کی تعمیر ومرمت کے علاوہ خرچ کے لئے کس مد کو مقدم رکھا جائے؟

جواب: عمارت کے بعد آمدنی اس چیز پر صرف ہو جو تعمیر سے قریب تر اور وقف کی مصلحت اور بہتری کے اعتبار سے زیادہ مفید ہو کہ یہ معنوی تعمیر ہے جیسے مسجد کے لئے امام اور مدرسہ کے لئے مدرس کہ ان سے مسجد و مدرسہ کی آبادی ہے ان کو بقدر کفایت وقف کی آمدنی سے دیا جائے۔ پھر چراغ بتی (فی زمانہ بجلی) اور فرش اور چٹائی (یا قالین) اور دیگر ضروریات میں صرف کریں جو اہم ہو اُسے مقدم

رکھیں اور یہ اُس صورت میں ہے کہ وقف کی آمدنی کسی خاص مصرف کیلئے معین نہ ہو۔ اور اگر معین ہے مثلاً ایک شخص نے وقف کی آمدنی چراغ بتی کے لئے معین کردی ہے یا وضو کے پانی کے لئے تعیین کردی ہے عمارت کے بعد اُسی مد میں صرف کریں جس کے لئے معین ہے۔

اگر ادارے میں امیر غریب سب ہوں تو

◉ سوال: اگر کسی شخص نے اپنے کھیتوں کا کرایہ اور مکانات کی آمدنی یتیموں یا طلباء یا بیواؤں یا اندھوں یا اپاہج لوگوں پر وقف کی اور مذکورہ افراد میں صاحب مال بھی ہوں اور غریب بھی۔ تو آمدنی کس پر خرچ کی جائے گی؟

۞ جواب: اگر کسی نے وقف کرتے وقت ایسے الفاظ ذکر کئے جس سے حاجت مند افراد سمجھ میں آتے ہوں تو وقف کی رقم صرف فقراء پر خرچ کی جائے گی اور صاحب مال افراد کو کچھ نہیں دیا جائے گا۔ لہٰذا مالدار یتیم یا طالب عالم یا بیوہ یا اندھے یا اپاہج کو وقف کی آمدنی سے کچھ نہیں دیا جائے گا۔

وقف کی آمدنی سے جو چیز خریدی

◉ سوال: وقف کی آمدنی سے جو مکان خریدا کیا وہ بھی وقف ہوتا ہے؟

۞ جواب: نہیں، متولی نے وقف کی آمدنی سے جو زمین یا جائداد وقف کے لیے خریدی وہ وقف نہیں ہو جاتی اس کی بیع جائز ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج: 16، ص: 117)

وقف کے مال کا حکم

◉ سوال: وقف کے مال کا کیا حکم ہے؟

۞ جواب: مالِ وقف مثلِ مال یتیم ہے جس کی نسبت (اللہ تعالیٰ کا) ارشاد ہوا کہ جو اسے ظلماً کھاتا ہے اپنے پیٹ میں آگ بھرتا ہے اور عنقریب جہنم میں جائے گا، جیسا کہ پ۴، رکوع ۱۲ میں ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَّسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا۝ ﴾

(فتاویٰ رضویہ، ج:6، ص: 375) (فتاوی فیض الرسول، ج: 2، ص: 346تا348)

وقف میں مالکانہ تصرف کرنا

◉ سوال: وقف میں مالکانہ تصرف کرنا کیسا ہے؟

۞ جواب: فتاویٰ رضویہ جلد ششم صفحہ 354 پر ہے:

''وقف میں تصرف مالکانہ حرام ہے اور متولی جب ایسا کرے تو فرض ہے کہ اسے نکال دیں اگر چہ خود واقف ہو چہ جائیکہ دیگر۔

درمختار میں ہے:

"وینزع و جوباً ولوالواقف درر فغیره بالا ولیٰ غیر مامون"

''اگر خود واقف کی طرف سے مال وقف پر کوئی اندیشہ ہو تو واجب ہے کہ اسے بھی نکال دیا جائے اور وقف اس کے ہاتھ سے لے لیا جائے تو غیر واقف بدرجہ اولیٰ''

(فتاویٰ رضویہ، ج:6، ص:374) (فتاوی فیض الرسول، ج: 2، ص:346تا348)

وقف کا مکان گرا کر ذاتی مال سے دومنزلہ بنانا

◉ سوال : کسی شخص نے وقف کا مکان گرا کر اپنے روپیوں سے دومنزلہ پختہ مکان بنالیا، ایسے شخص اور اس مکان کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

۞ جواب : اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی عنہ ربہ القوی اسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''اپنا روپیہ لگا کر جو کچھ اس نے بنایا اگر وہ کوئی مالیت نہیں رکھتا تو وقف کا مفت قرار پائے گا۔ اور اگر مالیت ہے تو وہی حکم ہے کہ اس اس کا اکھیڑنا وقف کو مضر نہیں تو جتنا اس نے زیادہ کیا اسے اکھیڑ کر پھینک دیا جائے وہ اپنا عملہ اٹھا کر لے جائے۔ اور اگر اس کے بنانے میں اس نے وقف کی کوئی دیوار منہدم کی تھی تو اس پر لازم ہوگا کہ اپنے صرف سے وہ دیوار ویسی ہی بنائے۔ اور اگر ویسی نہ بن سکتی ہو تو بنی ہوئی دیوار کی قیمت ادا کرے۔ اور اگر اکھیڑنا وقف کو مضر ہے تو نظر کریں گے کہ اگر یہ عملہ اکھیڑا جاتا تو کس قیمت کا رہ جاتا تو اتنی قیمت مال مسجد (یعنی مال وقف) سے اسے دیدیں۔ اگر فی الحال اس عملہ کی قیمت مسجد کے پاس نہیں تو یہ یا اور کوئی زمین متعلق مسجد یا دیگر اسباب مسجد کرایہ پر چلا کر اس کرایہ سے قیمت ادا کردیں گے۔ اس کے لئے اگر برس درکار ہوں اسے تقاضے کا اختیار نہیں کہ ظلم اس کی طرف سے ہے۔ یہ سب اس حال میں ہے کہ وہ عمارت اس شخص کے ٹھہرے یعنی متولی تھا تو بناتے وقت گواہ کر لئے تھے کہ اپنے لئے بناتا ہوں۔ یا غیر تھا تو یہ اقرار نہ کیا کہ مسجد کے لئے بناتا ہوں ورنہ وہ عمارت خود ہی

ملک وقف ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ، ج:6، ص: 456) (فتاویٰ فیض الرسول، ج: 2، ص:346تا348)

اگر کوئی موقوفہ زمین غصب کرے

◉ سوال : اگر موقوفہ جائیداد کوئی غصب کرنا چاہے تو مسلمانوں کو اس کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

۞ جواب : اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''مسلمانوں پر فرض ہے کہ حتی المقدور ہر جائز کوشش حفظ مال وقف (وقف کے مال کی حفاظت) و دفع ظلم ظالم (ظالم کا ظلم دور کرنے) میں صرف (خرچ) کریں اور اس میں جتنا وقت یا مال ان کا خرچ ہوگا یا جو کچھ محنت کریں گے مستحق اجر ہوں گے۔''

(فتاویٰ رضویہ، ج: 6، ص:350) (فتاویٰ فیض الرسول ، ج:2، ص: 346تا348)

کافر کا اپنی جائداد وقف کرنا

◉ سوال : اگر کوئی کافر اپنی جائیداد وغیرہ فقیروں پر وقف کر دے تو وقف ہو جائے گی یا نہیں؟

۞ جواب : کافر بھی اگر فقراء پر وقف کرے تو وقف ہو جائے گا کہ وقف کرنے کے لئے وقف کرنے والے کا مسلمان ہونا شرط نہیں۔ ہاں یہ شرط ہے کہ جس کام پر خرچ کرے وہ کام بذات خود ثواب کا کام ہو۔ لہٰذا اگر کافر نے مندر یا گرجے پر کچھ وقف کیا تو یہ باطل ہے۔ اسے وقف نہ کہیں گے۔ بہار شریعت میں ہے:

''(وقف کی ایک شرط یہ ہے کہ)وہ کام جس کے لئے وقف کرتا ہے فی نفسہ ثواب کا کام ہو یعنی واقف کے نزدیک بھی وہ ثواب کا کام ہو اور واقع میں بھی ثواب کا کام ہو اگر ثواب کا کام نہیں ہے تو وقف صحیح نہیں مثلاً کسی نا جائز کام کے لئے وقف کیا اور اگر واقف کے خیال میں وہ نیکی کا کام ہو مگر حقیقت میں ثواب کا کام نہ ہو تو وقف صحیح نہیں اور اگر واقع میں ثواب کا کام ہے مگر واقف کے اعتقاد میں کار ثواب نہیں جب بھی وقف صحیح نہیں لہذا اگر نصرانی نے بیت المقدس پر کوئی جائداد وقف کی کہ اس کی آمدنی سے اُس کی مرمت کی جائے یا اُسکے تیل بتی میں صرف کی جائے یہ جائز ہے یا یوں وقف کیا کہ ہر سال ایک غلام خرید کر آزاد کیا جائے یا مساکین اہل ذمہ یا مُسلمین پر صرف کیا جائے یہ جائز ہے اور اگر گرجا یا بُت خانہ کے نام وقف کیا کہ اُس کی مرمت یا چراغ بتی میں صرف کیا جائے یا حربیوں پر صرف کیا جائے تو یہ باطل ہے کہ یہ ثواب کا کام نہیں اور نصرانی نے حج وعمرہ کے لئے وقف کیا جب بھی وقف صحیح نہیں کہ اگرچہ یہ کار ثواب ہے مگر ان کے اعتقاد میں ثواب کا کام نہیں۔''

فتاوی رضویہ میں ہے:

''اس (وقف) میں دو شرطیں مطلقا لازم ہیں: (1) ایک یہ کہ وہ کام جس کے لیے یہ وقف ابتداء ہوا یا آخر میں اس کے لیے قرار پائے گا واقف کے نزدیک کار ثواب ہو وہ اس ثواب کی نیت کرے یا نہ کرے یہ اس کا فعل ہے کام مذہبی حیثیت سے ثواب کا ہونا چاہے، جیسے غربا کی امداد اگرچہ دوا وغیرہ سے ہو۔ (2) دوسرے یہ کہ وہ کام خود ہمارے مذہب اسلام کی رو سے کار

ثواب ہو اگرچہ وقف کرنے والا مسلمان نہ ہو۔ (1) اسی لیے اغنیا کے چائے پانی کے لئے ہوٹل بنا کر وقف کیا وقف نہ گا کہ یہ کوئی ثواب کا کام نہیں ۔(2) کافر نے مسجد کے لیے وقف کیا وقف نہ ہو گا کہ یہ اس کے خیال میں کارثواب نہیں ۔(3)۔کافر نے ایک مندر یا شوالے کے لیے وقف کیا وقف نہ ہو گا کہ یہ واقع میں کارثواب نہیں ۔(4) کافر نے ایک شوالے پر وقف کیا اس شرط پر کہ جب تک یہ باقی ہے وقف کی آمدنی اس میں خرچ ہو اور جب شوالہ ٹوٹ کر ویران ہو جائے تو اس کے بعد یہ آمدنی محتاجوں پر صرف ہوا کرے وقف صحیح ہو جائے گا کہ اس کا آخر ایک ایسے کام کے لیے رکھا جو کارثواب ہے یعنی امداد مساکین ،اور آج ہی سے اس کی ساری آمدنی امداد مساکین میں صرف ہو گی شوالہ کو ایک پیسہ نہ دیا جائے گا۔"

(فتاوی رضویہ، ج: 16، ص:130تا131)

تحفہ میں ملی زمین کو وقف کرنا

◉ سوال : اگر کسی شخص کو کوئی زمین گفٹ کی گئی اور اس نے اسے وقف کر دیا تو یہ وقف کرنا صحیح ہو گا یا نہیں؟

۞ جواب : اس مسئلے میں دو صورتیں ہیں:

☆ پہلی صورت یہ ہے کہ گفٹ کر دینے کے بعد جسے گفٹ کی گئی اس نے اس زمین پر قبضہ کر لیا ہو۔ایسی صورت میں چونکہ وہ زمین اس کی ملکیت میں داخل ہو جاتی ہے اس لئے اسے وقف کرنا درست ہو گا۔ مسجد، مدرسے جہاں چاہے خرچ کرے۔

☆ دوسری صورت یہ ہے کہ موہوب لہ (جسے گفٹ کیا گیا اس) نے قبضہ کرنے سے پہلے وقف کر دیا پھر قبضہ کیا تو وقف جائز نہیں۔

قریب المرگ کا کہنا کہ اگر میں جاؤں تو میرا مکان وقف

◉ سوال: اگر کوئی شخص قریب المرگ ہو اور وہ اپنے مکان کے بارے میں کہے کہ اگر میں مر جاؤں تو میرا یہ مکان وقف ہے۔ کیا اس صورت میں مکان وقف ہو جائے گا؟

۞ جواب: قریب المرگ شخص کا یہ کہنا وصیت کے حکم میں ہے لہٰذا اس پر وصیت کے احکام جاری ہوں گے اور وصیت کا حکم یہ ہوتا ہے کہ وصیت کرنے والا اگر مرنے سے پہلے وصیت سے رجوع کر لے تو وصیت ختم ہو جاتی ہے یعنی اگر مذکورہ شخص نے مرنے سے پہلے کہہ دیا کہ میں نے وقف کے متعلق جو بات کہی تھی اسے ختم کرتا ہوں تو درست ہے اور اب مرنے پر بھی وہ مکان وقف نہ ہوگا۔ یونہی وصیت کا یہ حکم بھی ہے کہ فوت ہونے والے کے کل مال کی تہائی تک جاری ہوتی ہے تو اگر مذکورہ شخص کا مکان کل مال کی تہائی یا اس سے کم ہے تو وقف درست ہے اور اگر تہائی سے زیادہ ہے تو زیادہ کے حق میں ورثاء کی رضا مندی کا پایا جانا ضروری ہے اگر وہ رضا مند ہو جائیں تو مکمل مکان کا وقف درست ہے ورنہ ایک تہائی تک مکان کا حصہ وقف ہوگا۔

واقف کا وقف سے کوئی حق ہے یا نہیں

◉ سوال: وقف کرنے کے بعد وقف کرنے والے کا وقف سے کسی قسم کا کوئی حق

متعلق رہتا ہے یا نہیں؟

۞ جواب : وقف جیسے مدرسہ یا مسجد وغیرہ سے وقف کرنے والا کا تعلق یوں تو ہے کہ اس کی انتظامیہ مقرر کرنا اور دیگر بہت سے امور واقف ہی کے ہاتھ میں رہتے ہیں لیکن ملکیت کے حقوق واقف کے پاس ہرگز نہیں ہوتے۔ صدرالشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''وقف کا حکم یہ ہے کہ نہ خود وقف کرنے والا اس کا مالک ہے نہ دوسرے کو اس کا مالک بنا سکتا ہے نہ اسکو بیع کر سکتا ہے نہ عاریت دے سکتا ہے نہ اس کو رہن رکھ سکتا ہے۔''

کرایہ پر لئے ہوئے مکان کو وقف کرنا

◉ سوال : زید نے ایک مکان کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ اور اسے مدرسے کے لئے وقف کر دیا کیا اس طرح وقف کرنا درست ہے؟

۞ جواب : کرایہ پر لئے ہوئے مکان کو وقف کرنا درست نہیں۔ کیونکہ وقف کرنے کے لئے اس چیز کا مالک ہونا ضروری ہے جسے وقف کرنا ہے۔ بہار شریعت میں ہے:

''زمین کسی نے عاریت یا اجارہ پر لی تھی اُس میں مکان بنا کر وقف کر دیا یہ وقف ناجائز ہے۔''

وقف کی عمارت یا کسی چیز کو نقصان پہنچانا

◉ سوال : اگر کوئی شخص وقف کی عمارت یا کسی چیز کو نقصان پہنچائے تو کیا اس

سے تاوان لیا جائے گا؟

۞ جواب: جو شخص بھی وقف کی عمارت کو جان بوجھ کر نقصان پہنچائے اس سے تاوان لیا جائے گا جیسے کسی نے مسجد یا مدرسے کی دیوار گرادی یا مسجد یا مدرسے کی دیوار پر کوئی ایسی چیز رکھی جس کا بوجھ برداشت نہ کرتے ہوئے دیوار گر گئی تو اس شخص سے اس کا پورا تاوان لیا جائے گا۔

◉ سوال: تمام گھر اور مال کو وقف کر دینا کیسا ہے؟

۞ جواب: واقف کی نیت اگر اچھی ہے تو صرف جائز ہی نہیں بلکہ ثواب اخروی کا مستحق ہوگا۔ تنویر الابصار و درمختار میں ہے:

" وسببه ارادة محبوب النفس فی الدینا ببرالاحباب وفی الآخرة بالثواب "

''ہاں اگر وقف سے مقصد ہی صرف یہ ہے کہ وارثوں کو میراث سے محروم کر دے تو یہ نیت بری ہے اور ایسا کرنا ناجائز ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الوقف، ج:3، ص: 321)

اگر چہ وقف اس صورت میں بھی ہو جائے گا اور اگر لڑکا بد چلن ہے کہ باپ کی جائداد کو برباد و ضائع کر ڈالے گا تو وقف کر دینا بہتر ہے کہ یہ وارث کو محروم کرنا نہیں بلکہ اپنی کمائی کو ناجائز چیزوں میں صرف کرنے سے بچانا ہے۔

وقف کرنے والے کا مقصد اگر وقف کرنے سے محض یہ ہو کہ ورثاء کو جائداد اور میراث سے محروم کر دے تو یہ ناجائز و گناہ ہے، حدیث میں ارشاد ہوا۔

من قطع میراث وارثه قطع الله میراثه من الجنة ۔مگر قصدوارادہ کادل سے تعلق ہے لہٰذا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا ارادہ وارثوں کو محروم کرنے ہی کا تھا، ہو سکتا ہے اس نے ثواب کے لیے اپنی جائداد وقف کی ہو لہٰذا وقف بہرصورت جائز ونافذ ہی ہوگا۔اوراس کا کیا ارادہ تھا اور کیا نہ تھا اس کو نہیں دیکھا جائے گا اگر اس کی نیت خیر تھی ثواب کا مستحق ہوگا۔

وقفی زمین میں کسی نے درخت لگانا

◉ سوال: اگر وقفی زمین میں کسی نے درخت لگائے تو وہ درخت کس کے ہیں؟

۞ جواب: اس میں دوصورتیں ہیں۔(1) درخت لگانے والا اگر وقفی زمین کی نگرانی اور دیکھ بھال کے لئے مقرر ہے تو وہ درخت وقف کے ہیں۔(2) اور اگر کسی ایسے شخص نے درخت لگائے جو وقفی زمین کی نگرانی کے لئے مقرر نہیں ہے تو ان درختوں کا مالک درخت لگانے والا ہے۔

(فتاوی فیض الرسول، ج:1، ص:469)

واقف کا متولی کو فارغ نہ کرنے کی شرط لگانا

◉ سوال: اگر کوئی وقف کرنے والا یہ شرط لگائے کہ میں جسے متولی مقرر کروں اسے کوئی فارغ نہیں کر سکتا۔اب متولی صاحب نے اندھیر نگری مچا رکھی ہے۔کیا اسے فارغ کیا جائے یا وقف کرنے والے کی شرط کو پورا کیا جائے؟

۞ جواب: ایسے متولی کو فارغ کیا جائے اور وقف کرنے والے کی ایسی شرط کا کوئی اعتبار نہیں۔

وقف نامے کی دو شرائط میں تضاد ہو تو

◉ سوال : اگر ایک آدمی نے مکان وقف کر کے وقف نامے کی تحریر لکھی اور اس میں دو شرطیں ایسی لکھیں جن میں تضاد ہے تو کون سی شرط کا اعتبار کیا جائے گا؟

۞ جواب : دوسری شرط کا اعتبار کریں گے۔

وقف میں شرائط کب رکھی جا سکتیں ہیں

◉ سوال : وقف میں واقف کو شرائط رکھنے کا اختیار کب تک رہتا ہے؟

۞ جواب : جس وقت وقف کر رہا ہو اس وقت اسے اختیار ہے اور جب وقف مکمل کر چکا تو پھر اختیار ختم ہو گیا۔ البتہ اگر کسی شرط کے بارے میں یہ کہہ دیا تھا کہ اسے تبدیل کرنے کا مجھے اختیار رہے گا تو اس خاص شرط کو تبدیل کرنے کا اختیار اب بھی باقی رہے گا یا تمام شرائط میں تبدیلی کا اختیار اپنے لئے رکھا ہو تو سب کو تبدیل کر سکے گا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

> ''عامۂ شرائط معتبرہ کا اختیار شرع مطہرہ نے واقف کو صرف انشائے وقف کے وقت دیا ہے مثلاً جسے چاہے اس کا مصرف بنائے، جسے چاہے اُس سے جدا رکھے، جسے جتنا چاہے دینا بتائے، جس وقت یا حالت یا صفت کے ساتھ چاہے مقید کر دے، جو ترتیب چاہے مقرر کرے جب تک اس انشاء میں اختیار ہے۔ وقف تمام ہوتے ہی وہ تمام شروط مثل وقف لازم ہو جاتی ہیں کہ جس طرح وقف سے پھرنے یا اس کے بدلنے کا اسے اختیار نہیں رہتا یونہی ان میں سے کسی شرط سے رجوع یا اس کی تبدیل یا اس میں کمی بیشی

نہیں کرسکتا۔ ہاں اگر انشاء ہی کے وقت شرط لگادی تھی کہ مجھے ان تمام شروط یا خاص فلاں شرط میں تبدیل کا اختیار ہوگا تو جس شرط کے لیے بالتصریح یہ شرط کرلی تھی اسی کو بدل سکے گا، پھر اسے بھی ایک ہی بار بدل سکتا ہے جب تبدیل ہولی اب دوبارہ تغیر کا اختیار نہ ہوگا کہ اسی قدر شرط کا مفاد تھا وہ پورا ہوگیا۔ اب دوبارہ تبدیل شرط شے زائد ہے لہذا مقبول نہ گی البتہ اگر کسی شرط پر انشائے وقف میں یہ شرط لگادی کہ میں اسے جب کبھی چاہوں ہر بار بدل سکوں گا تو اس شرط کی نسبت اختیار مستمر رہے گا کہ اب اس کا استمرار ہی مقتضائے شرط ہے۔ غرض واقف خود اس کا قطعی پابند ہوتا ہے جو ان شرائط میں وقف کرتے وقت زبان یا قلم سے نکال چکا اس سے باہر ان میں کوئی تصرف نہیں کرسکتا''۔

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:139تا140)

لائبریری سے کتب لینے کیلئے ایڈوانس کی شرط

◉ سوال: وقف کی لائبریری میں اس طرح کی شرط رکھی جاسکتی ہے کہ ایڈوانس رقم رکھ کر ہی کتاب لے جاسکتے ہیں؟

۞ جواب: اگر واقف کی طرف سے یہ شرط ہے تو جائز ہے۔ فتاوی رضویہ میں ہے:

''شرط واقف کا اتباع کیا جائے گا اگر منع کردیا ناجائز ہے، اور اگر یہ شرط کردی کہ کتاب جو عاریۃ لے جانا چاہے اتنا مال اس کے عوض گویا بطور گروی رکھا جائے، تو یونہی کیا جائے گا بے اس کی اجازت نہیں اور اگر بلاشرط عاریۃ کی اجازت قوم یا اشخاص خاص کو دی تو انہیں کے لیے اجازت ہوگی

اور عام تو عام"۔

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:570)

متولی کون؟

◉ سوال: متولی کون ہوتا ہے؟

۞ جواب: شرعی اعتبار سے مسجد یا مدرسہ یا کسی بھی قسم کے وقف کے انتظامات کی دیکھ بھال کے لئے وقف کرنے والا جس شخص کو مقرر کرتا ہے اسے متولی کہتے ہیں۔ واقف خود بھی متولی ہوسکتا ہے۔ وقف کرنے والے کے علاوہ جو شخص شرعا اس کا قائم مقام ہے اس کا مقرر کردہ آدمی بھی متولی ہوتا ہے۔ متولی کو ہمارے ہاں عام طور پر انتظامیہ کہا جاتا ہے۔

عورت یا نابالغ کو مسجد کا متولی بنانا

◉ سوال: کیا کسی عورت یا نابالغ کو مسجد یا مدرسے کا متولی بنایا جاسکتا ہے؟

۞ جواب: عورت کو متولی بنایا جاسکتا ہے لیکن عورت خود ان معاملات کو ڈیل نہ کرے بلکہ کسی محرم کے ذریعے معاملات سرانجام دے اور بچے کو اگر متولی بنایا جائے تو اس کے بالغ ہونے تک کسی دوسرے کو متولی رکھا جائے گا اور لڑکے کے بالغ ہونے کے بعد اسے متولی کر دیا جائے گا۔

مسجد کی انتظامیہ کے اوصاف

◉ سوال: مسجد، مدرسے کی انتظامیہ کو کیسا ہونا چاہیے؟

۞ جواب: متولی وہ ہونا چاہیے جس میں یہ اوصاف ہوں (1) دیانت

دار(2) کام کرنے والا(3)ہوشیار، سمجھدار(4)وقف کا خیر خواہ(5)فاسق نہ ہو(6)لالچی نہ ہو(7)لا پرواہ نہ ہو(8)کھیل کود میں مشغول رہنے والا نہ ہو۔ (۹)بدعقل نہ ہو(10) کام کرنے سے عاجز نہ ہو۔(11)سنی صحیح العقیدہ۔

فتاوی رضویہ میں ہے:

''لائق وہ ہے کہ دیانت دار کارگزار ہوشیار ہو جس پر دربارہ حفاظت وخیر خواہی وقف اطمینان کافی ہو، فاسق نہ ہو جس سے بطمع نفسانی یا بے پروائی یا ناحفاظتی یا انہماک لہو ولعب وقف کو ضرر پہنچانے یا پہنچنے کا اندیشہ ہو بدعقل یا عاجز یا کاہل نہ ہو کہ اپنی حماقت یا نادانی یا کام نہ کر سکتے یا محنت سے بچنے کے باعث وقف کو خراب کرے، فاسق اگر چہ کیسا ہی ہوشیار کارگزار مالدار ہو ہر گز لائق تولیت نہیں کہ جب وہ نافرمانی شرع کی پروانہیں رکھتا کسی کار دینی میں اس پر کیا اطمینان ہوسکتا ہے، ولہذا حکم ہے کہ اگر خود واقف فسق کرے واجب ہے کہ وقف اس کے قبضہ سے نکال لیا جائے اور کسی امین متدین کو سپرد کیا جائے پھر دوسرا تو دوسرا ہے۔''

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:557)

انتظامیہ کے انتخاب میں مالداری کا لحاظ رکھنا کیسا

◉ سوال: مسجد انتظامیہ کے لئے کیسے افراد کو منتخب کرنا چاہیے؟ کیا مالداری کا لحاظ کیا جائے گا؟

۞ جواب: مسجد کے متولی کے لئے دیانتدار کارگزار ہونا شرط ہے مالدار ہونا ضرور

نہیں، مالداروں کی سپردگی میں جبکہ مسجد کی بے انتظامی اور نمازیوں کو تکلیف رہی تو اُس انتظام کا بدلنا اور ہوشیار دیانتدار پرہیز گار مسلمانوں کی نگرانی میں دینا فرض ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج: 16، ص:258)

کس کو متولی بنانا منع ہے؟

◉ سوال: کس طرح کے شخص کو متولی بنانا ممنوع ہے؟

✿ جواب: اگر کوئی شخص متولی بن جائے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ امانتدار نہیں ہے بلکہ خیانت کرتا ہے یا کام کرنے سے عاجز ہے یا اعلانیہ شراب پیتا، جوا کھیلتا یا کوئی دوسرا فسق اعلانیہ کرتا ہو تو اُسکو معزول کر دینا واجب ہے کہ اگر قاضی نے اُسکو معزول نہ کیا تو قاضی بھی گنہگار ہے۔ یونہی جس میں یہ صفات پائی جاتی ہیں اُسکو متولی بنانا بھی گناہ ہے۔

سُست ناظم

◉ سوال: اگر مسجد یا مدرسے کے ناظم حضرات کام میں سستی کریں تو کیا کیا جائے؟

✿ جواب: ایسے منتظمین کو جو وقف کے کام میں سستی کرتے ہوں یا اصحاب رائے نہ ہوں یا ان کی بے توجہی سے وقف کو نقصان پہنچا کرتا ہو۔ معزول کرنا واجب اور ان کی جگہ پر متدین، ہوشیار، ذی رائے کام کرنے والے کو مقرر کریں۔ اور ایسے لوگوں کی کثرت رائے کوئی شے نہیں جو نہ صاحب رائے ہیں، نہ وقف کے ہمدرد بلکہ اپنی ذاتی منفعت یا آپس میں میل کی وجہ سے یا کسی اور غرض فاسد سے دوسرے

کی ہاں میں ہاں ملاتے اور جان بوجھ کر وقف کو نقصان پہنچاتے ہیں، نہ ایسے احکام زید کے لیے قابل عمل ہیں۔ زید جو وقف کا بہی خواہ (خیر خواہ) ہے اور جس کی علیحدگی میں وقف کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے، ہرگز اپنے کو علیحدہ نہ کرے بلکہ کوشش کرے کہ یہ بے کار جدا ہو جائیں اور ان کی جگہ کو کارآمد لوگوں سے پر کیا جائے۔

داڑھی منڈا متولی

◉ سوال: داڑھی منڈے یا اعلانیہ جوئے کے اڈے چلانے والے کو متولی بنایا جا سکتا ہے؟

۞ جواب: کسی بھی اعلانیہ گناہ کا مرتکب شخص فاسق معلن کہلاتا ہے اور فاسق معلن کو متولی بنانا جائز نہیں۔ لہٰذا داڑھی منڈے یا حرام کاروبار چلانے والے کو متولی نہ بنایا جائے۔

متولی بننے کا زیادہ حق دار کون؟

◉ سوال: وقف کا متولی بنانے میں کسے ترجیح دی جائے؟

۞ جواب: وقف کرنے والے کے اہل وعیال میں اگر کوئی قابل موجود ہو تو وہ زیادہ حق رکھتا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''متولی مسجد بھی جب تک وقف کرنے والے کی اولاد یا کنبہ والوں میں کوئی شخص اس کا اہل پایا جائے اورلوگوں میں سے نہ کیا جائے گا۔''

درمختار میں ہے:

"ما دام احد یصلح التولیة من اقارب الواقف لا یجعل المتولی من الاجانب لانه اشفق ومن قصده نسبة الوقف الیهم"۔

''جب تک واقف کے اقارب میں سے کوئی متولی وقف بنانے کی اہلیت رکھتا ہو بیگانوں میں سے کسی کو متولی نہ بنایا جائے کیونکہ واقف کا قریبی رشتہ دار وقف کا زیادہ خیال رکھنے والا ہوگا اس لئے کہ اس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ وقف اس کے خاندان کی طرف منسوب رہے''۔

(درمختار، کتاب الوقف، فصل یراعی شرط الواقف فی اجارته، ج:1، ص:389)(فتاوی رضویه، ج16:، ص:257)

مساجد کے متولیوں کی مجلس میں کافر کو شامل کرنا

◉ سوال: مساجد کے متولیوں کے بورڈ میں کافر کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے؟

۞ جواب: اگر کافر کو متولیوں کے چپڑاسی کے طور پر شامل کرنا ہے تو کرسکتے ہیں اور اگر کافر کو بھی متولی ہی بنانا مقصود ہے تو حرام و ناجائز ہے۔ درمختار میں ہے:

"بهذا یعلم حرمة تولیة الیهود علی الاعمال"۔

''یہاں سے معلوم ہوا کہ اسلامی کاموں پر یہودی (یعنی کافر) کا متولی کرنا حرام ہے''۔

(درمختار، مطبع محتبائی، دهلی، ج:1، ص:136)(فتاوی رضویه، ج: 16، ص:614)

بحر الرائق و ردالمحتار میں ہے:

"لاشك فی حرمة ذلك"

''اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں''۔

شامی میں ہے:

"ای لان فی ذلك تعظیمه وقد نصوا علی حرمة تعظیمه"

''یعنی اس لیے کہ اس میں اس کی تعظیم ہے اور بے شک ائمہ دین نے تصریحیں فرمائیں کہ کافر کی تعظیم حرام ہے''۔

شر بنلالیہ علی الدرر پھر ردالمحتار میں ہے:

" لم مماذکر ہ حرمة تولیه الفسقة فضلاعن الیهود والکفرة"

''یعنی جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے معلوم ہوا کہ فاسقوں کو متولی کرنا حرام ہے، چہ جائیکہ یہودی ودیگر کفار''۔

(ردالمحتار، کتاب الزکوة، باب العاشر، ج2:، ص38:، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(فتاوی رضویه، ج: 16، ص:614)

متولی سے وقف کی چیز کا ضائع ہو جانا

◉ سوال : وقف کے متولی سے اگر وقف کی کوئی چیز ضائع ہو جائے تو اسے تاوان دینا پڑے گا یا نہیں؟

✪ جواب : اگر متولی نے جان بوجھ کر وقف کی چیز ضائع کی یا اس کی بے احتیاطی کی وجہ سے ضائع ہوئی تو تاوان دینا ہوگا ورنہ نہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''متولی وقف امین وقف ہے جب کہ اس طرح کا متولی ہو جو اوپر مذکور ہوا اگر اس سے اتفاقیہ طور پر بے اپنے تقصیر و بے احتیاطی کے وقف کی کتاب یا کوئی مال تلف ہو جائے اس کا معاوضہ نہیں، اور اگر قصداً تلف کر دے یا اگر اپنی بے احتیاطی سے ضائع کرے تو ضرور معاوضہ ہے یہی حکم ملازمان وقف کا ہے جب کہ وہ تصرف جو اس نے کتاب میں کیا اس کی ملازمت میں داخل، اور اسے جائز تھا۔''

(فتاوی رضویه، ج: 16، ص:227)

مسجد کی تعمیر ومرمت اور اس میں امام وخطیب کے تقرر کا حق

◉ سوال : مسجد کی تعمیر ومرمت اور اس میں امام وخطیب مقرر کرنا کس کا حق ہے؟

۞ جواب : جس نے مسجد بنوائی ، مرمت اور لوٹے چٹائی چراغ بتی وغیرہ کا حق اُسی کو ہے اور اذان و اقامت کا اہل ہے تو اس کا بھی وہی مستحق ہے ورنہ اس کی رائے سے ہو یو ہیں اس کے بعد اس کی اولاد اور کنبے والے غیروں سے اولیٰ ہیں۔

(عالمگیری، ج: 1، ص: 110)

بانی مسجد نے ایک کو امام وموذن کیا اور اہل محلّہ نے دوسرے کو تو اگر وہ افضل ہے جسے اہل محلّہ نے پسند کیا ہے تو وہی بہتر ہے اور اگر برابر ہوں تو جسے بانی نے پسند کیا وہ امام ہوگا۔

متولی کا وقف کی دو کانیں کم کرائے پر دینا

◉ سوال : اگر مسجد پر وقف دکانوں کو متولی نے کم کرایے پر کسی کو دیدیا تو وہ کمی کرایے دار سے وصول کی جائے گی یا متولی سے؟

۞ جواب : کرایے کی کمی کرایے دار سے وصول کی جائے گی اور متولی سے بھول کر یا غفلت سے ایسا ہوا تو معاف کردیں گے ، اور قصداً کیا ہو تو یہ خیانت ہے ایسے متولی کو معزول کردیا جائے گا۔

مسجد کے صدر کا مزدور کو عرف سے زیادہ مزدوری دینا

◉ سوال : زید ایک مسجد کی انتظامیہ کا صدر ہے، اس نے ایک آدمی کو مسجد میں

کچھ کام کروانے کے لئے مزدور رکھا اور اس کی جو مزدوری بنتی تھی اس سے کافی زیادہ مزدوری دی یعنی اس کی مزدوری دوسو روپے بنتی تھی تو اسے تین سو روپے دیے، زید کا یہ فعل شرعاً درست تھا یا نہیں؟

۞ جواب: زید کا مذکورہ فعل حرام ہے اور زید کو وہ تمام رقم اپنی جیب سے ادا کرنا ہو گی، مسجد سے ایک روپیہ بھی ادا نہیں کر سکتا کیونکہ اگر وقف کے کام میں عام اجرت سے چھٹا حصہ زائد اجرت دی جائے تو دینے والا خود ذمہ دار ہوتا ہے۔ جیسے چھ سو روپے دینے ہوں اور سات سو روپے دے دیے جائیں تو ناجائز ہے۔ صرف معمولی سی زیادتی معاف ہوتی ہے۔ چنانچہ بہارِ شریعت میں ہے:

''متولی نے وقف کے کام کرنے کے لئے کسی کو اجیر رکھا اور واجبی اُجرت سے چھٹا حصہ زیادہ کر دیا مثلاً چھ آنے کی جگہ سات آنے دیئے تو ساری اُجرت متولی کو اپنے پاس سے دینی پڑیگی اور اگر خفیف زیادتی ہے کہ لوگ دھوکا کھا کر اُتنی زیادتی کر دیا کرتے ہیں تو اسکا تاوان نہیں بلکہ ایسی صورت میں وقف سے اُجرت دلائی جائیگی''۔

واقف کا اپنے مقرر کردہ متولی کو ہٹا کر خود متولی بننا

◉ سوال: وقف کرنے والا اپنے مقرر کردہ متولی کو ہٹا کر خود متولی بن سکتا ہے؟

۞ جواب: بن سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''جسے متولی کیا تھا اس کی جگہ خود متولی رہنا چاہتا ہے یہ اس کے اختیار کی بات ہے اسے معزول کر کے آپ متولی ہو سکتا ہے۔

درمختار میں ہے:

" للواقف عزل الناظر مطلقابه یفتی۔"

"مطلقا واقف کو یه جائز هے که وه نگران کو معزول کردے

اسی پر فتوی هے۔"

ردالمحتار میں ہے:

" ای سواء کان بجنحة اولا وسواء کان شرط له العزل اولا "

"یعنی نگران کا جرم ہو یا نہ ہو اور معزولی کی شرط ہو یا نہ ہو برابر ہے۔"

(ردالمحتار، کتاب الوقف، ج:3، ص: 412، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(فتاوی رضویه ،ج: 16،ص:119تا120)

متولی نے مسجد پر اپنا ذاتی روپیہ خرچ کیا

◉ سوال: اگر مسجد کے متولی نے مسجد کی مرمت میں اپنا ذاتی روپیہ خرچ کیا تو اسے واپس لینے کی اجازت ہے یا نہیں؟

۞ جواب: متولی نے وقف کی مرمت وغیرہ میں اپنا ذاتی روپیہ صرف کر دیا اور یہ شرط کر لی تھی کہ واپس لے لوں گا تو واپس لے سکتا ہے ورنہ واپس نہیں لے سکتا۔

مالِ وقف میں خیانت کرنے والوں کیلئے وعید

◉ سوال: بعض لوگ مسجد، مدرسے، ویلفیئر کے مال میں دھوکہ دہی کرتے ہوئے کھا جاتے ہیں۔ شرعی اعتبار سے ایسے لوگوں کے لئے کیا وعید ہے؟

۞ جواب: مال وقف مثل مال یتیم ہے جس کی نسبت ارشاد ہوا کہ جو اسے

ظلماً کھاتا ہے اپنے پیٹ میں آگ بھرتا ہے اور عنقریب جہنم میں جائے گا۔

﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡكُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِهِمۡ نَارًا وَسَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا۝ ﴾

''اگر وہ لوگ اس حرکت سے باز نہ آئیں ان سے میل جول چھوڑ دیں، ان کے پاس بیٹھنا روا نہ رکھیں''۔

قال اللّٰه تعالی:

﴿ وَاِمَّا یُنۡسِیَنَّكَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّكۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ۝ ﴾

اللہ تعالی نے فرمایا:

''جب کبھی شیطان تجھے بھلادے تو پھر یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ مت بیٹھ۔''

(فتاوی رضویہ ، ج: 16، ص:223)

مسجد کی کھائی ہوئی رقم کو واپس کرنے کا طریقہ

◉ سوال: اگر کوئی شخص مسجد کے چندے میں سے کچھ رقم کھا جائے تو واپسی کا طریقہ کیا ہوگا؟

✿ جواب: اس شخص پر تاوان کی ادائیگی فرض ہے۔ اگر مسجد کا متولی ہے تو تاوان ادا کرنا فرض ہے جتنی رقم اپنے صرف میں لایا تھا اگر یہ اس مسجد کا متولی تھا تو اسی مسجد کے بجلی پانی کے اخراجات میں خرچ کرے۔ دوسری مسجد میں صرف کر دینے سے بری الذمہ نہ ہوگا، اور اگر متولی نہ تھا تو جس نے اسے رقم دی تھی اسے واپس

کرے کہ تمہارے دی ہوئی رقم سے اتنا خرچ ہوااور اتنی باقی رہ گئی تھی، وہ تمھیں دیتا ہوں۔

"لانه ان كان متوليا فقدتم التسليم والا بقى على ملك المعطى"

''اس لیے کہ اگر وہ متولی ہے تو تسلیم تام ہوگئی ورنہ معطی کی ملک پر باقی ہے''۔

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:461)

مسجد کی اہمیت وفضیلت

سوال : اسلام میں مسجد کی کیا اہمیت اور فضیلت ہے؟

جواب : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں:

صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَفِي سُوقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ ضِعْفًا وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ فَإِذَا صَلَّى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلَاةَ

''مرد کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ گھر اور بازار میں پڑھنے سے پچیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے اور جب مسلمان اچھی طرح وضو کر کے مسجد کے لئے نکلا تو جو قدم چلتا ہے اس سے اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک

گناہ مٹتا ہے اور جب وہ نماز پڑھتا ہے تو ملائکہ برابر اس پر دُرود بھیجتے رہتے ہیں جب تک اپنی نماز کی جگہ پر موجود ہے اور جب تک وہ نماز کا انتظار کر رہا ہے تب تک وہ نماز میں ہی ہے۔"

(صحیح البخاری: باب فضل صلاۃ الجماعۃ، ج/1ص 232- 620)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى الْمَسْجِدِ كُتِبَتْ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا عَشْرُ حَسَنَاتٍ ، وَالْقَاعِدُ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ كَالْقَانِتِ ، وَيُكْتَبُ مِنَ الْمُصَلِّينَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ

"مسجد کی طرف نماز کے لئے جانے والے کے لئے ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب سے گھر سے نکلتا ہے تو واپسی تک نماز پڑھنے والوں میں لکھا جاتا ہے"۔

(مسند أبی یعلی: باب مسند عقبۃ بن عامر الجھنی، ج/3ص 286- 1747)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو اچھی طرح وضو کر کے فرض نماز کو گیا اور مسجد میں نماز پڑھی اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

(نسائی)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی کے گرد کچھ

زمینیں خالی ہوئیں۔قبیلہ بنی سلمہ نے چاہا کہ مسجد کے قریب آجائیں یہ خبر نبی ﷺ کو پہنچی تو فرمایا مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب آنا چاہتے ہو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہاں ارادہ تو ہے فرمایا اے بنی سلمہ اپنے گھروں ہی میں رہو (مسجد کی طرف آنے والے) تمہارے قدم لکھے جائیں گے۔ یہ بات آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمائی۔ بنی سلمہ کہتے ہیں،" لہذا (سرکار ﷺ کے فرمان کی وجہ سے) ہم نے گھر تبدیل کرنا پسند نہ کیا۔

(مسلم)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سب سے بڑھ کر نماز میں اس کا ثواب ہے جو زیادہ دور سے چل کر آئے"۔

(بخاری، مسلم)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"صبح وشام مسجد کو جانا جہاد کی ایک قسم ہے"۔

(طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو صبح یا شام کو جائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مہمانی تیار کرتا

ہے جتنی بار جائے''۔

(بخاری، مسلم)

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اجمل قادری سنبھلی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

''اللہ عزوجل اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک مساجد محبوب ترین جگہ ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

قال رسول الله تعالیٰ ﷺ: اذا مرر تم برياض الجنة فارتعوا۔ قيل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم و ما رياض الجنة قال المساجد''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں پر گزرو تو میوہ چنا کرو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنت کے باغوں سے کیا مراد ہے فرمایا: مسجدیں۔

مسلم شریف میں انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم احب البلاد الى الله مساجدها

رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

محبوب ترین جگہیں اللہ کے نزدیک مساجد ہیں۔

بیہقی وطبرانی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

" قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ان عمار المسجد هم اهل الله "

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد کے تعمیر کرنے والے اہل اللہ ہیں۔
ابو الفرع نے کتاب العلل میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی:

قال رسول الله تعالی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من بنی الله مسجد ابنی الله له بیتا فی الجنة ۔ ومن علق فیه قندیلا صلی عله سبعون الف ملك حتی یطفی ذالك القندیل۔ ومن بسط فیه حصیرا صلی علیه سبعون الف ملك حتی ینقطع ذالك الحصیر ۔ ومن اخرج منه قذاة کان له کفلا ن من الا جر۔

رسول مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائیگا جس نے مسجد میں قندیل لگائی تو اس پر ستر ہزار فرشتے اس قندیل کے گل ہونے تک رحمت بھیجتے ہیں ۔اور جس نے مسجد پر چٹائی بچھائی اس پر ستر ہزار فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں اور جس نے مسجد سے خس وخاشاک نکالا تو وہ اس کے لئے اجر وثواب کا باعث ہوں گے۔

(فتاوی اجملیه، ج: 2، ص:388تا 389)

مسجد بنانے کی فضیلت

◉ سوال : مسجد بنانے کی کیا فضیلت ہے؟
۞ جواب : مسجد بنانے کی اسلام میں بہت زیادہ فضیلت ہے۔ نبی کریم نے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد جن کاموں کو بہت زیادہ اہمیت وفوقیت دی

ان میں مسجد نبوی کی تعمیر ہے۔ پھر جب اس کی تعمیر کی گئی تو اس میں نبی کریم ﷺ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی اور انصار مہاجرین سب کو اس میں شریک کیا۔ کوئی صحابی گارا لا رہا تھا اور کوئی دیگر سامان، ان کے لئے نبی کریم ﷺ نے بطور خاص مغفرت کی دعا فرمائی اور اپنی خوشی کا اظہار فرمایا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اِنَّمَا يُعَمِّرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰه وَالْيَوْمِ الآخِرِ ﴾

''بیشک اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔''

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"من بنیٰ لله مسجدا بنی الله له بیتا فی الجنة"

''جو شخص اللہ کے لئے مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا''۔

مزید ارشاد فرمایا:

"ان مما یلحق المومن من عمله بعد مماته مسجد بناه"

''مومن کو اس کے مرنے کے بعد جس عمل کا ثواب پہنچے گا وہ مسجد ہے جسے اس نے بنایا ہو۔''

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''سالہا سال گزر گئے ہوں قبر میں ان کی ہڈیاں بھی نہ رہی ہوں اُن کو بعونہ تعالی تابقائے مسجد و مدرسہ جائداد برابر ثواب پہنچتا رہے گا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

" اذامات الانسان انقطع عنه عمله الامن ثلث صدقة جارية

او علم ینتفع به او ولد صالح یدعوله"

''جب انسان فوت ہو جائے تو اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین وجہ سے جاری رہتے ہیں صدقہ جاریہ یا نافع علم یا صالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرے''۔

(صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ،باب مایلحق للانسان من الثواب،ج: 2،ص: 41،قدیمی کتب خانہ، کراچی)(فتاوی رضویہ ،ج:16،صفحہ116)

خلیفہ اعلیٰ حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،جس کا خلاصہ ہے:

مسجد کی تعمیر اور دیگر پانی، بجلی وغیرہ کے اخراجات کے لئے خرچہ دینے کا اتنا ثواب ہے جس کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اور وہ ایسا ثواب ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں اس کا خیال آیا۔

(فتاوی ملك العلماء ، ص:146)

فضائل مذکورہ کس کیلئے

◉ سوال : اگر چند لوگ مسجد بنانے میں شریک ہوں تو سب کو احادیث میں وارد مسجد بنانے کے فضائل حاصل ہوں گے یا یہ فضائل پوری مسجد تنہا بنانے پر ملتے ہیں؟

۞ جواب : اللہ تعالیٰ کے فضل سے قوی امید ہے کہ یہ فضائل سب افراد کو حاصل ہوں گے۔ خلیفہ اعلیٰ حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''یہ ثواب صرف اسی پر نہیں کہ ساری مسجد خود بنائے یا مال کثیر سے شرکت کرے بلکہ ہر شرکت والے کو چاہے شرکت پیسوں سے ہو یا روپوں سے یا

اشرفیوں سے سب کو بے کم وکاست اتنا ہی ثواب ملے گا''۔

(فتاوی ملک العلماء، ص:146)

ثواب بانیٔ مسجد یا تعمیر نو کرنے والے کیلئے

◉ سوال : کیا مسجد بنانے کا ثواب اسی کو ہے جس نے پہلی تعمیر کی یا جس نے بعد میں پختہ کیا اسے بھی ثواب ملے گا؟

✿ جواب : دونوں کو ثواب ملے گا۔ صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"من بنی للہ مسجدا زادفی روایۃ ولو کمفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتافی الجنۃ زاد فی روایۃ من در و یاقوت۔"

''جو اللہ عزوجل کے لے مسجد بنائے اگرچہ ایک چھوٹی سی چڑیا کے گھونسلے کے برابر، اللہ عزوجل اس کے لیے جنت میں موتی اور یاقوت کا محل تیار فرمائے گا۔''

اور اس میں ہر وہ شخص جو کسی قدر چندہ سے شریک ہوا، داخل ہے ساری مسجد بنانے پر یہ ثواب موقوف نہیں ۔ مدینہ طیبہ میں خود حضور اقدس ﷺ نے بنائی ، پھر امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے اس میں زیارت فرمائی ، پھر امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے جب اس کی تعمیر میں افزائش فرمائی، اس پر یہی حدیث روایت کی۔

(فتاوی رضویہ ،ج: 16،ص:425)

ریاء وتفاخر کیلئے بنام مسجد عمارت بنائی

◉ سوال : محض دکھاوے کے لئے کسی نے مسجد بنائی تو وہ مسجد ہوگی یا نہیں اور اس کو مسجد بنانے پر ثواب ملے گا یا نہیں؟

۞ جواب : جو شخص بنام مسجد کوئی عمارت تیار کرے جس سے تقرب الی اللہ مقصود نہ ہو بلکہ محض ریا وتفاخر کی نیت ہو تو وہ بے شک مسجد نہیں ہو سکتی کہ مسجد وقف ہے اور اس کا قربت مقصودہ کے لیے ہونا ضرور، اور ریا وتفاخر قربت الی اللہ نہیں بلکہ بُعد عن اللہ ہیں۔ امام نسفی صاحب مدارک نے ایسی ہی مسجد کو حکم ضرار میں فرمایا ہے اور اگر مسجد بنائی اللہ ہی کے لیے اور وہی مقصود ہے اگر چہ اس کے ساتھ ریا وتفاخر کا خیال آ گیا تو وہ ضرور مسجد ہے اگر چہ اس کے ثواب میں کمی ہو یا نہ ملے۔

(فتاوی رضویہ، ج: 16، ص:446)

لیکن کس نے کس نیت سے مسجد بنائی ہے۔ ہم اس پر بدگمانی نہیں کر سکتے۔ ہم اسے رضائے الٰہی کے لئے ہی سمجھیں گے۔

اگر کسی علاقہ میں مسجد نہ ہو

◉ سوال : اگر کسی علاقے میں مسجد نہ ہو تو کیا ان کو مسجد بنانے کا حکم دیا جائے گا؟

۞ جواب : ہر علاقے میں مسجد کا ہونا ضروری ہے لہٰذا جہاں مسجد نہ ہو وہاں حکومت پر لازم ہے کہ مسجد بنائے اور اگر حکومت مسجد نہیں بناتی تو علاقے کے صاحب حیثیت لوگوں پر ضروری ہے کہ مل کر مسجد تعمیر کریں۔

مسجد بنانے کے بنیادی مقاصد

◉ سوال: مسجد بنیادی طور پر کن کاموں کے لئے ہے؟

۞ جواب: (۱) مسجد بنیادی طور پر نماز کے لئے ہے اور اس کے بعد ذکر و درود و تلاوت قرآن و درس و بیانِ مسائل شرعیہ اور ہر اس کام کے لئے ہے جو ذکر اللہ کے تحت داخل ہو سکے۔ چنانچہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اجمل سنبھلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''آیت کریمہ مذکورہ میں ذکر سے مراد ذکر اللہ ہے، جو خود آیہ کریمہ ہی کے کلمات سے ظاہر ہے۔ فرمایا جاتا ہے کہ ﴿ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُهٗ ﴾ یعنی مساجد میں نام خدا ذکر کرنے سے روکے۔ اور ذکر اللہ جس طرح تسبیح و تحمید اور تہلیل و تکبیر ہیں اسی طرح تمام عبادات و دعا اور تلاوت قرآن کریم اور علم دین بھی ذکر اللہ ہی میں داخل ہیں۔

تفسیر احمدی میں ہے:

" واذکر ربك فی نفسك عامة الاذکار من قراة القران والدعا والتسبیح والتھلیل وغیره ذلك"

(تفسیر احمدی ،ص۲٤۷)

اور تفسیر مدارک التنزیل میں ہے:

" بنیت المساجد للعبادة والذکر و من الذکر درس العلم "

(تفسیر مدارك، ج ۲، ص ۹۱)

اور اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک اور صحابہ و

صالحین رضی اللہ عنہم کا ذکر بھی ذکر اللہ میں داخل ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی شرح شفاشریف سے مع شرح کے نقل کی جاتی ہے:

" (جعلتك ذكرك من ذكرى) اى نوع ذكر من اذكارى (فمن ذكرك ذكرنى) اى فكانه ذكرنى "

(شرح شفا، ج ١، ص ٤٦٠)

''یعنی میں نے اپنے ذکروں میں سے آپکو ذکر کی ایک قسم قرار دیا تو جس نے آپ کا ذکر کیا تو گویا کہ اس نے میرا ذکر کیا۔''

اسی بنا پر منجملہ اسمائے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آپ کا نام ذکر اللہ عزوجل بھی ہے۔ چنانچہ زرقانی میں ہے:

" قال مجاهد فى الا بذكر الله تطمن القلوب انه محمد واصحابه ﷺ "

(زرقانی شرح مواھب، ج:3، ص:130)

تو ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ذکر صحابہ و صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ذکر اللہ میں داخل ہے۔ اور تفسیر مدارک کی عبارت سے ثابت ہوا کہ مساجد ذکر اللہ ہی کے لئے بنائی گئی ہیں۔ لہٰذا مساجد میں آیہ کریمہ کا وظیفہ پڑھنا یا حلقہ ذکر کرنا یا کوئی درود و دعا کرنا یا محافل میلاد شریف و گیارہویں شریف کرنا یا وعظ اور مسائل شرعیہ کا بیان کرنا یا تلاوت قرآن کریم کرنا بلا شک جائز و درست ہیں۔ کہ یہ سب ذکر اللہ میں ہی داخل ہیں۔ یہاں تک کہ

مسجد میں نکاح کی مجلس منعقد کرنا مستحب ہے۔

درمختار میں ہے:

" ویندب اعلانه (ای النکاح) و تقدیم خطبة و کونه فی مسجد"

(ردالمحتار، ج:2، ص:268)

نیز قاضی کو مسجد میں مقدمات کرنے کی منجانب شرع اجازت ہے۔

درمختار میں ہے:

" ویقضی فی المسجد ویختار مسجد افی وسط البلد تیسیرا للناس ویستد برالقبلة کخطیب و مدرس"

(ردالمحتار، ج:2، ص:33)

لہٰذا جب شریعت مطہرہ نے قاضی کو مسجد میں مقدمات کرنے سے نہیں روکا، لوگوں کو مسجد میں مجلس نکاح سے منع نہیں کیا تو شریعت مطہرہ ذکر میلاد شریف، گیارہوں شریف، محفل وعظ، تعلیم مسائل شرعیہ، تلاوت قرآن کریم، حلقہ ذکر، وظیفہ آیہ کریمہ، مجلس شہادت، وغیرہ ذکر خیر سے کس طرح منع کرسکتی ہے کہ یہ سب امور ذکر اللہ ہیں اور مساجد ذکر اللہ ہی کے لئے بنائی گئی ہیں۔ تو انکا منع کرنے والا آیت کریمہ کے تحت میں دخل ہو گنہگار وظالم قرار پایا۔ تفسیر مدارک میں ہے:

" وھو حکم عام لجنس مساجد الله وان مانع من ذکر الله مفرط فی الظلم"

(تفسیر مدارک، ج:1، ص:55) (فتاویٰ اجملیه، ج:2، ص:397تا398)

نماز کیلئے جگہ کم ہونے کی صورت میں قرآن کی تلاوت کرنا

◉ سوال : چندلوگ مسجد میں بیٹھے تلاوت قرآن میں مشغول ہیں لیکن ان کی وجہ سے نمازیوں کے لئے جگہ تنگ ہورہی ہے۔کیا ایسی صورت میں ان تلاوت قرآن میں مشغول لوگوں کوان کی جگہ سے اٹھایا جاسکتا ہے؟

۞ جواب : مسجد کا سب سے بنیادی مقصد نماز ہے لہٰذا نمازی کوجگہ کی تنگی ہوتو دوسروں کوان کی جگہ سے اٹھایا جاسکتا ہے۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

عالمگیریہ میں ہے:

" اذا ضاق المسجد كان للمصلى ان يزعج القاعدعن موضعه ليصلى فيه وان كان مشتغلا بالذكر اوالدرس او قرائة القران اوالاعتكاف،وكذالاهل المحلة ان يمنعوا من ليس منهم عن الصلوة فيه اذا ضاق بهم المسجد كذا فى القنية "

(فتاوى هنديه، كتاب الكراهية، الباب الخامس فى آداب المسجد، ج:5، ص: 322، نورانى كتب خانه، پشاور)

"اگر مسجد تنگ ہوتو نمازی دوسرے شخص کو جو کہ وہاں بیٹھا ہوا ہے وہاں سے ہٹا کر نماز پڑھ سکتا ہے اگر چہ وہ بیٹھا وہ شخص ذکر،تلاوت میں مشغول ہے۔ یونہی اہل محلّہ دوسروں کومسجد میں نماز پڑھنے سے منع کر سکتے ہیں یونہی قنیہ میں ہے۔"

(فتاوى رضويه ،ج: 16، ص:305)

چھوٹے بچوں کو مسجد میں لانا کیسا

◉ سوال : بعض لوگوں کو اپنے چھوٹے بچوں کو مسجد میں لانے کا شوق ہوتا ہے جبکہ بچے ناسمجھ ہوتے ہیں۔ مسجد میں شرارتیں کرتے ہیں ایسے بچوں کو مسجد میں لانا کیسا ہے؟

۞ جواب : بچہ سات سال کی عمر کا ہو جائے تو حکم ہے کہ اسے نماز پڑھاؤ اور دس سال کا ہو جائے تو مار کر پڑھانے کا حکم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" مروا اولاد کم بالصلوٰۃ وھم ابناء سبع سنین "

(ابو داؤد ، مشکوٰۃ، ص:58)

لہٰذا سات سال کی عمر کے بچے کو مسجد کے آداب سکھا کر مسجد میں لانا چاہیے اور جو بچے اس سے بھی چھوٹے ہیں ان کو ہرگز مسجد میں نہ لائیں۔ اگر اتنے چھوٹے ہوئے کہ مسجد میں معاذ اللہ پیشاب وغیرہ کر سکتے ہیں تو لانا حرام ہے اور اس کا اندیشہ بھی ہو تو لانا مکروہ ناجائز۔ فتاوی رضویہ میں ہے:

"اگر نجاست کا ظن غالب ہو تو انہیں مسجد میں آنے دینا حرام اور حالت محتمل ومشکوک ہو تو مکروہ"

(اشباہ مع الغمز، ص ۳۸۰، و درمختار، اواخر مکروھات الصلوۃ)

" یحرم ادخال صبیان ومجانین حیث غلب تنجیسھم والا فیکرہ۔"

"اگر بچوں اور پاگلوں کے مسجد کو نجس کرنے کا گمان غالب ہو تو انہیں مسجد

میں داخل کرنا حرام ورنہ مکروہ ہے۔"

(درمختار، کتاب الصلوۃ، باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ، ج۱، ص۹۳، مطبع مجتبائی دھلی)

(فتاوی رضویہ، جلد ۱٦، ص۴۵۸)

مزید یہ بات بھی مشاہدہ سے ثابت ہے کہ بچے جب مسجد میں جمع ہوتے ہیں تو آپس میں شرارتیں شروع کردیتے ہیں اور نمازیوں کے آگے سے گزرتے ہیں نیز بہت چھوٹے بچے باپ کے نماز میں مشغول ہوتے ہی رونا شروع کردیتے ہیں۔ الغرض نمازیوں کی نماز میں زبردست خلل آتا ہے اس لئے اس سے اجتناب لازم ہے۔

مسجد میں امام کا بچوں کو دم تعویذ کرنا کیسا؟

◉ سوال : بعض امام حضرات مسجد میں دم، تعویز کرتے ہیں اور لوگ اپنے بچوں کو دم کروانے کے لئے مسجد میں لاتے ہیں۔ ایسا کرنا کیسا ہے؟

۞ جواب : مسجد میں بچوں کے لانے کا حکم وہی ہے جو اوپر ذکر کیا گیا کہ اگر ان سے نجاست کا قوی اندیشہ ہے تو مسجد میں لانا حرام ورنہ کم از کم مکروہ و ناجائز ضرور ہے۔ بہار شریعت میں ہے۔

"بچے اور پاگل کو جن سے نجاست کا گمان ہو مسجد میں لے جانا حرام ہے ورنہ مکروہ"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جنبوا مساجد کم صبیانکم و مجانینکم"

''اپنی مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں سے بچا کر رکھو۔''

(سنن ابن ماجه)

لہٰذا بچوں کو دم تعویز کے لئے مسجد میں لانا ہو یا کسی اور مقصد کے لئے بہرصورت اس سے بچنا ضروری ہے۔

بچوں کو پیپی وغیرہ پہنا کر مسجد میں لے جانا

◉ سوال : مسجد میں چھوٹے بچوں کو اس طرح لے کر جانا کہ انہیں پیپی وغیرہ پیک کیا ہوا ہو جس کی وجہ سے مسجد کو نجاست نہ لگے جائز ہے یا نہیں؟

۞ جواب :مطلقا ممنوع ہے کیونکہ مسجد میں نجاست لے کر جانا اگرچہ اس سے مسجد آلودہ نہ ہو یا جس کے بدن پر نجاست لگی اس کو مسجد میں جانا منع ہے۔

(ردالمحتار، ج :1، ص :614)

یہی حکم اس مریض کا ہے جو کسی مرض کی وجہ سے تھیلی وغیرہ میں پیشاب کرتا ہو۔ چنانچہ بہار شریعت میں ہے:

''مسجد میں کسی برتن کے اندر پیشاب کرنا یا فصد کا خون لینا بھی جائز نہیں۔''

(درمختار، ج:1، ص :614)

گم شدہ سامان کا مسجد میں اعلان کرنا

◉ سوال : اگر کسی کی چپل یا عینک یا کوئی چیز گم ہو جائے تو اس کا مسجد میں اعلان کرنا کیسا ہے؟

۞جواب: اپنی کسی بھی گم شدہ چیز کا مسجد میں اعلان کرنا منع ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من سمع رجلا ينشد ضالة في المسجد فليقل لا ردها الله عليك فان المساجد لم تبن لهذا"

''جو کسی شخص کو سنے کہ مسجد میں اپنی گم شدہ چیز کا اعلان کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ اسے کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ تیری چیز نہ لوٹائے۔ مسجدیں اس لئے نہیں بنائی گئیں۔''

(مسلم شریف، ج:1، ص:210)

مسجد میں اذان دینا

◉ سوال: مسجد میں اذان دینا کیسا ہے؟

۞جواب: مسجد میں اذان دینا ممنوع ہے خواہ جمعہ کی اذان ہو یا کوئی دوسری۔ ابوداؤد شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جمعے کے دن منبر کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان دی جاتی تھی۔

بچوں کا مسجد میں پڑھنا

◉ سوال: بچوں کا مسجد میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

۞جواب: مسجد میں بچوں کو مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ پڑھانا جائز ہے: (1) تعلیم دینی ہو۔ (2) معلم سنی صحیح العقیدہ ہو۔ (3) معلم بلا اجرت پڑھائے کہ اجرت لے کر پڑھانا کارِ دنیا ہے، اور مسجد دنیوی کاموں کے لئے نہیں ہے۔ (4) ناسمجھ بچے

نہ ہوں کہ مسجد کی بے ادبی کریں۔ (5) جماعت پر جگہ تنگ نہ ہو کہ درحقیقت مسجد کا مقصد جماعت ہے۔ (6) شوروغل سے نماز میں خلل نہ ہو۔ (7) معلم یا متعلم کسی کے بیٹھنے سے قطع صف نہ ہو۔ ان شرائط کے ساتھ کوئی مضائقہ نہیں۔

حدیث شریف میں ہے:

" جنبوا مساجد کم صبیانکم ورفع اصواتکم "

اور درمختار، جلد اول، ص 486 میں ہے:

" یحرم ادخال صبیان و مجانین حیث غلب تنجیسھم والا فیکرہ "

اور الغاز الفقہ، صفحہ 131 پر الاشباہ والنظائر سے ہے:

" تکرہ الصناعة فیه من خیاطة او کتابة باجر و تعلیم صبیان باجر لا بغیرہ "

البتہ اگر بارش یا تیز دھوپ ہونے کی وجہ سے ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو اور اس کے علاوہ کہیں جگہ نہ ہو تو مجبوراً مسجد میں اجرت لے کر بھی پڑھایا جاسکتا ہے۔ فقہ کا قاعدہ کلیہ ہے:

" الضرورات تبیح المحظورات "

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ المولیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

" وفی اقرار العیون جعل مسئلة المعلم کمسئلة الکاتب والخیاط

فان کان یعلم حسبة لا باس به وان کان باجر یکره الا اذا وقع ضرورة"

(فتاویٰ رضویه، ج:3، ص: 606)

مسجد میں مختلف کمیٹیوں یا تنظیموں کا بیٹھ کر اجلاس کرنا

◉ سوال : مسجد میں مختلف کمیٹیوں یا تنظیموں کا بیٹھ کر اجلاس کرنا کیسا ہے؟

۞ جواب : اگر مسجد میں مسجد کمیٹی کا اجلاس ہے اور وہ مسجد ہی کے متعلق ہے تو کوئی حرج نہیں کہ یہ خود ایک دینی امر ہے، یونہی دینی تنظیموں کا اجلاس اگر دینی امور کے بارے میں ہے تو کوئی حرج نہیں اور اگر کسی بھی گروہ یا جماعت کا اجلاس دنیوی امور سے متعلق ہے تو سراسر ناجائز ہے کہ مسجد میں دنیا کی بات کرنا ممنوع و ناجائز ہے۔

حدیث مبارک میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

" سیکون فی اخر الزمان قوم یکون حدیثهم فی مساجدهم لیس لله فیهم حاجة"

''آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے کہ مسجد میں دنیا کی باتیں کریں گے اللہ عزوجل کو ان لوگوں سے کچھ کام نہیں۔''

(رواہ ابن حبان فی صحیحه عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه)

مولی، پیاز کھا کر مسجد میں جانا

◉ سوال : مسجد میں مولی کھا کر جانا اور لالٹین یا چراغ میں مٹی کا تیل ڈال کر مسجد میں جلانا کیسا ہے؟

۞ جواب: مولی، کچی پیاز و لہسن اور ہر وہ چیز کہ جس کی بو ناپسند ہو اسے کھا کر مسجد میں جانا جائز نہیں جب تک کہ بو باقی ہو۔ حدیث شریف میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کچا پیاز اور لہسن کھانے سے منع کیا اور فرمایا:

" من اکلھما فلا یقربن مسجدنا "

''یعنی جو انہیں کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب ہرگز نہ آئے۔''

اور فرمایا کہ اگر کھانا ہی چاہتے ہو تو پکا کر اس کی بو، دور کر لو۔

(مشکوٰۃ شریف، ص :70)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

" ھر چہ بوئے ناخوش دارد از ماکولات وغیر ماکولات دریں حکم داخل ست"

''یعنی ہر وہ چیز کہ جس کی بو ناپسند ہو اس حکم میں داخل ہے خواہ وہ کھانے والی چیزوں سے ہو یا نہ ہو۔''

(اشعۃ اللمعات، ج :1، ص: 328)

اور حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''مسجد میں کچا لہسن اور پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں جب تک کہ بو باقی ہو۔ اور یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بو ہو جیسے گندنا، مولی، کچا گوشت اور مٹی کا تیل۔''

(بہارِ شریعت، ج: 3، ص: 185)

اور مسجد میں مٹی کا تیل جلانا حرام ہے مگر جب کہ اس کی بو بالکل دور کر

دی جائے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:3، ص: 598) (فتاوی فیض الرسول، ج:2،ص: 355)

دومنزلہ مسجد میں دوسری مسجد میں جماعت کروانا

◉ سوال : ہمارے یہاں کی مسجد دومنزلہ ہوگئی ہے تو اب نیچے جگہ ہوتے ہوئے اوپر جماعت قائم کرتے ہیں۔اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ ہمارے یہاں سب سے پہلے ایک بڑے عالم کی اجازت سے ایسا ہوا۔

۞ جواب : جب کہ نیچے کی جگہ بھر گئی ہو تو اوپر نماز پڑھنا جائز ہے۔اور نیچے جگہ ہوتے ہوئے گرمی وغیرہ کی وجہ سے بھی اوپر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ مسجد کی چھت پر بلاضرورت جانا منع ہے اگر تنگی کے سبب کہ نیچے کا درجہ بھر گیا اوپر نماز پڑھیں جائز ہے۔اور بلاضرورت مثلاً گرمی کی وجہ سے پڑھنے کی جازت نہیں۔

كما نص عليه فى الفتاوى العالمگيرية۔

(فتاویٰ رضویۃ، ج:6، ص: 448)

اور تحریر فرماتے ہیں کہ سقف پر بلاضرورت نماز کی اجازت نہیں کہ سقف مسجد (مسجد کی چھت) پر بے ضرورت چڑھنا ممنوع ہے و بے ادبی ہے اور گرمی کا عذر مسموع نہ ہوگا۔ ہاں کثرت جماعت کہ طبعہ زیریں (نچلے حصہ) کے دونوں درجے بھر جائیں گے اور لوگ باقی رہیں، سقف پر اقامت نماز کی اجازت دی

جائے گی۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

" الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ ولهذا اذا شتد الحر یکره ان یصلوا بالجماعة فوقه الا اذا ضاق السجد فحینئذ لا یکره الصعود علی سطحه للضرورة "

(فتاویٰ رضویہ، ج:6، ص:420) (فتاوی فیض الرسول، ج:2، ص:359تا360)

مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا

◉ سوال: مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا کیسا ہے؟

✪ جواب: مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ الرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ مسجد میں دنیا کی مباح باتیں کرنے کو بیٹھنا نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ فتح القدیر میں ہے:

" الکلام المباح فیه مکروه یاکل الحسنات"

اشباہ میں ہے:

" انه یا کل الحسنات کما تا کل النار الحطب "

امام ابوعبداللہ نسفی نے مدارک شریف میں حدیث نقل کی کہ:

" الحدیث فی المسجد یا کل الحسنات کما تا کل البهیمة الحشیش "

''مسجد میں دنیا کی بات نیکیوں کو اس طرح کھاتی ہے جیسے چوپایہ گھاس کو۔''

غمز العیون میں خزانۃ الفقہ سے ہے:

" من تكلم فى المساجد بكلام الدنيا احيط الله تعالىٰ عنه عمل اربعين سنة "

''جو مسجد میں دنیا کی بات کرے اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے عمل اکارت فرمادے۔''

" اقول و مثله لا يقال بالراى "

''میں کہتا ہوں کہ اس طرح کی بات اپنی رائے سے نہیں کہی جاسکتی (یعنی یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے)۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

" سيكون فى اخر الزمان قوم يكون حديثهم فى مساجدهم ليس لله فيهم حاجة "

''آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے کہ مسجد میں دنیا کی باتیں کریں گے اللہ عزوجل کو ان لوگوں سے کچھ کام نہیں۔''

(رواه ابن حبان فى صحيحه عن ابن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه)

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے:

" كلام الدنيا اذا كان مباحاصد قافى المساجد بلا ضرورة داعية الى ذلك كالمعتكف يتكلم فى حاجته اللازمة مكروه كراهة تحريم ثم ذكر الحديث وقال فى شرحه ليس لله تعالى فيهم حاجة اى لا يريد بهم خيرا وانما هم اهل الخيبة والحرمان والا هانة والخسران "

''دنیا کی بات جب کہ فی نفسہ مباح اور سچی ہو مسجد میں بلاضرورت کرنا حرام ہے ضرورت ایسی جیسے معتکف اپنے حوائج ضروریہ کے لئے بات کرے پھر حدیث مذکور ذکر کر کے فرمایا معنی حدیث یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ بھلائی کا ارادہ نہ کرے گا اور وہ نامراد و محروم و زیاں کار اور اہانت و ذلت کے سزاوار ہیں۔''

اسی (حدیقہ ندیہ) میں ہے:

"وروی ان مسجدا من المساجد ارتفع الی السماء شاکیا من اھلہ یتکلمون فیہ بکلام الدنیا فاستقبلہ الملئکۃ وقالوا بعثنا بھلا کھم"

''مروی ہوا کہ ایک مسجد نے اپنے رب کے بلند ہوتے ہوئے شکایت کی کہ لوگ مجھ میں دنیا کی باتیں کرتے ہیں ملائکہ اسے آتے ہوئے ملے اور بولے ہم ان کے ہلاک کرنے کو بھیجے گئے ہیں۔''

اسی میں ہے:

"وروی ان الملائکۃ یشکون الی اللہ تعالیٰ من نتن فم المغتابین والقائلین فی المساجد بکلام الدنیا"

''روایت کیا گیا کہ جو لوگ غیبت کرتے (جو سخت حرام اور زنا سے بھی اشد ہے) اور جو لوگ مسجد میں دنیا کی باتیں کرتے ہیں ان کے منہ سے وہ گندی بدبو نکلتی ہے جس سے فرشتے اللہ عزوجل کے حضور ان کی شکایت کرتے ہیں۔''

سبحان اللہ جب مباح و جائز بات بلاضرورت شرعیہ کرنے کو مسجد میں

بیٹھنے پر یہ آفتیں ہیں تو حرام وناجائز کام کرنے کا کیا حال ہوگا۔
(فتاویٰ رضویہ قدیم، ج:6، ص: 403)

ایک جگہ یہ ہے:

" والکلام المباح وقیدہ فی الظھیریۃ بان یجلس لاجلہ "

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:491)

مسجد کی چھت کے احکام

◉ سوال : کیا مسجد کے چھت کے بھی وہی احکام ہیں جو مسجد کے ہیں یا اس کے احکام مختلف ہیں؟

✿ جواب : دونوں کا حکم ایک ہے۔ مسجد کی چھت پر بھی پیشاب پاخانہ کرنا حرام ہے یوہیں جنبی آدمی اور حیض ونفاس والی عورت کو اس پر جانا حرام ہے کہ وہ بھی مسجد کے حکم میں ہے۔ مسجد کی چھت پر بلاضرورت چڑھنا مکروہ ہے۔
(درمختار، ردالمحتار، ج:1، ص:614)

آداب مسجد

◉ سوال : آداب مسجد کے حوالے سے کن امور کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

✿ جواب : بہار شریعت میں ہے:

"مسجد میں وضو کرنا اور کُلی کرنا اور مسجد کی دیواروں یا چٹائیوں پر یا چٹائیوں کے نیچے تھوکنا اور ناک سنکنا ممنوع اور چٹائیوں کے نیچے ڈالنا اوپر ڈالنے سے زیادہ بُرا ہے اور اگر ناک سنکنے یا تھوکنے کی ضرورت ہی پڑ جائے تو

کپڑے میں لے لے۔''

(عالمگیری، ج:1، ص:110)

فتاوی امجدیہ میں ہے:

مسجد کی تعظیم و احترام اور تطہیر و تنظیف یعنی اس کو پاک اور ستھرا رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ کبیری میں ہے:

" تنزیه المسجد من القذر واجب "

(کبیری، ص:568)

یہاں تک کہ مسجد کی دیوار اور صحن پر حتی کہ بوریوں پر تھوکنا ممنوع ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

" ولا یبزق علی حیطان المسجد ولا بین یدیه علی الحصیر ولا فوق البواری ولا تحتها و کذا المخاط "

(عالمگیری، ص:57)

اسی طرح صحن مسجد میں کلی کرنا یا وضو کرنا مکروہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

" تکره المضمضة والوضوء فی المسجد"

علامہ شامی ردالمحتار میں اس کی دلیل ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

" لان ماء ه مستقذر طبعافیجب تنزیهه من المخاط والبلغم "

''وضو کا پانی طبعاً گندہ ہے تو مسجد کا اس سے بچانا واجب ہے جیسے رینٹ اور بلغم سے مسجد کی حفاظت واجب ہے۔''

جب وضو کے پانی سے مسجد کی حفاظت ضروری ہے تو غسل کے پانی سے مسجد کی

حفاظت کس قدر ضروری ہے، لہٰذا ایسے بے نمازی لوگوں کا غسل کے پانی سے صحن مسجد کا آلودہ وملوث کرنا سخت ممنوع اور گناہ ہے، اوران کی یہ نازیبا حرکت بالکل حرمت مسجد کے خلاف ہے، جو مسلمان کی شان سے بہت بعید ہے۔اسی طرح کپڑے دھوکر صحن مسجد میں سکھانا یہ بھی احترام مسجد کے خلاف ہے۔

بالجملہ مسلمان کو اپنی عبادت گاہ مسجد کا انتہائی احترام ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔اوروہ اپنے کسی فعل وعمل سے اہل مسجد کو ایذ او تکلیف ہرگز ہرگز نہ پہنچائیں۔

(فتاوی اجملیہ، ج:2، ص:400تا401)

مسجد میں اگر کوئی نامناسب شے پڑی دیکھیں حتی کہ اگر تنکا وغیرہ بھی دیکھیں تو اسے نکال دیں۔ احادیث مبارکہ میں اس کی بھی فضیلت آئی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو مسجد سے اذیت کی چیز نکالے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔''

(ابن ماجہ)

مسجد میں جوتے لانا

سوال: مسجد میں جوتے لے کر جانا کیسا ہے؟

جواب: جولوگ حفاظت کے طور پر عموماہاتھ میں پکڑ کر جوتے مسجد کے اندر لے جاتے ہیں ان کو اس کا خیال کرنا چاہیے کہ اگر نجاست لگی ہوتو صاف کرلیں اور جوتا پہنے مسجد میں چلے جانا سوءادب ہے۔

(ردالمحتار، ج:1، ص:615)

مسجد میں اعضاء سے پانی کے قطرے ٹپکانا

◉ سوال: مسجد میں وضو کرنا یا وضو کے بعد اعضاء سے قطرے ٹپکانا جائز ہے یا نہیں؟

۞ جواب: صدر الشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''مسجد میں کوئی جگہ وضو کے لئے ابتدا ہی سے بانی مسجد نے قبل تمام مسجدیت بنائی ہے جس میں نماز نہیں ہوتی تو وہاں وضو کر سکتا ہے یوہیں طشت وغیرہ کسی برتن میں بھی وضو کر سکتا ہے مگر بشرط کمال احتیاط کہ کوئی چھینٹ مسجد میں نہ پڑے۔''

(عالمگیری، ج:1، ص:110)

بلکہ مسجد کو ہر گھن کی چیز سے بچانا ضروری ہے۔ آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ وضو کے بعد منہ اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔

مسجد میں اشعار پڑھنا

◉ سوال: مسجد میں اشعار پڑھنا کیسا ہے؟

۞ جواب: مسجد میں شعر پڑھنا ناجائز ہے البتہ اگر وہ شعر حمد و نعت و منقبت و وعظ و حکمت کا ہو تو جائز ہے۔

(بهار شریعت، ص:3)

مسجد میں سونا اور کھانا پینا

◉ سوال: مسجد میں سونا اور کھانا پینا کیسا ہے؟

۞جواب : مسجد میں کھانا پینا سونا معتکف کے سوا کسی کو جائز نہیں لہٰذا جب کھانے پینے وغیرہ کا ارادہ ہو تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائے کچھ ذکر و نماز کے بعد اب کھا پی سکتا ہے۔

مسجد سے پیشاب خانے کا فاصلہ

◉ سوال : مسجد سے کتنے فاصلہ پر پیشاب خانہ بنانا چاہیے، اس کی شرعا کوئی حد ہو تو بیان فرمائیں؟

۞جواب : باتھ روم وغیرہ مسجد سے اتنی دور بنائے جائیں کہ ان کی بدبو مسجد میں نہ آئے۔ کہ مسجد کو ہر قسم کی معمولی سے معمولی بدبو سے بچانا واجب ہے۔ فتاوی رضویہ میں ہے:

''مسجد کو بو سے بچانا واجب ہے ولہذا مسجد میں مٹی کا تیل جلانا حرام، مسجد میں دیا سلائی سلگانا حرام، حتی کہ حدیث میں ارشاد ہوا:

"وان یمر فیه بلحم نیء"

''مسجد میں کچا گوشت لے جانا جائز نہیں''۔

حالانکہ کچے گوشت کی بو بہت خفیف ہے تو جہاں سے مسجد میں بو پہنچے وہاں تک ممانعت کی جائے گی۔

(سنن ابن ماجه، ابواب المساجد، باب مایکره فی المساجد، ص:55، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)(فتاوی رضویه، ج:16، ص:232)

واقف کا وقف کی چیز پر اپنا نام لکھوانا

◉ سوال: اگر کوئی شخص مسجد یا مدرسہ یا کوئی بھی دینی وقف بنا کر اس پر اپنا نام لکھنا چاہے جیسے کسی کا نام صالح محمد ہے اور وہ کوئی مسجد بنائے اور اس کا نام جامع مسجد صالح محمد رکھے تو شرعی اعتبار سے ریاکاری وغیرہ کے خیال سے اس کو منع کیا جا سکتا ہے؟

۞ جواب: مسجد یا مدرسہ یا کسی بھی وقف یا دینی کام پر اپنا نام لکھنا، لکھنے والے کی نیت پر موقوف ہے۔ اگر ریاکاری اور شہرت کی نیت ہے تو ناجائز وحرام ہونے میں کوئی شک نہیں اور ایسی صورت میں اس پر لازم ہے کہ اپنی نیت کو درست کرے یا نام نہ لکھے تاکہ گناہ سے بچ سکے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنی طرف سے نیکی کرے اور حقیقتاً ریاکاری وغیرہ کے گناہ میں پڑا ہوا ہو، لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اگر کسی مسلمان نے اپنا نام لکھا ہو تو اس پر یہ بدگمانی ہرگز نہ کی جائے کہ یہ ریاکاری کی وجہ سے لکھ رہا ہے کہ ریاکاری دل کا فعل ہے اور ہمیں کسی کے دل پر اطلاع نہیں تو بغیر ثبوت کے مسلمان پر ایسی بدگمانی کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور بدگمانی کرنے والے گمانی کر کے عیب جوئی میں پڑ جاتے ہیں یا پہلے عیب تلاش کرنے میں لگے رہتے ہیں پھر بلا دلیل بدگمانی کرتے ہیں اور آپس میں مل بیٹھ کر ان کی غیبتوں میں پڑ جاتے ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا

تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَّعْضًا ﴾

''اے ایمان والو! زیادہ گمانوں سے بچو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور دوسروں کے عیب تلاش نہ کرو اور تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔''

حضرت مولانا مفتی محمد اجمل سنبھلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کا ہر نیک کام رضائے الٰہی کے لئے ہونا چاہئے۔ اس میں خواہش نفسانی اور وسوسہ شیطان کا دخل نہ ہونا چاہئے۔ لہٰذا اگر یہ کتبہ محض فخر و شہرت اور ریا و ناموری کی بنا پر ہے تو زوجہ وزیر بخش اور ان کی برادری کو اس پر ہرگز ہرگز اصرار نہ کرنا چاہئے اور درگاہ رب العزت میں رجوع کر کے یہ دعا کرنا چاہئے کہ مولیٰ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے اور اسکا اجر و ثواب مرحوم کی روح اور جن جن لوگوں نے شرکت کی ہے ان کو اپنے فضل و کرم سے عطا کرے اور ہمیں فخر و ناموری کے شیطانی خیالات سے بچائے

اور اگر اس کتبہ کا نصب کرنا فخر و ناموری کی غرض سے نہیں ہے تو اس کا لگانا نہ فقط جائز بلکہ سلف (پہلے بزرگان دین) سے منقول ہے، بلکہ اس کی اصل حدیث شریف سے ثابت ہے ابو داؤد و نسائی شریف میں ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار رسالت میں آکر عرض کیا:

" یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فای صدقة افضل قال الماء فحفر بیراو قال هذه لام سعد "

''یارسول اللہ: ام سعد کا انتقال ہو گیا تو کونسا صدقہ افضل ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: پانی، تو حضرت سعد نے اپنی ماں کے نام کا کنواں کھدوایا

اورکہا کہ یہ کنواں ام سعد کے لئے ہے۔

(از مشکوۃ، ص:169)

تو اس حدیث اس کنوئیں کی نسبت ام سعد کی طرف کی گئی۔ اسی طرح بکثرت مقامات پر نسبتوں کا وجود ہے۔ خود مساجد کو لیجئے کہ ان میں ایسی نسبتیں ہوتی ہیں۔ مدینہ منورہ میں ایک مسجد علی ہے۔ ایک مسجد ابوبکر ہے۔ ایک مسجد ابی ابن کعب ہے۔ ایک مسجد سلمان فارسی ہے۔ اور مسجد بنی جعفر میں یہ کتبہ لگا ہوا موجود ہے جس کو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں نقل کیا:

" درهمیں محراب سنگے است بروے نوشته خلد الله ملك الامام ابی جعفر المنصور المستنصر بالله امیر المومنین عمر سنة ثلثین و ستمائة "

تو اگر ایسی نسبتیں اور کتبہ لگانا ناجائز ہوتا تو علمائے کرام وفقہائے عظام خود مدینہ شریف میں اس کو کب روا رکھتے اور اس پر عدم جواز کا فتوی صادر فرماتے ۔خود مسجد نبوی میں جب بادشاہ روم سلطان مراوے نے ممبر شریف 998ھ میں پتھر کا تیار کرایا اور علمائے روم نے اس کی یہ تاریخ نکالی ''منبر عمر سلطان مراد۔''

اس قسم کی بکثرت مثالیں جذب القلوب میں ہیں۔ تو یہ بات نہایت صاف طرح پر ثابت ہوگئی کہ مساجد وغیرہ اوقاف پر نانی کا نان کندہ کرنا ایسا جائز ہے کہ اس پر کبھی کسی نے اعتراض ہی نہیں کیا۔ تو یہ کہنا کہ کتبہ لگانے سے وقف پر قبضہ ثابت ہو جائے گا، سخت جہالت اور نادانی کی بات ہے اور مسلمانوں میں بلا

وجہ کی شورش پیدا کرنا اور مسلمانوں کو ذلیل وحقیر کہہ کر ان کے دل دکھانا اذیت اور تکالیف پہنچانا شرعا حرام ہے۔''

(فتاوی اجملیہ، ج:2، ص :392تا 383)

فتاوی رضویہ میں ہے:

''نام کا جواب بھی فتوی سابقہ میں تھا کہ ریاء کو حرام مگر بلا وجہ شرعی مسلمان پر قصد ریا کی بدگمانی بھی حرام، اور بنظر دعا ہے تو حرج نہیں۔ نہ کفایت اجمال منافی طلب خصوص۔ اور یہ مصلحت کہ اس تحریر میں بتائی ضرور قابل لحاظ ہے جب کہ اس کا نام وجہ اعتبار اعلان یا زیادت اعتبار ہو۔''

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:499)

تعمیر نو کے بعد مسجد کا نام تبدیل کرنا

◉ سوال: زید نے مسجد وقف کی اور بانی کے طور پر اسی کا نام لکھا گیا۔ اب لوگوں نے اس مسجد کو شہید کیا اور چند افراد کے چندے سے نئے سرے سے تعمیرات کی گئیں۔ کیا مسجد سے بانی کا نام ہٹا کر کسی دوسرے آدمی کے نام پر مسجد بنائی جا سکتی ہے؟

۞ جواب: مسجد قیامت تک اصل بانی کے نام رہے گی اگر چہ اس کی شکست ریخت یا شہید ہو جانے کے بعد دوبارہ تعمیر اور لوگ کریں، ثواب ان کے لئے بھی ہے مگر اصل بنا بانی وقف کے واسطے خاص ہے:

" فان اصل المسجد الارض والعمارة وصف ولا یکون من اعاد الوصف کمن احدث الاصل "

''کیونکہ اصل مسجد تو زمین ہے اور عمارت وصف ہے، چنانچہ جس نے وصف کا اعادہ کیا وہ موجد اصل کی مانند نہیں ہوسکتا۔''

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:257)

انتظامیہ کا بلاضرورت نت نئے کام کروانا

◉ سوال : ہماری مسجد کی انتظامیہ آئے دن مسجد میں نت نئے کام کرواتی رہتی ہے۔کبھی کوئی نقش ونگار بنادیا اور کبھی کوئی۔ پھر کچھ دن بعد پسند نہ آیا تو اسے چینج کر کے دوسرا کام کروالیا۔وضوخانے پر نئے نل لگائے پھر دوسرا ڈیزائن پسند آیا تو اس کو لگا دیا۔اس طرح لاکھوں روپے برباد کر چکے ہیں۔کیا انتظامیہ کو مسجد کا مال اس طرح خرچ کرنا جائز ہے؟

۞ جواب : مسجد کا مال اس طرح خرچ کرنا حرام ہے اور انتظامیہ کے لوگوں کو اپنی جیب سے سارا تاوان ادا کرنا پڑے گا۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''مال مسجد برباد کرنا، یہ تمام افعال حرام تھے اور ہیں متولیوں پر ان لاکھوں روپوں کا تاوان لازم ہے کہ اپنی گرہ سے ادا کریں،اور واجب ہے کہ ایسے مسرف متولی معزول کئے جائیں اور ان کی جگہ مسلمان متدین ہوشیار کار گزار خداترس دیانتدار مقرر کئے جائیں۔

عالمگیریہ میں ہے:

"لو وقف على دهن السراج للمسجد لايجوزوضعه جميع الليل بل بقدر حاجة المصلين ويجوز الى ثلث الليل و نصفه اذا احتيج

الیہ للصلوۃ فیہ کذا فی السراج الوھاج ولا یجوز ان یترك فیہ کل اللیل الا فی موضع جرت العادۃ فیہ بذلك کمسجد بیت المقدس ومسجد النبی ﷺ والمسجد الحرام اوشرط الواقف ترکہ فیہ کل اللیل کما جرت بہ العادۃ فی زماننا کذا فی البحرالرائق "

''اگر مسجد کے چراغ کے تیل کے لیے کوئی وقف کیا تو تمام رات چراغ روشن رکھنا جائز نہ ہوگا بلکہ صرف نمازیوں کی ضرورت کے مطابق اور تہائی رات تک، اگر ضرورت ہوتو نصف رات تک روشن رکھا جائے تا کہ نمازی عبادت کر سکیں۔یونہی السراج الوہاج میں ہے اور تمام رات چراغ روشن رکھنا جائز نہیں، ہاں ایسے مقامات جہاں ایسی عادت جاری چلی آرہی ہے ،جیسا کہ مسجد بیت المقدس اور مسجد نبوی اور مسجد حرام میں ہے، یا واقف نے تمام رات روشن رکھنے کی شرط لگا رکھی ہو جیسا کہ ہمارے زمانہ میں یہ عادت بن چکی ہے، بحرالرائق میں یونہی ہے۔''

(فتاوٰی ھندیہ' کتاب الوقف،الباب الحادی عشر فی المسجد، ج:2، ص:459، نورانی کتب خانہ، پشاور)

فتاوٰی قاضی خاں میں ہے:

"لیس للقیم ان یتخذ من الوقف علی عمارۃ المسجد شرفا من ذلك ولو فعل یکون ضامنا "

''منتظم کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ مسجد کی عمارت پر وقف مال سے کوئی بالا خانہ بنائے اگر اس نے ایسا کیا تو وہ اس مال کا ضامن ہوگا۔''

(فتاوی قاضی خان، کتاب الوقف، باب جعل دارہ مسجداً،ج:4، ص:712، نولکشور،

لکھنو)(فتاوی رضویہ، جلد:16، ص235تا236)

مسجد کی دیواروں پر آیات مبارکہ لکھنا

◉ سوال : مسجد کی دیواروں پر عقیدہ وعمل سے متعلقہ آیات مبارکہ لکھنا کیسا ہے؟

۞ جواب : مسجد کی دیواروں اور محرابوں پر قرآن مجید لکھنا اچھا نہیں کہ اندیشہ ہے وہاں سے گرے اور پاؤں کے نیچے پڑے اسی طرح مکان کی دیواروں پر کہ علّت مشترک ہے۔ یوہیں جس بچھونے یا مصلے پر اسمائے الٰہی لکھے ہوئے اس کا بچھانا یا کسی اور استعمال میں لانا جائز نہیں اور یہ بھی ممنوع ہے کہ اپنی ملک میں سے اِسے جُدا کردے کہ دوسرے کے استعمال نہ کرنے کا کیا اطمینان لہٰذا واجب ہے کہ اس کو سب سے اوپر کسی ایسی جگہ رکھیں کہ اس سے اوپر کوئی چیز نہ ہو۔

(عالمگیری، ج:1، ص :109، 110)

یوہیں بعض دسترخوان پر اشعار لکھتے ہیں ان کا بچھانا اور ان پر کھانا ممنوع ہے۔

مساجد کے اوپر منار وبرج بنانا

◉ سوال : کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مسجدوں کے اوپر مینار اور برج نہیں تھے، اب کیونکر بنائے جاتے ہیں؟

۞ جواب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجدوں کے کنگرے اور مینار نہیں ہوتے تھے۔ لیکن بعض احکام زمانے کے بدلنے سے بدل جاتے ہیں۔ لہٰذا جب عام مسلمانوں کے دلوں میں مسجدوں کی اہمیت و وقعت برقرار رکھنے کے لئے علماء

نے محسوس کیا کہ مسجد کی باطنی عظمت کے باوجود اس کی ظاہری صورت بھی ایسی بنائی جائے کہ دلوں میں عقیدت پیدا کرے تو انہوں نے مسجدوں کی موجودہ ہیئت کو شروع کیا۔ اور حدیث مبارک میں بھی فرمایا گیا:

" ما راہ المومنون حسنا فھو عنداللہ حسن "

''جس شے کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہوتی ہے۔''

فتاوی عالمگیری میں ہے:

" لاباس بنقش المسجد بالجص والساج وماء الذھب والصرف الی الفقراء افضل کذا فی السراجیۃ وعلیہ الفتوی کذا فی المضمرات وھکذا فی المحیطت"

''مسجد کو قلعی، ساج کی لکڑی اور سونے کے پانی سے منقش کرنے میں حرج نہیں تاہم فقراء پر صرف کرنا اولی ہے جیسا کہ سراجیہ میں ہے، اور اسی پر فتوی ہے۔ مضمرات اور محیط میں یونہی ہے۔''

(فتاوی ھندیہ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد، ج:5، ص:319، نورانی کتب خانہ، پشاور)(ملخص ازفتاوی رضویہ، ج:16، ص:294)

کیا مسجد کیلئے لفظ مسجد کا استعمال ضروری؟

◉ سوال: کیا مسجد قرار دینے کے لئے لفظ مسجد کا استعمال کرنا ضروری ہے؟

✿ جواب: مسجد کا لفظ کہنا شرط نہیں اگر بغیر کسی قید کے نماز پڑھنے کے لئے جگہ دیدی اور ایک مرتبہ بھی وہاں نماز ہوگئی تو وہ مسجد ہو جائے گی اور اسی طرح اگر زبان

سے بول دیا کہ میں نے اسے مسجد کر دیا تو وہ جگہ مسجد ہو جائے گی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''درمختار میں ہے:

"یزول ملکه عن المسجد بالفعل و بقوله جعلته مسجدا"

(در مختار، کتاب الوقف، ج:1، ص:379، مطبع مجتبائی، دهلی)

یعنی بانی کی ملک مسجد سے دو طرح زائل ہوتی ہے ایک یہ کہ زبان سے کہہ دے میں نے اسے مسجد کیا، دوسرے یہ کہ یہ نہ کہے اور اس میں نماز کی اجازت بلاتحدید دے اور اس میں نماز مثل مسجد ایک بار بھی ہو جائے تو اس سے بھی مسجد ہو جائے گی معلوم ہوا کہ لفظ مسجد کہنا شرط نہیں۔''

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:282)

اگر کوئی نماز کے لیے جگہ وقف کرے اور مسجد کا انکار کرے

◉ سوال: اگر کوئی شخص نماز کے لئے جگہ وقف کرے اور ساتھ ہی کہہ دے کہ اسے مسجد نہیں کرتا تو کیا یہ مسجد ہو جائے گی یا نہیں؟

✿ جواب: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''اگر نماز کے لئے وقف کرے اور اس کے ساتھ صراحۃً مسجد ہونے کی نفی کر دے مثلاً کہے میں نے یہ زمین نماز مسلمین کے لئے وقف کی مگر میں اسے مسجد نہیں کرتا یا مگر کوئی اسے مسجد نہ سمجھے جب بھی مسجد ہو جائے گی اور اس کا یہ انکار باطل کہ معنی یعنی نماز کے لئے 'زمین موقوف' پورے ہو گئے

اور مذہب صحیح پر اتنا کہتے ہی مسجد ہوگئی اب انکار مسجد یت لغو ہے کہ معنی ثابت از لفظ سے انکار یا وقف مذکور سے رجوع ہے اور وقف بعد تمامی قابل رجوع نہیں۔''

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:282تا283)

ایک دوسری جگہ فرمایا:

''اگر یوں کہتے کہ ہم یہ زمین وقف نہیں کرتے صرف اس طور پر نماز کی اجازت دیتے ہیں کہ زمین ہماری ملک رہے اور لوگ نماز پڑھیں تو البتہ نہ وقف ہوتی نہ مسجد زمین مذکور جسے بالاتفاق اہل شہر نے محل نماز کیا یا تو عام زمین ملک بیت المال ہو جس میں اتفاق مسلمان بجائے حکم امام ہے یا ان کی ملک ہو یا اصل مالک بھی شامل ہو یا اس کی اجازت سے ایسا ہوا ہو یا بعد وقوع اُس نے اسے جائز و نافذ کر دیا ہو، ورنہ اگر اہل شہر کسی شخص کی مملوک زمین اس کی اجازت کے نماز کے لئے وقف کر دیں اور وہ جائز نہ کرے ، ہر گز نہ وقف ہوگی نہ مسجد اگر چہ سب اہل شہر نے بالاتفاق یہ بھی کہہ دیا کہ ہم نے اسے مسجد کیا۔''

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:283)

کیا مسجد کیلئے مخصوص عمارت ضروری ہے؟

◉ سوال : کسی مکان یا جگہ کو مسجد بنانے کے لئے وہاں پر مسجد کی شکل پر عمارت کا تعمیر کرنا ضروری ہے یا محض چار دیواری قائم کرنے سے بھی مسجد ہو جائے گی؟

✿ جواب : کسی جگہ کو مسجد قرار دینے کے لئے نہ عمارت کی ضرورت ہے اور نہ

چاردیواری کی بلکہ مسجد قرار دینے لئے یہ ضرور ہے کہ بنانے والا کوئی ایسا کام کرے یا ایسی بات کہے جس سے مسجد ہونا ثابت ہوتا ہو۔ لہٰذا اگر صرف مسجد کی سی عمارت بنادی اور اسے مسجد بنانے کے لئے کوئی عمل یا قول نہ کیا تو وہ عمارت مسجد نہ ہوگی۔ مسجد قرار دینے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ مسجد بنائی اور جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت دیدی اس صورت میں بھی مسجد ہوجائے گی اگرچہ جماعت میں دو ہی شخص ہوں مگر یہ جماعت علی الاعلان یعنی اذان واقامت کے ساتھ ہو۔ اور اگر تنہا ایک شخص نے اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھی (اور) اس طرح نماز پڑھنا جماعت کے قائم مقام ہے تو مسجد ہوجائے گی۔ اور اگر خود اِس بانی نے تنہا اس طرح نماز پڑھی تو یہ مسجدیت (مسجد ہونے) کے لئے کافی نہیں بلکہ مسجدیت (مسجد ہونے) کے لئے نماز کی شرط اِس لئے ہے تاکہ عام مسلمانوں کا قبضہ ہو جائے اور بانی کا قبضہ تو پہلے ہی سے ہے عام مسلمانوں کے قائم مقام یہ خود نہیں ہوسکتا۔ مسجد بنانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ یہ کہہ دے: 'میں نے اس جگہ کو مسجد کردیا' تو اس کہنے سے بھی مسجد ہوجائے گی۔ فتاوی عالمگیری میں ہے:

"رجل له ساحة لا بناء فيها امر قوما ان يصلوا فيها بجماعة فان امرهم بالصلوٰة فيها ابدا نصا بان قال صلوا فيها ابدا او امرهم بالصلوة مطلقا ونوى الابد صارت الساحة مسجدا وان وقت بالشهر او السنة لا تصير مسجدا"

(فتاوى الهندية، كتاب الوقف، الباب الحادى عشرفى المسجد، ج:2، ص:355،

نورانی کتب خانہ، پشاور)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''مسجد کے لئے چھت، منارہ دیواریں کوئی چیز لازم نہیں، اس میں (یعنی اعلیٰ حضرت سے کئے گئے سوال میں مذکور مسجد میں) تو منبر محراب موجود ہے، یہ بھی نہ ہوتا تو بھی مسجدیت میں خلل نہیں۔ مسجد صرف اس زمین کا نام ہے جو نماز کے لیے وقف ہو یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اپنی نری خالی زمین مسجد کو دے مسجد ہو جائے گی مسجد کا احترام اس کے لئے فرض ہو جائے گا۔''

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:255)

مسجد کی بنیاد رکھنا

◉ سوال: کیا مسجد کی بنیاد رکھ دینے سے کوئی جگہ مسجد ہو جاتی ہے؟

✿ جواب: صرف بنیاد رکھنا کافی نہیں جب تک یہ نہ کہے کہ میں نے اسے مسجد کیا۔ فتاوی رضویہ میں ہے:

''اگر سالار بخش نے مسجد کی بنا ڈالی ہے اور ابھی یہ نہ کہا کہ میں نے اسے مسجد کر دیا جب تو وہ ابھی وقف نہ ہوئی سالار بخش کی ملک ہے دوسروں کو اس میں دست اندازی نہیں پہنچتی، اور اگر اسے وقف کر چکا یہ کہہ چکا ہے کہ میں نے اسے مسجد کر دیا جب بھی اس کے بنانے کا حق اسی کو ہے اسے چاہیے کہ خود بنائے ورنہ جو مسلمان بنانا چاہتے ہیں ان کو اجازت دے۔''

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:348)

مسجد کیلئے شارع عام نہ ہونا

◉ سوال: اگر کسی نے اپنے گھر کے بالکل وسط میں مسجد بنادی اور مسجد کا راستہ اس کے گھر سے ہوکر گزرتا ہے تو کیا وہ کسی وقت راستہ بند کر کے لوگوں کو مسجد آنے سے منع کرسکتا ہے؟

✿ جواب: مسجد اگر مسجد کی صورت پر بنائی اور راستہ اس کا شارع عام تک جدا کر دیا اور مسلمانوں کو اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دی تو بلاشبہ وہ مسجد ہوگئی (اور اگر) اس کا راستہ اسی کی ملک میں ہوکر ہو اور اس نے مسجد کے لیے راہ جدا نہ کی تو وہ مسجد نہ ہوئی اگر چہ صورت اخیرہ میں اس نے یہ بھی کہہ دیا ہو کہ میں نے اس کو وقف کیا۔

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص436تا437)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

" وکذلك ان اتخذ وسط دار مسجدا واذن للناس بالدخول فیه، یعنی له ان یبیعه ویورث عنه لان المسجد ما لا یکون لاحد فیه حق المنع (الی ان قال) فلم یصر مسجدا لانه ابقی الطریق لنفسه فلم یخلص لله تعالی "

''اگر کسی نے اپنے گھر کے درمیان میں مسجد بنائی اور لوگوں کو اس میں داخل ہونے کی اجازت دے دی تو اس کا حکم بھی وہی ہے جو مذکور ہوا یعنی اسے فروخت کرسکتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس میں میراث بھی جاری

ہوگی کیونکہ مسجد وہ ہوتی ہے جس سے روکنے کا حق کسی کو نہ ہو (یہاں تک کہ فرمایا) پس چونکہ اس نے راستہ اپنے لیے باقی رکھا ہے لہذا وہ مسجد نہ ہوئی اس لیے کہ وہ خالص اللہ تعالی کے لیے نہ ہوئی۔"

اگر اس مسجد کی دیواریں واقع میں مشترک ہیں ان میں کچھ حصہ عبد کا بھی ہے تو وہ مسجد سرے سے مسجد ہی نہیں، نہ اس میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب، وہ بانی کی ملک ایک مکان ہے جسے وہ بیچ سکتا ہے اور مر جائے تو ترکہ میں تقسیم ہوگا۔ (فتاوی رضویہ، ج:16، ص:447تا448)

مسجد کیلئے چندہ کر کے خریدی ہوئی جگہ کب مسجد ہوگی؟

◉ سوال: جب بہت سے لوگ چندہ کریں اور مسجد کے لئے کوئی جگہ خرید لیں۔ تو وہ جگہ کب مسجد ہوگی؟ اب اگر وہ جگہ بیچ کر دوسری جگہ خریدنا چاہیں تو اجازت ہے یا نہیں؟

✿ جواب: مسجد کے لئے جگہ خرید لینے سے وہ جگہ مسجد نہیں ہوجاتی بلکہ اس وقت مسجد ہوگی جب چندہ دینے والے تمام لوگ یا ان کا وکیل اس جگہ کے بارے میں کہہ دے کہ ہم نے اسے مسجد کر دیا۔ یہ کہنے سے پہلے باہمی مشورے سے اس جگہ کو بیچ کر دوسری جگہ خریدنے کی اجازت ہے۔ اعلی حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"چندہ دینے والے سب یا ان کا وکیل ماذون بعد خریداری زمین یہ کہہ دیتا کہ اس زمین کو مسجد کیا تو وہ کل مسجد ہو جاتی اور اس میں سے کسی جزو کی بیع یا کوئی تصرف مالکانہ مطلقا حرام ہوتا لیکن ظاہرا یہاں ایسا واقع نہ ہوا بلکہ

زمین خریدی گئی کہ اس میں مسجد بنائی جائے گی اور بنانے میں تصحیح سمت کے سبب ایک حصہ چھوٹ گیا، جس قدر میں مسجد بنی وہی مسجد سمجھی گئی اور اس میں نماز جاری ہوئی، حصہ متروکہ کو اگر چندہ دہندوں یا ان کے وکیل ماذون نے وقف علی المسجد کر دیا تو اب بھی اس کی بیع ناجائز ہوئی مگر سوال سے اس صورت کو وقوع بھی ظاہر نہیں ہوتا، صرف اتنا ہوا کہ وہ چندہ دے کر اس روپے اور زمین سے بے تعلق ہو گئے اور یہ ملک سے خارج ہونے کا موجب نہیں جب تک وقف شرعی نہ پایا جائے۔"

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:422تا423)

کیا مسجد ہونے کیلئے جگہ کا بنام مسجد کہنا ضروی ہے؟

◉ سوال: ایک شہر میں سب لوگوں نے اتفاق کے ساتھ ایک مکان نماز پڑھنے کے لئے بنایا اور اس کا نام عبادت گاہ رکھا مسجد نام نہیں رکھا، اسکی وجہ یہ کہ کبھی آدمی نماز نہ پڑھے تو وہ عبادت گاہ بددُعا نہ کرے، اب اس مکان میں بیٹھ کر لوگ دنیا کی باتیں کریں تو جائز ہے یا نہیں؟ اور اس مکان میں جمعہ وعیدین کی نماز بھی ہوتی ہے اور لکڑی کا منبر بھی رکھا گیا ہے اور پیش امام بھی ہے، تو اس عبادت گاہ میں فقط محراب نہیں ہے تو اس مکان کا مرتبہ مسجد کا ہوگا یا نہیں؟ اور اس میں دنیا کی باتیں کرنی درست ہیں یا نہیں؟

✪ جواب: جب وہ مکان عام مسلمین کے ہمیشہ نماز پڑھنے کے لئے بنایا اور کسی محدود مدت سے مقید نہ کیا کہ مہینے دو مہینے یا سال دو سال اس میں نماز کی اجازت

دیتے ہیں اوراس میں نماز حتی کہ جمعہ وعیدین تک ہوتے ہیں تو اس کے مسجد ہونے میں کیا شک ہے، اس میں دنیا کی باتیں ناجائز اور تمام احکام احکامِ مسجد، مسجد ہونے کے لئے زبان سے مسجد کہنا شرط نہیں، نہ محراب نہ ہونا کچھ منافی مسجدیت۔ مسجد الحرام شریف میں کوئی محراب نہیں، خالی زمین نماز کے لئے وقف کی جائے وہ بھی مسجد ہو جائے گی اگرچہ یہ نہ کہا ہو اسے مسجد کیا، اس میں محراب کہاں سے آئے گی۔

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:281، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

متعلق مسجد دوکانوں کی چھت کو مسجد میں شامل کرنا

◉ سوال: مسجد اونچائی پر واقع تھی اوراس مسجد کے متصل مسجد کی دکانیں تھیں، اہل محلّہ نے باہم مشورے سے ان دکانوں کی چھتوں کو بھی مسجد کر دیا تو کیا وہ چھتیں مسجد ہو جائیں گی؟

۞ جواب: اگر وہ دکانیں متعلق مسجد اوراس پر وقف ہیں اور مسلمانوں نے ان کی سقف (چھت) کو داخل کرلیا تو وہ سقف بھی مسجد ہوگی۔

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:438)

کسی کی ذاتی زمین پر قبضہ کر کے مسجد بنانا

◉ سوال: کسی شخص کی ذاتی زمین پر قبضہ کر کے مسجد بنائی جاسکتی ہے یا نہیں؟

۞ جواب: حرام ہے اور وہ جگہ مسجد نہ ہوگی اور نہ وہاں نماز پڑھنا جائز ہوگا بلکہ نماز مکروہ تحریمی، واجب الاعادہ ہوگی۔

خالی زمین جوکسی کی مِلک نہ ہواس جگہ مسجد بنانا

◉ سوال : اگر کوئی جگہ خالی پڑی ہوئی ہوجوکسی کی ملکیت نہ ہواور وہاں کے مسلمان اس جگہ کومسجد بنالیں تو وہ مسجد ہوجائے گی یانہیں؟

✿ جواب : مسجد ہوجائے گی۔ فتاوی رضویہ میں ہے:

"فان الارض ان کانت لبیت المال فجاز جعلھم ایاھا مسجدا"

''زمین جب کہ بیت المال کی ہوتو مسلمانوں کے لیے جائز ہے کہ اسے مسجد بناویں۔''

(فتاوی رضویه، ج:16،ص:466)

جنگل بیابان میں مسجد بنانا

◉ سوال : اگرکسی نے جنگل بیابان میں مسجد بنادی۔ جہاں نہ تو لوگوں کا آنا جانا ہے اور نہ وہاں کوئی آبادی ہے۔ کیا یہ شرعا مسجد ہوجائے گی؟

✿ جواب : جب کہ یہ صحیح ہو کہ وہ جگہ آباد نہیں ہوسکتی اور وہ مسجد کام میں بھی نہ آئے گی تو وہ مسجد نہ ہوئی ، ان اینٹوں اور روپے کو دوسری مسجد میں صرف کر سکتے ہیں، عالمگیری میں ہے:

"رجل بنی مسجدا فی مفازۃ حیث لا یسکنھا احد، وقل ما یمر بہ انسان لم یصر مسجدا لعدم الحاجۃ الی صیر ورتہ مسجدا کذا فی الغرائب"

''اگرکسی شخص نے جنگل میں مسجد بنادی جہاں کوئی بھی نہیں رہتا اور بہت کم

ہی کسی انسان کا وہاں سے گزر ہوتا ہے تو وہ مسجد نہیں ہوئی کیونکہ اس کے مسجد ہونے کی ضرورت نہیں۔''

(فتاوی هنديه، كتاب الكراهية، الباب الخامس فی آداب المسجد، ج:5، ص:320،نورانی کتب خانه، پشاور)(فتاوی رضویه، ج:16، ص:505)

تمام ورثاء کی اجازت کے بغیر وراثت کی زمین پر مسجد بنانا

◉ سوال : ایک شخص فوت ہوا، وراثت میں ایک زمین چھوڑی۔ فوت ہونے والے کی بیوی نے اس زمین پر مسجد بنادی حالانکہ دوسرے ورثاء کا حق بھی اس جگہ میں ہے۔ کیا ایسی جگہ شرعاً مسجد ہے؟ اور کیا ایسی جگہ کو کسی کو کرایہ پر دے سکتے ہیں؟

✿ جواب : یہ جگہ ہرگز مسجد نہ ہوگی، چنانچہ فتاوی رضویہ میں ہے:

''باجماع مسلمین وہ ہرگز مسجد نہیں بلکہ ایک زمین ہے بدستور اپنے مالکوں کی ملک پر باقی کہ جب یہ عورت تنہا اس کی مالک نہیں جیسا کہ بیان سائل ہے تو وہ ساری زمین اس کے وقف کئے سے وقف نہیں ہوسکتی لان شرط الوقف الملک کمافی الھندیۃ وغیرھا (کیونکہ شرط وقف یہ ہے کہ وہ واقف کی ملک ہو جیسا کہ ہندیہ وغیرہ میں ہے۔ت) نہ یہ ممکن کہ اسمیں سے اس کے حصہ کو مسجد ٹھہرادیں باقی ملک دیگر ورثہ سمجھیں کہ جب وہ غیر منقسم ہے تو اس کا حصہ متعین نہیں اور مسجد بالاجماع مشاع نہیں ہوسکتی۔۔۔۔ہاں اگر باقی ورثہ سب عاقل بالغ ہوں اور سب بالاتفاق اس وقت مسجدیت کو جائز کردیں تو اب جائز ہو جائے گی۔۔۔ جب تک ایسا نہ کریں وہ ایک مکان ہے کہ مالکوں کو اس میں رہنا بسنا کرایہ ہر دینا سب جائز ہے۔''

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:407، 408)

کرایہ کی جگہ پر مسجد بنانا

◉ سوال : یورپی ممالک اور اسی طرح امریکہ وایشیاء کے بہت سے ممالک میں زمین کے بے انتہاء مہنگے ہونے کی وجہ سے یا دیگر وجوہات سے مسجد کی تعمیر ممکن نہیں ہوتی ایسی جگہوں پر کرایہ پر کوئی دکان یا مکان لے کر نماز کیلئے جگہ بناتے ہیں۔ کیا ایسی جگہیں شرعا مسجد ہیں؟ ان میں ناپاکی کی حالت میں جانا کیسا ہے؟ ان میں اعتکاف ہو جائے گا یا نہیں؟

۞ جواب : اس طرح کے سوال کے جواب میں فتاوی فقیہ ملت میں ہے جس کا خلاصہ ہے کہ مسجد کے لئے وقف ہونا شرط ہے اور کرایہ کی زمین وقف نہیں ہوتی۔ لہٰذا کرایہ پر لی گئی دکان یا مکان حقیقی مسجد نہیں ہوگا اور نہ ہی وہاں مسجد کے احکام لاگو ہوں گے۔ وہاں ناپاکی کی حالت میں جانا جائز ہے اور ایسی جگہ پر اعتکاف بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اعتکاف کے لئے مسجد ہونا شرط ہے بدائع الصنائع میں شرائط اعتکاف کے بیان میں ہے:

" ھذہ العبادۃ لا تؤدی الا فی المسجد "

''اعتکاف صرف مسجد میں ادا ہوسکتا ہے''۔

(ملخص ازفتاوی فقیہ ملت، ج:2، ص:148)

مسجد کے نیچے یا اوپر اپنے لئے دوکانیں بنانا

◉ سوال : مسجد کے نیچے یا اوپر اپنی رہائش کے لئے مکان یا اپنی آمدنی کے لئے

دکانیں وغیرہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

۞ جواب: کسی جگہ کے مسجد ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے اوپر اور نیچے کسی کی ذاتی ملکیت نہ ہو اور اگر پہلے ہو تو اسے بھی مسجد ہی کی ملکیت کر دیں یعنی وہ رہائش مسجد کے امام یا موذن یا خطیب کے لئے کر دیں اور دکانوں کی آمدنی بھی مسجد کی ہوگی۔ اپنی ذاتی ملکیت برقرار رکھتے ہوئے کسی جگہ کو مسجد نہیں قرار دیا جا سکتا۔

بڑے شہروں کے فلیٹوں کے نیچے مساجد بنانا

◉ سوال: کراچی اور ممبئی جیسے بڑے شہروں میں جگہ کی شدید تنگی ہے جس کی وجہ سے ذاتی فلیٹوں کے نیچے مسجدیں بنانے کا بہت زیادہ رجحان ہے اور اس کے علاوہ جگہ بھی نہیں ہوتی۔ ایسی صورت میں جو مسجدیں فلیٹوں کے نیچے بنی ہوئی ہیں۔ کیا یہ شرعی مسجدیں ہیں؟ اور ان میں نماز پڑھنے سے مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

۞ جواب: جن شہروں میں جگہ کی شدید تنگی ہے جیسے کراچی اور ممبئی کی صورت حال ہے، وہاں پر فی زمانہ یہ فتوی ہے کہ فلیٹوں کے نیچے بنی ہوئی مسجدیں شرعی مسجدیں ہیں اور ان میں نماز پڑھنے سے مسجد میں نماز پڑھنے کا ہی ثواب ملے گا۔ ہدایہ میں امام ابو یوسف اور امام محمد علیہما الرحمۃ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے بغداد اور رَے شہر کے بارے میں جگہ کی تنگی کی وجہ سے یہی فتوی دیا تھا۔ وہ دونوں روایتیں اگر چہ ضعیف ہیں لیکن حرج کی وجہ سے فی زمانہ بہت زیادہ آبادی

اور تنگ جگہ والے شہروں میں اسی پر فتوی دیا جائے گا۔ اور جن شہروں میں ایسی صورت حال نہیں ہے جیسے کوئٹہ، سبی، نواب شاہ، سکھر، خانیوال، گوجرہ وغیرہ ان میں ضروری ہے کہ مسجد کے اوپر اور نیچے کسی کی ذاتی ملکیت نہ ہو۔

تعمیرِ مسجد کی منّت ماننا

◉ سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ میرے ہاں اگر بیٹا پیدا ہوا تو میں مسجد تعمیر کروں گا۔ اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا لیکن تعمیر مسجد اس کے لئے مشکل ہے۔ اب وہ کیا کرے؟

✪ جواب: جتنی توفیق ہے اتنی رقم تعمیر مسجد میں دیدے اور یہ دینا بھی واجب نہیں کہ مسجد تعمیر کرنے کی منت حقیقی منت نہیں۔ فتاوی رضویہ میں ہے:

تعمیر مسجد کی نذر صحیح ولازم نہیں، بدائع وردالمحتار میں ہے:

"من شروطه ان يكون قربة مقصودة فلا يصح النذر بالوضوء والاذان وبناء الرباطات والمساجد"

''نذر کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ وہ قربت مقصودہ ہو لہذا وضو، اذان، خانقاہوں اور مسجدوں کی تعمیر کی نذر صحیح نہیں۔''

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:479)

ہندو کا مسجد بنا کر وقف کرنا

◉ سوال: اگر ہندو مسجد بنا کر وقف کردے تو مسجد ہو جائے گی یا نہیں؟ اور اس

جگہ جمعہ ہوسکتا ہے یانہیں؟

۞جواب : ہندو کے مسجد کردینے سے مسجد نہ ہوگی، اور نہ ہی وہاں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب ملے گا لیکن جمعہ اور دیگر نمازیں ہوجائیں گی۔فتاوی رضویہ میں ہے:

''مسجد کے لئے ہندو کا وقف باطل ہے لانہ لیس قربة فی دینه الباطل (کیونکہ اس کے باطل دین میں مسجد بنانا کوئی قربت نہیں) اگر یونہی مسجد بنا لیں گے اس میں نماز ہوجائے گی اور جمعہ بھی ہوجائے گا اگر شہر یا فناء شہر میں ہو اذ لایشترط لها المسجد (کیونکہ نمازوں کے لیے مسجد شرط نہیں) مگر مسجد میں پڑھنے کا ثواب نہ ملے گا۔

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:123)

کافر اور مسلمان کی مشترکہ زمین پر مسجد بنانا

◉ سوال : اگر کوئی زمین کافر اور مسلمان کی مشترکہ ملکیت ہو اور دونوں مل کر اسے مسجد کردیں تو وہ مسجد ہوجائے گی یانہیں؟

۞جواب : جب وہ زمین مشترک ہے اور شرکاء میں بعض کفار بھی ہیں تو مسجد نہ ہوئی کافر مسجد بنانے کا اہل نہیں۔فتاوی عالمگیری میں ہے:

"ولو جعل ذمی داره مسجدا للمسلمين وبناه كما بنى المسلمون واذن لهم بالصلوة فيه فصلوافيه ثم مات يصير ميراثا لورثته وهذا قول الكل كذا فی جواهر الاخلاطی"

توجب اس کافر کا مسجد کے لیے وقف صحیح نہ ہوا تو مسلمان کا وقف وقف

مشاع ہوااور وقف مشاع اگر چہ جائز ہے مگر مسجد میں بالاتفاق ناجائز۔

عالمگیری میں ہے:

" واتفقا على عدم جعل المشاع مسجدا او مقبرة مطلقا سواء كان مما لايحتمل القسمة او يحتملها هكذا فى فتح القدير "

(عالمگیری، ج:2، ص:319، كتاب الوقف،الباب الثانى فى وقف المشاع)

اگر کافر مسجد جیسی عمارت بنا کر نماز کی اجازت دینا؟

◉ سوال : اگر کوئی کافر اپنی زمین پر باقاعدہ مسجد کی طرح عمارت بنادے اور نماز پڑھنے کی اجازت دیدے تو یہ مسجد ہو جائے گی یا نہیں؟

۞ جواب : ایسی زمین مسجد نہیں ہوسکتی، چنانچہ بہارشریعت میں ہے:

''ذمی نے اپنے گھر کو مسجد بنایا اور اُسکی شکل وصورت بالکل مسجد سی کردی اور اُس میں نماز پڑھنے کو مسلمانوں کو اجازت بھی دے دی اور مسلمانوں نے اُس میں نماز بھی پڑھی، جب بھی مسجد نہیں ہوگی اور اُس (کافر) کے مرنے کے بعد میراث جاری ہوگی۔''

کافر کا مسجد کی عمارت کی مرمت کروانا

◉ سوال : اگر مسجد کی مرمت وغیرہ کے لئے کسی کافر نے مدد کی ہو اور اس کی دی ہوئی رقم سے ہی مسجد کی مرمت کی گئی تو اس مسجد کے مسجد ہونے میں کچھ فرق پڑے گا یا نہیں؟

۞ جواب : مسجد قدیم کی درستی ومرمت اگر کافر کرے تو اس کی مسجدیت (یعنی

مسجد ہونے) میں نقصان نہ آئے گا لان المسجد اذا تم مسجدا لا یعود غیر مسجد ابدا (کیونکہ مسجد بن جانے کے بعد کبھی بھی وہ غیر مسجد نہیں بن سکتی) اسی طرح اگر کوئی کافر کچی مسجد کو پکی کرادے ۔فرش اور دیواریں پختہ بنوادے جب بھی اس کی مسجدیت میں حرج نہیں اور اس میں نماز درست ہے کہ دیواریں اگرچہ ملک کافر رہیں گی کہ وہ مسجد کے لیے وقف کرنے کا اہل نہیں مگر دیواریں حقیقت مسجد میں داخل نہیں۔

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:295تا296)

کافر کے مسجد میں بنائے ہوئے فرش پر نماز پڑھنا

◉ سوال : اگر کوئی ہندو یا عیسائی اپنی رقم سے مسجد کا فرش بنوادے تو اس فرش پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

۞ جواب : جب کافر اپنی مرضی سے فرش ڈلوا رہا ہے تو اس پر نماز تو یقیناً ہو جائے گی لیکن کافر کی مدد سے بچنا چاہیے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

> ''یوں ہی مسالہ کہ فرش پختہ کرنے کو ڈالا چٹائی کی طرح ایک شے زائد ہے اور نماز کا جائز ہونا یوں ہوگا کہ اگرچہ وہ مسالہ ملک کافر پر رہے گا مگر اس پر نماز اس کے اذن سے ہے، فکان کالصلاۃ فی الارض الکافر باذنه بل اولی (تو یہ کافر کی زمین میں اس کے اذن سے نماز پڑھنے کی مانند ہوا یا اس سے بھی اولی ہے)۔ ہاں ایسی چیز کا قبول کرنا مسلمانوں کو نہ چاہیے کہ

مسجد کوملک کافر سے آلودہ کرنا ہے۔وقد قال رسول اللہ ﷺ انا لا نستعین بمشرك (تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم مشرک سے استعانت نہیں کرتے)۔

(مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الجهاد، باب فی الا ستعانة بالمشر کین، ج:12، ص:395، ادارة القرآن، کراچی)

اوراس میں یہ بھی قباحت ہے کہ جب وہ فرش ملک کافر پر باقی ہےتو اگر کسی وقت وہ یااس کے بعداس کا وارث اس پر نماز سے منع کر دے تو نماز ناجائز ہو جائے گی جب تک فرش کھود کر زمین صاف نہ کرلیں۔''

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:296، رضا فاؤنڈیشن، لاهور)

مشرک کا اپنی زمین میں مسجد بنانا

◉ سوال: اگرکوئی مشرک اپنی زمین میں مسجد بنادےتو وہ مسجد ہوجائے گی یانہیں؟

۞ جواب: مشرک اپنی زمین میں مسجد بنوادے اگر مشرک نے وہ زمین کسی مسلمان کو ہبہ کردی اور مسلمان نے مسجد بنوائی تو جائز ہےاوراس میں نماز مسجد میں نماز ہے،اوراگر بے تملیک مسلم (مسلمان کو مالک کئے بغیر) اپنی ہی ملک رکھ کر مسجد بنوائی تو وہ مسجد شرعا مسجد نہ ہوئی۔

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:296)

مرتد کی بنائی ہوئی مسجد کا حکم

◉ سوال: کیامرتدوں کی بنائی ہوئی مسجد شرعا مسجد ہے؟

۞جواب: مسجد وقف کرنے والے کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے لہٰذا مرتد کی وقف کی ہوئی جگہ مسجد نہیں ہوسکتی۔

دینی اداروں میں کفار سے مدد لینا

◉سوال: مسجد، مدرسہ اور دیگر دینی کاموں میں ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں، یہودیوں، مرتدوں سے مدد لی جاسکتی ہے یانہیں؟

۞جواب: ان میں سے کسی سے مدد نہ لی جائے۔فتاوی رضویہ میں ہے:

''اگر وہ ہندو اپنی خوشی سے کسی مسلمان کو دے تو اب وہ روپیہ اس مسلمان کا ہے اسے مسجد میں لگا دینے میں کوئی حرج نہیں اور اگر وہ کسی مسلمان کو نہ دے بلکہ یہی کہے کہ وہ وصول کرکے میری طرف سے مسجد میں لگا دو تو نہ لیا جائے۔حدیث میں فرمایا:

"انی نهيت عن زبدالمشركين"

''مجھے مشرکوں کی داد و دہش سے منع کردیا گیا ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب السير، باب ماجاء فی قبول هدايا المشركين، ج:1، ص:191، امين كمپنى، دهلی)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

"انا لانستعين بمشرك"

''بے شک ہم کسی مشرک سے مدد طلب نہیں کرتے۔''

(سنن ابو داود، كتاب الجهاد) (فتاوی رضويه، ج:16، ص:463)

ایک جگہ فرمایا:

''نامسلم کا عطیہ کہ اس کے اپنے مال سے ہو خصوصاً اپنے اسلامی کام میں نہ لانا چاہیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

" انی نهیت عن زبد المشركين "

''بے شک مجھے مشرکوں کے عطیہ سے منع کر دیا گیا ہے۔''

(فتاوی رضویه، ج ١٦، ص ٤٦٧)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

''اور فرماتے ہیں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم:

" انی لا اقبل هدية مشرك "

''بے شک میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔''

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:467)

مزید فرمایا:

''اور فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

" انا لا نقبل شيئا من المشركين "

''بے شک ہم مشرکوں کی کوئی شے قبول نہیں کرتے۔''

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:467)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" انا لا نستعين بمشرك "

''بے شک ہم مشرکوں سے مدد طلب نہیں کرتے۔''

(جامع الترمذی، ابواب السیر، باب ماجاء فی قبول هدایا المشرکین، المعجم الکبیر، حدیث 138، 139)

(مسند احمد بن حنبل، مروی از حکیم بن حزام) (سنن ابو داود، کتاب الجهاد)

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:467)

کافروں سے تعاون لینے کے حکم کا خلاصہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے اس فتوے سے ظاہر ہے:

''مسجد میں لگانے کو روپیہ اگر اس طور پر دیتا ہے کہ مسجد یا مسلمانوں پر احسان رکھتا ہے یا اس کے سبب مسجد میں اس کی مداخلت رہے گی تو لینا جائز نہیں اور اگر نیاز مندانہ طور پر پیش کرتا ہے تو حرج نہیں جب کہ اس کے عوض کوئی چیز کافر کی طرف سے خرید کر مسجد میں نہ لگائی جائے بلکہ مسلمان بطور خود خریدیں یا راجوں مزدوروں کی اجرت میں دیں اور اس میں بھی اسلم وہی طریقہ ہے کہ کافر مسلمان کو ہبہ کر دے مسلمان اپنی طرف سے لگائے۔''

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:520تا521)

کافر کی زمین پر جبراً مسجد بنانا

◉ سوال: ایک ہندو قوم کی زمین ہے جس میں مسلمان مسجد بنانا چاہتے ہیں اور وہ کسی طریقہ سے زمین دینے پر راضی نہیں۔ اب مسلمانوں نے بزور مسجد تعمیر کر لی تو اس مسجد کا کیا حکم ہے یا مسجد سے متصل ہندو کی زمین تھی مسجد میں شامل کر لی گی تو اس مسجد میں نماز جائز ہو گی یا نہیں؟

۞ جواب: ہندو یا کوئی کافر اگر اپنی خوشی سے زمین مسجد کے لیے دے جب بھی مسجد نہیں ہو سکتی کہ مسجد ہونے کے لیے نیت تقرب ضرور ہے اور کافر اس کا اہل

نہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ ﴾

''مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔''

فتاوی عالمگیری میں ہے:

"لو جعل ذمی داره مسجدا للمسلمين وبناه كما بنى المسلون واذن لهم بالصلاة فيه فصلوا فيه ثم مات يصير ميراثا لورثته وهذا قول الكل كذا في جواهر الاخلاطي "

''ذمی نے اپنے گھر کو مسجد بنایا اور اُسکی شکل وصورت بالکل مسجد سی کردی اور اُس میں نماز پڑھنے کو مسلمانوں کو اجازت بھی دے دی اور مسلمانوں نے اُس میں نماز بھی پڑھی جب بھی مسجد نہیں ہوگی اور اُس (کافر) کے مرنے کے بعد میراث جاری ہوگی۔''

جب کافر کی زمین اس کی رضا سے بھی نہیں ہوسکتی تو جبراً ہو لینے سے کب مسجد ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے:

﴿ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسَاجِدَ اللّٰهِ شَاهِدِيْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ﴾

''مشرکوں اس کے اہل نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں حالانکہ وہ اپنے اوپر کفر کے گواہ ہیں ان کے اعمال برباد ہیں۔''

اسی آیت کے تحت تفسیرات احمدیہ میں ہے:

"فالمقصود ان الله تعالی منع المشرکین عن تعمیر المساجد کونهم علی الشرك"

''آیت سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو حالت شرک میں مسجد کی تعمیر سے منع فرمایا ہے۔''

(تفسیرات احمدیه، ص :298)

اگر کسی نے مسجد کی جگہ اپنے مکان میں شامل کر لی

◉ سوال : زید نے مسلمان ہونے کے باوجود مسجد کے صحن کا حصہ اپنے مکان میں شامل کرلیا۔ لوگوں نے منع کیا لیکن زید پھر بھی باز نہیں آیا۔ ایسی صورت میں زید کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے اور مسلمانوں کو زید سے پوچھ گچھ کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ اور کیا زید سے کچھ رقم لے کر وہ حصہ اسے دیا جا سکتا ہے؟

۞ جواب : ہر مسلمان خصوصا متولیان مسجد (مسجد انتظامیہ) کو اس پر حق مواخذہ حاصل ہے اور فرض ہے کہ اس سے زمین نکال کر مسجد میں شامل کرنے کے لیے ہر جائز چارہ جوئی کریں۔ جو باوصف قدرت اس سے باز رہے گا شریک عذاب ہوگا تا حد قدرت ہرگز حلال نہیں کہ اس سے کچھ روپیہ اس کے عوض لے کر چھوڑ دیں کہ یہ مسجد کا بیچنا ہوگا اور مسجد کی بیع باطل وحرام و ناممکن ہے۔

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:409)

مسلمانوں کو چاہیے کہ زید سے تعلقات توڑ دیں۔

مسجد کی دریاں اور مائیک عید گاہ میں لے جانا

◉ سوال : کیا مسجد کی دریاں اور مائیک وغیرہ عیدگاہ میں لے جاسکتے ہیں، کیا یہ چند گھنٹے کے لئے عاریت ہوگی؟

۞ جواب : یہ فعل ناجائز و گناہ ہے، ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد میں بھی عاریۃ دینا جائز نہیں، نہ کہ عیدگاہ میں۔

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:452)

مسجد کی دو کانوں پر ناجائز قابض لوگوں کو باوجود قدرت نہ روکنا

◉ سوال : ایک مسجد میں بعض لوگ ناجائز طور پر تصرف کرتے ہیں۔ مسجد کی دکانوں پر قابض ہیں اور ان کا کرایہ ادا نہیں کرتے۔ یہی صورت حال دیگر بہت سے امور کے بارے میں ہیں۔ مسجد کے قرب وجوار میں بعض ایسے لوگ رہتے ہیں جو ان چیزوں کو ختم کر سکتے ہیں لیکن وہ توجہ نہیں کرتے۔ شرعی طور پر ان کی کیا ذمہ داری ہے؟

۞ جواب : مسجد اور اس سے متعلقہ دکان و مکان کی حفاظت، ہر مسلمان پر اس کی طاقت کی بقدر فرض ہے۔ اگر مسجد میں ناجائز تصرفات کئے جارہے ہیں تو لوگوں پر فرض ہے کہ ان کو ختم کریں اور جو شخص قدرت کے باوجود مسجد کی حفاظت کے لئے کچھ نہیں کرتا وہ بھی گناہ گار ہے۔ ہر برے کام سے روکنا مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿ كَانُوْا لَايَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ ﴾

''وہ (یہودی) منع نہیں کرتے تھے اس برے کام سے جو ان کی قوم کرتی تھی۔ کیا ہی برا تھا جو یہ کرتے تھے۔''

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

'' من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه و ذلك اضعف الايمان ''

''تم میں جو شخص کسی برائی کو دیکھے اس پر لازم ہے کہ اسے اپنے ہاتھ سے روک دے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اسے اپنی زبان سے منع کر دے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو اس برائی کو دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔''

مزید ایک جگہ ارشاد فرمایا:

'' ان الله لايعذب العامة بعمل الخاصة حتى يروا المنكر بين ظهرانيهم وهم قادرون على ان ينكروه فلا ينكروا فاذا فعلوا ذلك عذب الله العامة والخاصة ''

''بیشک اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے عمل کی وجہ سے عام لوگوں کو عذاب نہیں دیتا ہاں جب برائی عام لوگوں کے درمیان موجود ہو اور وہ اسے ختم کرنے پر قادر ہوں پھر بھی اس سے منع نہ کریں تو پھر اللہ تعالیٰ عام و خاص سب کو عذاب دیتا ہے۔''

مسجد کا چندہ ذاتی کام میں خرچ کرنا

◉ سوال: زید کے پاس مسجد کا چندہ رہتا ہے اور وہ مسجد کا متولی ہے۔ اس نے وہ روپیہ

اپنے ذاتی کاموں میں خرچ کیا اور پھر اپنی رقم مسجد میں لگا دی۔ کیا زید بری الذمہ ہو گیا؟

جواب : بہارِ شریعت میں ہے:

''اگر وقف کا روپیہ اپنے کام میں صرف کر دیا پھر اُتنا ہی اپنے پاس سے وقف میں خرچ کر دیا تو تاوان سے بری ہے، مگر ایسا کرنا جائز نہیں۔''

مسجد کی زمین کو راستے میں شامل کرنا

سوال : ایک زمینِ مسجد کہ اس میں اور مسجد میں راہ وغیرہ کوئی فاصل نہیں، کثرت جماعت کے وقت اس میں نماز بھی ہوتی ہے اور ویسے وضو وغیرہ ضروریات مسجد کے لیے ہے کیا متولی یا دیگر مسلمین کو یہ جائز ہے کہ اسے مسجد سے توڑ کر شارع عام میں شامل کر دیں کچھ لے کر یا کچھ لئے بغیر سڑک بنانے کے لیے دے دیں اور ایسا کرنا حقوق مسجد پر دست درازی کرنا ہو گا یا نہیں؟

جواب : بے شک ایسا کرنا حرام قطعی اور ضرور حقوق مسجد پر تعدی اور وقف مسجد میں ناحق دست اندازی ہے شرع مطہر میں بلا شرط واقف کہ اسی وقف کی مصلحت کے لیے ہو وقف کی ہیات بدلنا بھی ناجائز ہے اگرچہ اصل مقصود باقی رہے تو بالکل مقصد وقف باطل کر کے ایک دوسرے کام کے لیے دینا کیونکر حلال ہو سکتا ہے۔

(فتاوی رضویه، ج:12، ص:350تا:351)

مسجد کی دیوار پر اپنے گھر یا دوکان کے شہتیر رکھنا

سوال : کیا مسجد کے پڑوسی اپنی چھت کے شہتیر وغیرہ مسجد کی دیوار پر رکھ سکتے

ہیں۔ یونہی مسجد کی دیوار سے متصل بعض لوگ چھوٹی چھوٹی دکانیں بنا لیتے ہیں کیا وہ اپنی دکانوں کے لوہے کے پائپ مسجد کی دیوار میں گاڑ سکتے ہیں؟

جواب: مذکورہ تمام افعال ناجائز وحرام ہیں اوران سے بچنالازم ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔فتاوی شامی میں ہے:

"نقل فی البحر قبله ولا یوضع الجذع علی جدار المسجد و ان کان من اوقافه اه قلت وبه علم حکم مایضنعه بعض جیران المسجد من وضع جذوع علی جداره فانه لا یحل ولو دفع الاجرة"

''بحرالرائق میں اس سے پہلے نقل فرمایا ہے کہ مسجد کی دیوار پر کڑی نہ رکھی جائے اگر چہ وہ کڑی خود مسجد ہی کی کسی وقفی مکان کی ہواور یہیں سے معلوم ہوا کہ مسجد کے زیر سایہ رہنے والے والے بعض لوگ جو مسجد کی دیوار پر کڑیاں رکھ لیتے ہیں یہ حرام ہے اگر چہ وہ کرایہ بھی دیں جب بھی اجازت نہیں ہوسکتی۔''

(ردالمحتار، ج:3، ص:371، دار احیاء التراث العربی، بیروت)(فتاوی رضویه، ج:16، ص:335)

مسجد کے خالی حصہ میں مدرسہ امام کا حجرہ بنانا

سوال: ایک پرانی خام مسجد تھی اس کو شہید کر کے اس کے 2/3 حصہ پر پختہ مسجد تعمیر ہوگئی ہے اور 1/3 حصہ خالی پڑا ہے۔کیا اس کو دوسرے کاموں میں لا سکتے ہیں مثلاً اس پر حسب ذیل عمارت بنا سکتے ہیں؟ (1) غسل خانہ (2) امام

کے رہنے کے لئے کمرہ (3) چٹائی و دیگر سامان رکھنے کے لئے کمرہ (4) اور اردو قرآن شریف پڑھانے کے لئے مدرسہ؟

جواب: پہلی مسجد جتنے حصہ پر تھی اس کے کسی جز پر غسل خانہ، حجرہ اور مدرسہ وغیرہ بنانا جائز نہیں ہاں جو حصہ خالی پڑا ہے اگر وہ پہلے مسجد نہ تھا بلکہ فنائے مسجد تھا تو اب اس حصہ پر حجرہ اور مدرسہ وغیرہ بنا سکتے ہیں۔

(فتاوٰی فیض الرسول، ج:2، ص:371)

سڑک کی توسیع کیلئے مسجد کی جگہ لینا

سوال: بعض جگہوں پر حکومت سڑک وغیرہ تعمیر کرنے لئے جو جگہ طے کرتی ہے اس میں مسجد بھی آرہی ہوتی ہے۔ ایسی جگہ حکومت کی طرف سے یہ آفر ہوتی ہے کہ وہاں کے لوگ مسجد کی جگہ حکومت کو دیدیں تا کہ وہ سڑک وغیرہ میں شامل کرلیں اور اس کی جگہ حکومت دوسری جگہ مسجد کے لئے زمین اور پیسے دیدے گی۔ کیا اس طرح تبادلہ کرنا اور سڑک کی توسیع کے لئے مسجد یا اس کے کسی حصے کو ختم کر کے سڑک میں شامل کر دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد یا اس کے کسی حصے کو ختم کر کے سڑک یا کسی بھی دوسری چیز میں شامل کر دینا حرام درحرام ہے۔ حکومت مسجد کے بدلے دوسری جگہ سونے کی مسجد بھی بنا کر دے تو اس کے لئے حلال نہیں اور مسلمانوں کے لئے اس جگہ کا دینا جائز نہیں۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اجمل سنبھلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''مسجد کے کسی حصہ کا توسیع سڑک کے لئے منہدم ہونا بلا شبہ تخریب مسجد ہے۔اور تخریب مسجد کی ممانعت خود وحی جلی قرآن کریم میں ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَاط اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَا اِلَّا خَائِفِيْنَ ط لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ○ ﴾

''اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نام خدا لئے جانے سے اور ان کی تخریب میں کوشش کرے۔ان کو نہیں پہونچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں رسوائی اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔''

(سورہ بقرہ، ع:14،پ:1)

تفسیر احمدی میں اس آیت کریمہ تحت فرماتے ہیں:

" المقصود من ذكر الآية انها تدل على ان هدم المساجد وتخريبها ممنوع "

''مقصود اس آیت کے ذکر کا یہ ہے کہ آیت نے اس بات پر دلالت کی کہ مسجدوں کا گرانا اور ان کی تخریب کرنا ممنوع ہے۔''

(تفسیرات احمدیہ، ج:1، ص:3، برقی پریس، دھلی)

اس آیت اور اس کی تفسیر سے ثابت ہو گیا کہ مسجد کا انہدام وتخریب ممنوع وناجائز

ہے۔اور مسجد کا انہدام وتخریب کرنے والا ظالم اور خدا سے نہ ڈرنے والا شخص ہے اور وہ دنیا میں رسوائی کی سزا اور آخرت میں عذاب عظیم کا مستحق ہے۔ پھر مسجد کا انہدام وتخریب بھی کس حقیر وادنی چیز کے لئے ؟ عام راستہ اور سڑک کے لئے ، جس کو ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے علامت قیامت قرار دیکر اس کی برائی و مذمت ۔ اور قباحت وممانعت کی طرف تنبیہ کی چنانچہ وحی خفی یعنی حدیث نبوی شریف میں وارد ہے جس کو طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"من اقتراب الساعة ان تتخذ المساجد طرقا"

"علامات قرب قیامت سے یہ ہے کہ مسجدوں کو راستے اور سڑک بنایا جائے گا۔"

(جامع صغیر، ج:2، ص:138)

دیکھو مسجد کو راستہ اور سڑک بنانے کی مذمت وممانعت خود شارع علیہ الصلوۃ والسلام کی حدیث سے بھی ثابت ہوگئی۔ تو جب قرآن وحدیث جیسے اصول سے مسجد کو راستہ اور سڑک بنانے کی ممانعت ثابت ہوگئی تو اب کسی فقہ کی کتاب پیش کرنے کی حاجت باقی نہیں رہی مگر چونکہ سوال میں مسجد کے دروازہ اور ملحقہ دوکانوں کا ذکر ہے تو (یاد رہے کہ) شرعاوعرفا دروازہ وملحقہ دوکانات احاطہ مسجد سے علیحدہ نہیں بلکہ یہ دونوں اتصال مسجد کی بنا پر شرعا فناء مسجد میں داخل ہیں۔ چنانچہ قاضی خاں وفتاویٰ عالمگیری میں ہے:

" یصح الاقتداء لمن قام علی الدکاکین اللتی تکون علی باب المسجد لا نہا من فناء المسجد متصلة بالمسجد کذافی قاضی خان "

''اقتداء اس شخص کی بھی صحیح ہے جو ان دوکانوں پر کھڑا ہو جو دروازہ مسجد پر ہیں کیونکہ وہ دکانیں مسجد سے متصل ہونے کی بنا پر فناء مسجد میں ہیں۔''

(عالمگیری، ج:1، ص:57)

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ اتصال مسجد کی بنا پر مسجد کا دروازہ، اس کی ملحقہ دکانات فنائے مسجد قرار پائیں اور یہ طے شدہ قول ہے کہ مسجد کے لئے جو حکم ہے وہی حکم فنائے مسجد کا ہے۔ چنانچہ اسی فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

" فناء المسجد له حکم المسجد"

(عالمگیری، ج:1، ص:57)

تو جب مسجد کو راستہ وسڑک بنانا ممنوع و ناجائز ہے تو اب فنائے مسجد یعنی دروازہ مسجد اور اس کی ملحقہ دوکانات کا بھی راستہ اور سڑک بنانا ممنوع و ناجائز ثابت ہوا۔ لہٰذا کسی متولی یا اہل محلّہ کو یہ حق حاصل نہیں کہ مسجد کے صحن یا دروازہ یا ملحقہ دوکانات کو راستہ اور سڑک بنانے کے لئے دیں۔ اور اس کے بدلے میں کسی دوسری زمین کو لیں۔

اسی فتاوی عالمگیری میں ہے:

" ان ارادوا انّ یجعلوا شیئا من المسجد طریقا للمسلمین فقد قیل لیس لهم ذلك و انه صحیح کذا فی المحیط "

"اگر قوم یہ ارادہ کرے کہ مسجد کے کسی حصہ کو مسلمانوں کے لئے راستہ بنادیں تو حکم دیا گیا کہ انہیں اس بات کا حق حاصل نہیں ہے۔ یہی قول صحیح ہے اسی طرح محیط میں ہے۔"

(عالمگیری، ج:2، ص:347، قیومی کانپور)

حاصل جواب یہ ہے کہ متولی یا اہل محلّہ دروازۂ مسجد یا اس کی ملحقہ دوکانات کو یا مسجد یا فنائے مسجد کے کسی حصہ کو ہرگز ہرگز راستہ اور سڑک کی توسیع کے لئے نہ دیں۔ نہ مسجد کی اس موقوفہ زمین سے کسی دوسری زمین کا تبادلہ کرسکیں۔"

(فتاویٰ اجملیہ، ج:2، ص413تا414)

مسجد کی جگہ تنگ پڑنے کی وجہ کسی جگہ سے تبادلہ کرنا

◉ سوال: ایک جگہ مسجد کی جگہ تنگ ہوگئی۔ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ مسجد مجھے دیدو۔ میں اسے اپنے استعمال میں لاؤں گا اور اس کے بدلے اس سے زیادہ اور بہتر زمین مسجد کے لئے تمہیں دیدیتا ہوں۔ کیا اس شخص کی پیشکش کو قبول کیا جاسکتا ہے؟

۞ جواب: مذکورہ پیشکش قبول کرنا حرام وناجائز ہے۔ مسجد کا حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد بنائے اور شرط کردے کہ مجھے اختیار ہے کہ اسے مسجد رکھوں یا نہ رکھوں تو بھی اس کی شرط باطل ہوگئی اور وہ جگہ مسجد ہوجائے گئی یعنی مسجدیت کے ختم کرنے کا اُسے حق نہیں۔

واقف کی اولاد کا وقف سے انکار کرنا

◉ سوال : ایک علاقے میں ایک مسجد عرصہ دراز سے چلتی آرہی ہے۔ اذان، نماز، جمعہ، عید، تراویح سب کچھ وہاں ہوتا ہے۔ اب وقف کرنے والے کی اولاد میں سے بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ یہ جگہ مسجد نہیں ہے نہ ہمارے بڑوں نے اس کو مسجد کیا نہ وقف کیا۔ اب وہ وہ مسجد میں مالکانہ تصرفات پر اترے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں کے مذکورہ دعووں کا شرعاً کیا حکم ہے؟

✪ جواب : اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''تمام کتابوں میں تصریح ہے کہ عام وقفوں کے ثبوت کو صرف شہرت کافی ہے پھر اس سے زیادہ اور شہرت کیا ہوگی کہ تمام مسلمان اسے مسجد جانتے ہیں، مسجد کہتے ہیں ،اذانیں ہوتی ،پنج گانہ جماعتیں ہوتی ہیں ۔جمعہ، عیدین، تراویح، ختم کی امامتیں ہوتی ہیں۔ مسلمان اپنے مصارف سے اس کی مرمت، اس میں اضافہ، اس کی عمارت کرتے ہیں ۔ایسی حالت میں اس کے مسجد ہونے میں وہی شبہ کرسکتا ہے جو نرا مجنون ہو یا بن (جنگل) کا تازہ پکڑا ہوا جس نے کبھی مسجد کا نام نہ سنا یا پکا بے دین بے حیا جو ساری دنیا کی آنکھوں پر اندھیری ڈال کر خدا کا مال غصب کرنا چاہے۔''

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:320)

مزید فرمایا:

''فتاوی عالمگیری جلد سوم ص 137 میں ہے:

" وتقبل الشهادة فی الوقف بالتسامع وان صرحابه لان الشاهد ربمايكون سكنه عشرين سنة وتاريخ الوقف مائة سنه فيتيقين

القاضی ان الشاهد یشهد بالتسامع لا بالعیان فاذن لافرق بین السکوت والافصاح "

''وقف میں شہادت کے طور پر سماعت کی گواہی مقبول ہے اگرچہ گواہ سماعت کی تصریح کر دیں کیونکہ بسااوقات گواہ کی عمر بیس سال ہوتی ہے اور وقف سو سال سے ہوتا ہے، چنانچہ قاضی کو یقین سے علم ہوتا ہے کہ گواہ سنی ہوئی گواہی دے دے رہا ہے نہ کہ دیکھی ہوئی لہذا اس صورت میں سماع سے خاموشی اور سماع کی تصریح کرنے میں کوئی فرق نہ ہوگا۔''

(فتاوی هندية، کتاب الوقف) (فتاوی رضویه، ج:16، ص:321)

مسجد کے صحن سے سیڑھی چڑھانا

◉ سوال: ایک مسجد کی چھت پر جانے کے لئے سیڑھی باہر سے نکالی گئی تھی۔اب اندر سے سیڑھی بنائی گئی ہے جس کی وجہ سے مسجد کی آدھی صف اس کی لپیٹ میں آگئی ہے۔کیا یہ شرعا جائز ہے؟

✿ جواب: ناجائز ہے۔فتاوی رضویہ میں ہے:

''خود بانی نے کہ جامع مسجد بنا کر اس مسجد کے ایک حصہ زمین میں اس کا زینہ بنایا یہ بھی ناجائز ہے کہ مسجد بعد تمامی مسجدیت کسی تبدیل کی متحمل نہیں۔واجب ہے کہ اسے بھی زائل کر کے اسے خاص مسجد ہی رکھیں۔''

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:492)

مسجد کے صحن میں باغیچہ بنانا

◉ سوال : جامع مسجد بمبئی کے گیارہ مشاورین میں سے اکثرین نے یہ قرارداد منظور کی کہ مسجد کے اوقاف کی آمد سے مسجد کے احاطہ میں جو کھلی جگہ ہے وہاں باغیچہ قائم کیا جائے اور درخت اور کنڈیاں نصب کئے جائیں اور اس کے انتظام کے لیے ایک باغبان مشاہرہ سے رکھا جائے، اطلاعا گزارش ہے کہ جس زمین پر باغیچہ تیار کرنا منظور ہے وہ جگہ پیش تر سے نماز پڑھنے کے لیے عیدین اور یوم الجمعہ میں استعمال کی جاتی ہے پس اس حالت میں مشاورین مسجد کو اوقاف مسجد سے ایسا خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جس زمین پر زمانہ قدیم سے نمازیں ہوتی تھیں اس پر باغیچہ بنا کر لوگوں کو ادائے نماز سے روکنا مشاورین مسجد کے لیے شرعا جائز ہے یا نہیں ؟ اگر وہ لوگ یہ کام کریں تو انہیں ان کے عہدوں سے معزول کیا جائے یا نہیں؟

✿ جواب : وقف کو اس کی ہیئت سے بدلنا جائز نہیں اگر چہ مقصود واحد ہو، مثلا کسی مسجد پر دکانیں وقف ہیں کہ ان کا کرایہ مسجد میں صرف ہوتا ہے انہیں حمام کر دیا جائے اور اس کا کرایہ مسجد کو دیا جائے یا حمام کا کرایہ مسجد پر وقف تھا اسے دکانیں کر دیا جائے یہ ناجائز ہے حالانکہ مقصود یعنی کرایہ واحد ہے۔ عالمگیریہ میں ہے:

" لایجوز تغییر الوقف عن هیئته فلایجعل الد کان خانا "

''وقف کی ہیئت میں تبدیلی کرنا جائز نہیں لہذا دکان کو سرائے بنا دینا جائز نہیں۔''

نہ کہ خلاف مقصود اور وہ بھی محض بے سود مردود، باغیچہ امراء کے مکانوں کی زینت ہوتا ہے، بیت اللہ کی زینت ذکر اللہ ہے، ولہذا علماء نے مساجد میں پیڑ لگانا منع

فرمایا اور فرمایا کہ مساجد کو یہود و نصاری کے کنیسوں گرجوں سے مشابہ نہ کرو۔ پھر اس میں نمازیوں پر جمعہ وعیدین میں تنگی ہے اور جو مسلمانوں پر تنگی کرے اللہ اس پر تنگی کرے گا من ضیق ضیق اللہ علیہ (جس نے تنگی کی اللہ تعالی اس پر تنگی فرمائے گا۔) اس میں منع خیر (نیکی سے روکنا) ہے اور مناع للخیر (نیکی سے روکنے والے) کی مذمت کلام اللہ میں ہے، اس میں زمین متعلق مسجد کو نماز سے روکنا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ط اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَا اِلَّا خَائِفِيْنَ ط لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ ﴾

''اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نام خدا لئے جانے سے اور ان کی تخریب میں کوشش کرے۔ ان کو نہیں پہونچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں رسوائی اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔''

(سورہ بقرہ، ع14، پ1) (فتاوی ھندیه، کتاب الوقف) (فتاوی رضویه، ج:16، ص544تا545)

مسجد کی دریاں لاؤڈ سپیکر کرایے پر دینا

◉ سوال: مسجد کی دریاں اور لاؤڈ اسپیکر وغیرہ کرایے پر دے سکتے ہیں؟

۞جواب : (اگر مسجد کی دریاں اور لاؤڈ اسپیکر) کرایہ پر دینے کے لیے وقف ہوں تو متولی دے سکتا ہے مگر وہ جو مسجد پر اس کے استعمال میں آنے کے لیے وقف ہیں انہیں کرایہ پر دینا لینا حرام کہ جو چیز جس غرض کے لیے وقف کی گئی دوسری غرض کی طرف اسے پھیرنا ناجائز ہے اگر چہ وہ غرض بھی وقف ہی کے فائدہ کی ہو۔

(فتاوی رضویه، ج:16،ص:452)

ضرورتاً مسجد کا ساؤنڈ سسٹم کرایہ پر دینا

◉ سوال : اگر مسجد کو رقم کی شدید ضرورت ہو اور چندے کے ذریعے اس ضرورت کو پورا کرنا ممکن نہ ہو تو مسجد کا ساؤنڈ سسٹم کرایے پر دے کر اس ضرورت کو پورا کیا جاسکتا ہے؟

۞جواب : ہاں اگر مسجد کو حاجت ہو مثلاً مرمت کی ضرورت ہے اور روپیہ نہیں تو بمجبوری اس کا مال اسباب اتنے دنوں کرایہ پر دے سکتے ہیں جس میں وہ ضرورت دفع ہو جائے ، جب ضرورت نہ رہے پھرنا جائز ہو جائے گا۔

" ولا يواجر فرس السبيل الا اذا احتيج الى النفقة فيواجر بقدر ما ينفق وهذه المسئلة دليل على ان المسجد اذا احتاج الى النفقة تواجر قطعة منه بقدر ماينفق عليه في سبيل الله "

''وقف شدہ گھوڑا کرایہ پر نہیں دیا جاسکتا ہاں اگر اس کے اخراجات کے لیے مجبوری ہو تو اتنے وقت کے لیے دیا جاسکتا ہے جس سے اخراجات پورے ہوسکیں اور یہ مسئلہ دلیل ہے اس پر کہ اگر اخراجات مسجد کے سلسلہ

میں حاجت ہوتو ان اخراجات ضروریہ کی فراہمی کے لیے وقف کا کوئی حصہ
کچھ وقت کے لیے کرایہ پر دیا جاسکتا ہے۔"

(خلاصہ، ج:2، ص:570)

مسجد کے خراب فرش اور لکڑیوں کو علاوہ مسجد استعمال کرنا

◉ سوال : مسجد کا فرش اور لکڑیاں جو خراب ہو جاتی ہیں علاوہ مسجد کے اور کسی کام میں انہیں استعمال کرنا شرعا جائز ہے یا نہیں؟ کیا کرنا چاہیے؟

✿ جواب : فرش جو خراب ہو جائے کہ مسجد کے کام کا نہ رہے جس نے وہ فرش مسجد کو دیا تھا وہ اس کا مالک ہو جائے گا جو چاہے کرے اور اگر مسجد ہی کے مال سے تھا تو متولی بیچ کر مسجد کے جس کام میں چاہے لگا دے اور مسجد کی لکڑیاں یعنی چوکھٹ ،کواڑ، کڑی ،تختہ ،یہ بیچ کر خاص عمارت مسجد کے کام میں صرف ہو لوٹے ،رسی ، چراغ ،بتی ،فرش چٹائی کے کام میں نہیں لگا سکتے ، پھر ان کی چیزوں کی بیع کافر کے ہاتھ نہ ہو بلکہ مسلمان کے ہاتھ ۔اور مسلمان ان کو بے ادبی کی جگہ استعمال نہ کرے۔

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص406تا407)

مسجد کی لائٹ استعمال کرنے کا وقت

◉ سوال : مسجد کی لائٹ کب تک استعمال کر سکتے ہیں؟

✿ جواب : تہائی رات تک لائٹ جلا سکتے ہیں اگر چہ جماعت ہو چکی ہو اس سے

زیادہ کی اجازت نہیں ہاں اگر واقف نے شرط کر دی ہو یا وہاں تہائی رات سے زیادہ جلانے کی عادت ہو تو جلا سکتے ہیں اگر چہ شب بھر کی ہو۔ مسجد کے چراغ سے کتب بینی (مطالعہ) اور درس وتدریس تہائی رات تک تو مطلقاً کر سکتا ہے اگر چہ جماعت ہو چکی ہو اور اس کے بعد اجازت نہیں مگر جہاں اس کے بعد تک جلنے کی عادت ہو۔ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''عالمگیریہ میں ہے:

"لو وقف على دهن السراج للمسجد لا يجوز وضعه جميع الليل بل بقدر حاجة المصلين ويجوز الى ثلث الليل ونصفه اذا احتيج اليه للصلوة فيه كذا فى السراج الوهاج ولا يجوز ان يترك فيه كل الليل الا فى موضع جرت العادة فيه بذلك كمسجد بيت المقدس ومسجد النبى ﷺ ومسجد الحرام او شرط الواقف تركه فيه كل الليل كما جرت به العادة فى زماننا كذا فى البحر الرائق"

''اگر مسجد کے چراغ کے تیل کے لیے کوئی وقف کیا تو تمام رات چراغ روشن رکھنا جائز نہ ہوگا بلکہ صرف نمازیوں کی ضرورت کے مطابق اور تہائی رات تک، اگر ضرورت ہو تو نصف رات تک روشن رکھا جائے تا کہ نمازی عبادت کر سکیں۔ یونہی السراج الوہاج میں ہے اور تمام رات چراغ روشن رکھنا جائز نہیں، ہاں ایسے مقامات جہاں ایسی عادت جاری چلی آرہی ہے، جیسا کہ مسجد بیت المقدس اور مسجد نبوی اور مسجد حرام میں ہے، یا واقف نے

تمام رات روشن رکھنے کی شرط لگا رکھی ہو جیسا کہ ہمارے زمانہ میں یہ عادت بن چکی ہے،، بحرالرائق میں یونہی ہے۔''

(فتاوی ھندیه، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، نورانی کتب خانه، پشاور)

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:235تا:236)

شادی کی محفل کے لئے مسجد کے مائیک اور دریوں کا استعمال

◉ سوال : شادی بیاہ کے موقع پر نعت خوانی کے لئے مسجد کے مائیک اور اسپیکر کو یا مسجد کی دریوں کو استعمال کرنا جائز ہے؟

۞ جواب: مسجد کی کسی بھی چیز کو اس کے موقع محل سے ہٹا کر استعمال نہیں کر سکتے۔ بہار شریعت میں ہے:

''مسجد کی اشیاء مثلاً لوٹا چٹائی وغیرہ کو کسی دوسری غرض میں استعمال نہیں کر سکتے مثلاً لوٹے میں پانی بھر کر اپنے گھر نہیں لیجا سکتے اگر چہ یہ ارادہ ہو کہ پھر واپس کر جاؤں گا اُسکی چٹائی اپنے گھر یا کسی دوسری جگہ بچھانا ناجائز ہے۔ یونہی مسجد کے ڈول رسی سے اپنے گھر کے لئے پانی بھرنا یا کسی چھوٹی سے چھوٹی چیز کو بے موقع اور بے محل استعمال کرنا ناجائز ہے۔''

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''ہرگز جائز نہیں یہاں تک کہ اگر ایک مسجد میں لوٹے حاجت سے زائد ہوں اور دوسری میں نہیں تو اس کے لوٹے اس میں بھیجنے کی اجازت نہیں۔''

مسجد کی صفوں اور دیگر سامان کو بیچنا

◉ سوال : مسجدوں کی صفوں اور اس طرح کے دیگر سامان کو بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

۞ جواب : جب تک ایسی چیزیں قابل استعمال ہیں تب تک بیچنا ناجائز ہے اور قابل استعمال نہ رہیں تو دو صورتیں ہیں۔ اگر کسی نے اپنے ذاتی مال سے یہ چیزیں دیں تھی اور وہ آدمی معلوم ہے تو اسے واپس کر دیں اور معلوم نہیں تو کسی فقیر کو دیدیں یا قاضی کی اجازت سے کسی مسجد میں لگا دیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ صفیں وغیرہ مسجد کے مال سے خریدی گئیں ایسی صورت میں اسے بیچ کر اس کی رقم مسجد میں خرچ کریں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"آلات یعنی مسجد کا اسباب جیسے بوریا، مصلی، فرش، قندیل، وہ گھاس کہ گرمی کے لئے جاڑوں میں بچھائی جاتی ہے وغیر ذلک، اگر سالم و قابل انتفاع ہیں اور مسجد کو اُن کی طرف حاجت ہے تو اُن کو بیچنے کی اجازت نہیں، اور اگر خراب و بیکار ہو گئی یا معاذ اللہ بوجہ ویرانی مسجد اُن کی حاجت نہ رہی تو اگر مال مسجد سے ہیں تو متولی، اور متولی نہ ہو تو اہل محلہ متدین امین باذن قاضی بیچ سکتے ہیں، اور اگر کسی شخص نے اپنے مال سے مسجد کو دئے تھے تو مذہب مفتٰی بہ پر اس کی ملک کی طرف عود کرے گی جو چاہے کرے، وہ نہ رہا ہو اور اُس کے وارث وہ بھی نہ رہے ہوں یا پتا نہ ہو تو اُن کا حکم مثل لقطہ ہے کسی فقیر کو دے دیں، خواہ باذن قاضی کسی مسجد میں صرف کر دیں۔"

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:265)

مسجد میں خرید وفروخت کرنا

◉ سوال: مسجد میں خرید وفروخت کرنا یا اجرت پر کام کرنا کیسا ہے؟

✪ جواب: ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب کسی کو مسجد میں خرید یا فروخت کرتے دیکھو تو کہو خدا تیری تجارت میں نفع نہ دے۔"

(ترمذی شریف)

بہار شریعت میں ہے:

"بیع وشرا وغیرہ ہر عقد مبادلہ مسجد میں منع ہے صرف معتکف کو اجازت ہے جب کہ تجارت کے لئے خرید نا بیچنا نہ ہو بلکہ اپنی اور بال بچوں کی ضرورت سے ہو اور وہ شے مسجد میں نہ لائی گئی ہو۔۔۔ درزی کو اجازت نہیں کہ مسجد میں بیٹھ کر کپڑے سیے ہاں اگر بچوں کو روکنے اور مسجد کی حفاظت کے لئے بیٹھا تو حرج نہیں یوہیں کاتب کو مسجد میں بیٹھ کر لکھنے کی اجازت نہیں جب کہ اُجرت پر لکھتا ہو اور بغیر اُجرت کے لکھتا ہو تو اجازت ہے جب کہ کتاب کوئی بُری نہ ہو یوہیں معلّم اجیر کو مسجد میں بیٹھ کر تعلیم کی اجازت نہیں اور اجیر نہ ہو تو اجازت ہے۔"

(عالمگیری، ج:1، ص:110)

ہاں بہت زیادہ مجبوری ہے جیسے دوسری جگہ نہیں یا دوسری جگہ تو ہے مگر بہت مہنگی ہے اور خریدنے کی استطاعت نہیں اور تعلیم کی ضرورت ہے تو مسجد میں پڑھا سکتے ہیں۔"

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''مسجد میں کسی چیز کا مول لینا بیچنا خرید وفروخت کی گفتگو کرنا ناجائز ہے مگر معتکف کو اپنی ضرورت کی چیز مول لینی وہ بھی جب کہ مبیع مسجد سے باہر ہی رہے مگر ایسی خفیف ونظیف وقلیل شے جس کے سبب نہ مسجد میں جگہ رکے نہ اس کے ادب کے خلاف ہو اور اسی وقت اسے اپنے افطار یا سحری کے لیے درکار ہو۔''

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:313)

مزید فرمایا:

''تجارت کے لیے بیع وشرا کی معتکف کو بھی اجازت نہیں۔ اشباہ میں ہے:

"یمنع من البیع و الشراء لغیر معتکف و یجوزله بقدر حاجته ان لم یحضر السلعة"

''مسجد میں بیع وشرء غیر معتکف کے لیے ممنوع ہے اور معتکف کو بقدر حاجت جائز ہے جب کہ سامان مبیع مسجد میں نہ لایا جائے۔''

ردالمحتار میں ہے:

" بشرط ان یکون للتجارة بل یحتا جه لنفسه او عیاله بدون احضار السلعة"

''بشرطیکہ وہ تجارت کے لیے نہ ہو بلکہ معتکف کو اپنی ذات یا اہل وعیال کے لیے اس کی ضرورت ہو اور وہ سامان بھی مسجد میں حاضر نہ کیا گیا ہو۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرماتے ہیں:

" جنبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم وشراء كم وبيعكم وخصو ماتكم ورفع اصواتكم "

''اپنی مسجدوں کو بچاؤ اپنے ناسمجھ بچوں اور مجنونوں کے جانے اور خرید و فروخت اور جھگڑوں اور آواز بلند کرنے سے۔''

(الاشباه والنظائر، الفن الثالث، القول فی احکام المسجد)

(ردالمحتار، کتاب الصلوة، باب مایفسد الصلوة)

(سنن ابن ماجه، ابواب المساجد)(فتاوی رضویه، ج16، صفحه:313)

ایک اور جگہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اذا رايتم من يبيع او يبتاع فى المسجد فقولوا لااربح الله تجارتك واذا رايتم من ينشد ضالة فى المسجد فقولوا لا رد الله عليك "

''جب تم کسی کو مسجد میں کچھ بیچتے یا مول لیتے دیکھو تو اس سے کہو اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے، اور جب کسی کو دیکھو کہ اپنی کوئی گم شدہ چیز مسجد میں لوگوں سے پوچھتا ہے تو اس سے کہو اللہ تجھے تیری چیز نہ ملائے۔''

(جامع الترمذی، کتاب البیوع، باب النھی عن البیع فی المسجد) (فتاوی رضویه، ج:16، ص:314)

مسجد کی بہتری کیلئے وقف مال کا استعمال

◉ سوال : اگر کوئی شخص اپنی زمین یا مکان یا دکان کی آمدنی مسجد کی بہتری کے کاموں کے لئے وقف کر دے تو اس رقم کو کس کام میں خرچ کیا جائے گا؟

۞ جواب : مسجد کی بہتری کے ہر کام میں اس رقم کو خرچ کیا جا سکتا ہے اور اس ضمن میں سینکڑوں کام داخل ہو جائیں گے۔ چند کام بہار شریعت میں مذکور ہیں:

''کسی نے اپنی جائداد مصالح مسجد کے لئے وقف کی ہے تو امام، مؤذن، جاروب کش، فراش، دربان، چٹائی، جانماز، قندیل، تیل، روشنی کرنیوالا، وضو کا پانی، لوٹے، رسی، ڈول، پانی بھرنے والے کی اُجرت اس قسم کے مصارف مصالح میں شمار ہوں گے۔ مسجد چھوٹی بڑی ہونے سے ضروریات و مصالح کا اختلاف ہوگا۔''

مسجد پر وقف متصل مکان کو مسجد میں شامل کرنا

◉ سوال : مسجد کے متصل ایک مکان مسجد پر وقف ہے۔ اب مسجد میں جگہ تنگ ہونے کی وجہ سے اس مکان کو مسجد میں شامل کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

۞ جواب : اگر واقعی جماعت میں تنگی ہوتی ہے تو اس جگہ کو مسجد میں شامل کر لینا جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''اگر مسجد تنگ ہو جماعت کی دقت ہوتی ہے جگہ کی حاجت ہے تو یہ زمین مسجد میں شامل کر دی جائے ورنہ نہیں کہ وہ مسجد کے لیے وقف ہے نہ کہ مسجد کر لینے کے لیے۔ عالمگیری میں ہے:

" لایجوز تغییر الوقف عن ھیئتہ "

''وقف کی ہیئت کو بدلنا جائز نہیں۔''

ردالمحتار میں ہے:

" فی الفتح ضاق المسجد وبجنبہ ارض وقف علیہ او حانوت

جاز ان یوخذ ویدخل فیہ"

"فتح میں ہے کہ مسجد تنگ ہو جائے حالانکہ اس کے پہلو میں وقف شدہ زمین یا دکان ہے جو اسی مسجد کے نام وقف ہے تو اس کو مسجد میں شامل کرنا جائز ہے۔"

(فتاوی ہندیہ، کتاب الوقف)(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:159)

تعمیرِ نو کے بعد مسجد کے پرانے ملبے کا استعمال

◉ سوال: مسجد کی نئی تعمیر کی وجہ سے پچھلی تعمیر کا ملبہ بچ گیا اس ملبے کا کیا کیا جائے؟

◉ جواب: متولی اور اہل محلّہ اس ملبے کو بیچ دیں اور ملبہ خریدنے والا اسے باتھ روم وغیرہ بے ادبی کی جگہ استعمال نہ کرے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"حاکم اسلام اور جہاں وہ نہ ہو تو متولی مسجد و اہل محلّہ کو جائز ہے کہ وہ چھپر کہ اب حاجت مسجد سے فارغ ہے کسی مسلمان کے ہاتھ مناسب داموں کو بیچ ڈالیں اور خریدنے والا مسلمان اُسے اپنے مکان نشست یا باورچی خانے یا ایسے ہی کسی مکان پر جہاں بے تعظیمی نہ ہو ڈال سکتا ہے، پاخانہ وغیرہ مواضع بے حرمتی پر نہ ڈالنا چاہے کہ علماء نے اُس کوڑے کی بھی تعظیم کا حکم دیا ہے جو مسجد سے جھاڑ کر پھینکا جاتا ہے۔"

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:257)

مسجد کی تعمیر سے بچا ہوا سامان

◉ سوال: اگر مسجد کی جدید تعمیر ہو اور اس کا تعمیری سامان بچ جائے تو ان کو مسجد

(بمعنی موضع صلوٰۃ) کے علاوہ مسجد ہی کے مصالح کی دیگر جگہوں میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ مثلاً کرایہ کی دوکان یا مکان یا وضوخانہ وغیرہ کی تعمیر میں۔

۞ جواب: تعمیری سامان یا اس کے لئے روپیہ اگر کسی نے صرف تعمیر مسجد کے لئے دیا ہے تو وہ سامان کسی بھی طرح تعمیر مسجد ہی میں صرف کیا جائے گا۔ مسجد کے مصالح میں اسے صرف نہیں کر سکتے۔ اور اگر مسجد کے عام مصالح کے لئے دیا ہے تو اس سے مکان دوکان یا وضوخانہ وغیرہ جو چاہیں تعمیر کر سکتے ہیں۔ فتاویٰ قاضی خاں جلد سوم مع ہندیہ صفحہ 230 میں ہے:

"قوم بنوا مسجداً وفضل من خشبهم شيء قالوا يصرف الفاضل الىٰ بنائه ولا يصرف الى الدهن والحصير وهذا اذاسلم اصحاب الخشب الخشب الى المتولى ليبنى به المسجد"

(فتاوی فیض الرسول، ج:2، ص 382تا383)

تعمیرِ نو

◉ سوال: ایک مسجد تعمیر شدہ ہے اور کسی اعتبار سے کوئی پریشانی نہیں۔ لیکن اہل محلّہ اسے توڑ کر نئے سرے سے خوبصورت اور مضبوط کر کے بنانا چاہتے ہیں کیا شرعاً اس کی اجازت ہے؟

۞ جواب: اگر اہل محلّہ یہ چاہتے ہیں کہ مسجد کو توڑ کر پہلے سے عمدہ و مستحکم بنائیں تو بنا سکتے ہیں بشرطیکہ اپنے مال سے بنائیں مسجد کے روپے سے تعمیر نہ کریں اور دوسرے لوگ ایسا کرنا چاہتے ہوں تو نہیں کر سکتے اور اہل محلّہ کو یہ بھی اختیار ہے کہ

مسجد کو وسیع کریں اُس میں حوض اور کنواں اور ضرورت کی چیزیں بنائیں۔ وضو اور پینے کیلئے مٹکوں میں پانی رکھوائیں جھاڑ ہانڈی فانوس وغیرہ لگائیں۔ بانی مسجد کے ورثہ کو منع کرنے کا حق نہیں جب کہ وہ اپنے مال سے ایسا کرنا چاہتے ہوں۔ اور اگر بانی مسجد اپنے پاس سے کرنا چاہتا ہے اور اہل محلّہ اپنی طرف سے تو بانی مسجد بہ نسبت اہل محلّہ کے زیادہ حقدار ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''ہندیہ پھر طحطاوی پھر شامی میں ہے:

"مسجد مبنی اراد رجل ان ینقضه و یبنیه ثانیا احکم من البناء الاول لیس له ذلك لانه لا ولایة له، مضمرات، الا ان یخاف ان ینهدم، تاتارخانیه، وتاویله ان لم یکن البانی من اهل تلك المحلة اما اهلها فلهم ان یهدموا و یجددوا ابناءه لکن من مالهم لا من مال المسجد الا بامر القاضی"

''تعمیر شدہ مسجد کو اگر کوئی شخص نئی مضبوط عمارت بنانا چاہے تو اسے یہ اختیار نہیں کیونکہ اس کو یہ ولایت حاصل نہیں ہے، مضمرات۔ مگر اس صورت میں جب عمارت منہدم ہونے کا خطرہ ہو، تاتارخانیہ۔ اس کی تاویل یہ ہے کہ وہ تعمیر کرنے والا محلّہ دار نہ ہو اور اگر وہاں کا محلّہ دار ہو تو محلے والوں کو ختیار ہے گرا کر دوبارہ تعمیر کریں لیکن اپنے مال سے نہ کہ مسجد کے مال سے ہاں اگر قاضی کی اجازت ہو تو مسجد کا مال خرچ کر سکتے ہیں۔''

(فتاوی هندیه، کتاب الوقف) (فتاوی رضویه، ج:16، ص:237)

مسجد کا دروازہ تبدیل کرنا

◉ سوال : ہمارے محلے میں ایک مسجد ہے جسے بناتے ہوئے کوئی خاص منصوبہ بندی نہ کی گئی تھی جس کی وجہ سے اس کا دروازہ اس طرف ہے جس طرف نمازیوں کو آنے میں پریشانی ہوتی ہے۔ کیا انتظامیہ کے لئے جائز ہے کہ وہ اس طرف کا دروازہ بند کر کے دوسری طرف دوروازہ بنادیں؟

۞ جواب : اگر پہلے دروازے کو برقرار رکھتے ہوئے دوسرا دروازہ بنانا ممکن ہے تو یونہی کریں کہ نمازی حضرات عموماً دونوں طرف سے آتے ہیں اور اگر دوسرا دروازہ بنانے کی صورت میں پہلے دروازے کو برقرار رکھنے کا کوئی فائدہ نہ ہو تو اسے بند کر کے دوسری طرف دروازہ بنا سکتے ہیں۔ بہار شریعت میں ہے:

> ''اہل محلّہ کو یہ بھی اختیار ہے کہ مسجد کا دروازہ دوسری جانب منتقل کر دیں اور اگر اس باب میں رائیں مختلف ہوں تو جس طرف کثرت ہو اور اچھے لوگ ہوں اُنکی بات پر عمل کیا جائے۔''

مسجد کی تعمیر سے سریا بچ گیا

◉ سوال : مسجد کی تعمیر میں کچھ سریہ بچ گیا اس کا کیا کیا جائے؟

۞ جواب : اس سریے کو بیچ کر مسجد کی عمارت ہی کے کسی کام میں صرف کیا جائے۔ اس سے مسجد کے پانی، گیس، بجلی کے بلوں کی ادائیگی یا صفیں وغیرہ خریدنے میں خرچ کرنا جائز نہیں۔

تعمیر سے چندہ بچ گیا

◉ سوال: ایک مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ لیا گیا لیکن تعمیر مسجد کے بعد وہ چندہ بچ گیا تو کیا کسی دوسری مسجد کی تعمیر میں اس چندہ کو خرچ کیا جا سکتا ہے؟

۞ جواب: چندہ دینے والے کو اس کا چندہ لوٹا دیا جائے لیکن اگر چندہ دینے والے کا علم نہ ہو تو کسی دوسری مسجد میں خرچ کر دیں۔ اور بالفرض کسی مسجد میں بھی خرچ کرنے کی ضرورت نہیں تو فقراء کو دیدیں۔ یہ حکم ہر چندے کا ہے خواہ وہ محفل میلاد کے لئے کیا گیا ہو یا گیارہویں شریف کے لئے یا کسی بھی دوسرے کام کے لئے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''ایسے چندوں سے جو روپیہ فاضل بچے وہ چندہ دہندگان کا ہے انہیں کی طرف رجوع لازم ہے وہ دیگ وغیرہ جس امر کی اجازت دیں وہی کیا جائے، ان میں جو نہ رہے اس کے عاقل بالغ وارثوں کی طرف رجوع کیا جائے۔''

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:134)

ایک اور جگہ فرمایا:

''درمختار میں ہے:

"ان لم يكن بيت المال معمورا او منتظما فعلى المسلمين تكفينه فان لم يقدروا سألوا الناس له ثوبا فان فضل شئ رد للمتصدق ان علم والا كفن به مثله والا تصدق به مجتبى"

''اگر بیت المال میں مال نہ ہو یا کوئی منتظم نہ ہو تو مسلمان پر لازم ہے کہ اس کو کفن پہنائیں اور اگر کوئی قادر نہ تو لوگوں سے چندہ لیا جائے اور کفن کے چندہ سے کچھ بچ جائے یہ چندہ دینے والا معلوم ہو تو اسے لوٹا دیا جائے ورنہ اس سے ایسے ہی کسی فقیر کو کفن پہنا دیا جائے، یہ بھی نہ ہو سکے تو کسی فقیر کو صدقہ کر دیا جائے۔''

(درمختار، باب صلوۃ الجنازۃ)(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:134)

ایک اور جگہ فرمایا:

''چندہ کا جو روپیہ کام ختم ہو کر بچے لازم ہے کہ چندہ دینے والوں کو حصہ رسد واپس دیا جائے یا وہ جس کام کے لیے اب اجازت دیں اس میں صرف ہو، بے ان کی اجازت کے صرف کرنا حرام ہے، ہاں جب ان کا پتا نہ چل سکے تو اب یہ چاہیے کہ جس طرح کے کام کے لیے چندہ لیا تھا اسی طرح کے دوسرے کام میں اٹھائیں مثلاً تعمیر مسجد کی چندہ تھا مسجد تعمیر ہو چکی تو باقی بھی کسی مسجد کی تعمیر اٹھائیں۔ غیر کام مثلاً تعمیر مدرسہ میں صرف نہ کریں اور اگر اس کا دوسرا کام نہ پائیں تو وہ باقی روپیہ فقیروں کو تقسیم کر دیں۔''

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:206)

ایک مسجد کو چھوڑ کر نئی مسجد بنانا

◉ سوال: مسجد کے ہوتے ہوئے اسے چھوڑ کر دوسری مسجد بنانا کیسا ہے؟

۞ جواب: مسجد بنانا تو بہت بڑا ثواب کا کام ہے لیکن پہلی مسجد کو چھوڑ دینا یعنی وہاں نماز بالکل ترک کر دینا حرام و ناجائز ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے

ہیں:

''مسجد بنانا باعث اجر عظیم ہے۔جس طرح ممکن ہو کوشش کی جائے وہ مسجد بھی آباد رہے اور یہ بھی آباد۔ وہ ثواب لینا چاہتا ہے تو اس کے لیے بھی امام مقرر کرے اگر کسی طرح یہ ممکن ہو بلکہ اگر معلوم ہو کہ اس مسجد کا بننا اسے ویران کردے گا تو ہرگز نہ بنائے کہ مسجد کا ویران کرنا حرام قطعی ہے اور اسے شہید کرنا حرام قطعی ،اور آباد مسجد کی اینٹ وغیرہ دوسری مسجد میں لگا دینا حرام قطعی ۔قال اللہ تعالی:

﴿ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِھَا ﴾

اللہ تعالی نے فرمایا:

''اس سے ظالم تر کون ہوسکتا ہے جو مساجد میں اللہ کے ذکر سے روکے اور ان کی بربادی کی سعی کرے۔''

(القرآن الکریم، پ:2،ص:114)(فتاوی رضویہ، ج:16،ص:300)

ضرورتاً مسجد کو صحن اور صحن کو مسجد بنانا

◉ سوال : ایک مسجد کی جدید تعمیر روشنی وغیرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اس طرح ہورہی ہے کہ مسجد کے ہال کا کچھ حصہ صحن میں اور صحن کا کچھ حصہ مسجد میں شامل ہورہا ہے۔ کیا یہ جائز ہے؟

۞ جواب : جائز ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

"فی التتار خانیة سئل ابو القاسم عن اهل مسجد اراد بعضهم ان یجعلوا المسجد رحبة والرحبة مسجدا او یتخذوا له بابا او یحولوا بابه عن موضعه وابی بعض ذلك قال اذا اجتمع اکثرهم وافضلهم لیس لاقل منعهم"

''تاتارخانیہ میں ہے کہ امام ابوالقاسم سے یہ سوال کیا گیا کہ بعض اہل مسجد ایک مسجد کو صحن اور صحن کو مسجد بنانا، مسجد کا دروازہ بنانا اور سابق دروازے کو اس کی جگہ سے تبدیل کرنا چاہتے ہیں جب کہ بعض اس کا انکار کرتے ہیں تو کیا حکم ہے، آپ نے فرمایا کہ اکثر اور افضل حضرات متفق ہیں تو اقل کو اختیار نہیں کہ انہیں منع کریں۔''

(ردالمحتار، کتاب الوقف، ج:3، ص:383، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

مسجد شہید کر کے تعمیر نو کرنا

◉ سوال : پرانی مسجد کو شہید کر کے اسی مقام پر یا کچھ فاصلہ سے ہٹ کر دوسری جگہ مسجد جدید کوئی بنوادے تو اس بارے میں شرعا کیا حکم ہے؟

۞ جواب : مسجد کو اس لیے شہید کرنا کہ وہ جگہ ترک کر دیں گے اور دوسری جگہ مسجد بنائیں گے مطلقا حرام ہے۔ قال الله تعالی:

﴿ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ﴾

اللہ تعالی نے فرمایا:

''اس سے ظالم تر کون ہوسکتا ہے جو مساجد میں اللہ کے ذکر سے روکے اور ان کی بربادی کی سعی کرے۔''

اور اگر اس لیے شہید کی کہ یہیں از سر نو اس کی تعمیر کرائے تو اگر یہ امر بے حاجت و بلا وجہ صحیح شرعی ہے تو لغو و عبث و بے حرمتی مسجد و تضیع مال ہے اور یہ سب ناجائز ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:354تا:355)

ایک جگہ فرمایا:

''اور اگر بمصلحت شرعی ہے مثلاً اگر اس میں اور زمین شامل کرکے توسیع کی جائے گی یا بنا کمزور ہوگئی ہے محکم بنائی جائے گی تو اصل بانی مسجد ورنہ اہل محلہ کو اس میں اختیار ہے۔''

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:355)

مسجد کی تعمیر سے بچا ہوا ملبہ

◉ سوال: مسجد کی تعمیر میں جو ملبہ بچ جائے اس کا کیا کیا جائے؟

✿ جواب: مسجد کا جو ملبہ بچ جائے۔ اگر کسی دوسرے وقت مسجد کے کام میں آنے کا ہو اور رکھنے سے بگڑے نہیں تو محفوظ رکھیں ورنہ بیچ دیں اور اس کی قیمت مسجد کی عمارت ہی میں لگائیں۔ لوٹے، بوریہ، تیل بتی (بجلی) وغیرہ میں صرف نہیں ہوسکتا۔

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:427)

مسجد کیلئے دیا سامان کیا واپس لیا جا سکتا ہے؟

◉ سوال: زید نے مسجد کے خرچ کے لیے لکڑی اینٹ وغیرہ دی ہے اور کام کے وقت کوئی شے استعمال میں نہیں آئی، رکھے رہنے سے خراب ہونے کا احتمال ہے ،ایسی صورت میں جس شخص نے کہ وہ شے دی تھی واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟ یا وہ شے فروخت کر کے اس کی قیمت مسجد کے استعمال میں آسکتی ہے یا نہیں؟

۞ جواب: وہ شخص واپس نہیں لے سکتا جب کہ مسجد کے لیے مسجد انتظامیہ کو سپرد کر چکا ہو بلکہ وہ اشیاء حاجت مسجد کے لیے محفوظ رکھی جائیں اور اس میں دقت ہو تو بیچ کر قیمت خاص تعمیر و مرمت مسجد کے لیے محفوظ رکھیں۔ تیل، بتی، لوٹے، چٹائی میں اسے صرف نہیں کر سکتے۔ اسعاف پھر بحرالرائق پھر عالمگیریہ میں ہے:

" وان قوما بنوا مسجدا و فضل من خشبهم شئی قالوا يصرف الفاضل فی بنائه ولا يصرف الی الدهن والحصير هذا اذا اسلموا الی المتولی ليبنی به المسجد والا يكون الفاضل لهم يصنعون به ما شاؤوا"

''اگر ایک قوم نے مسجد بنائی اور اس کی لکڑیوں میں سے کچھ بچ گئیں۔ مشائخ فرماتے ہیں ان کو مسجد کی تعمیر میں ہی صرف کیا جائے گا، مسجد کے لیے تیل اور چٹائی میں صرف نہیں کر سکتے، یہ اس وقت ہے جب انہوں نے متولی کے سپرد کر دیا ہو کہ وہ اس سے مسجد بنوائے اگر سپرد نہیں کی تو وہ انہیں کا ہے جو چاہیں اس کے ساتھ کریں۔''

(فتاوی هندیه، کتاب الوقف) (فتاوی رضویه، ج:16، ص:488)

مسجد کی آمدنی سے مسجد کیلئے مکان یا دوکان خریدنا

◉ سوال : مسجد کی آمدنی سے کوئی دکان یا مکان اس نیت سے خریدنا کیسا ہے؟ کہ رقم رکھی رہے گی تو کوئی فائدہ نہ دے گی لہٰذا کوئی مکان یا دکان خرید لی جائے تا کہ مسجد کو آمدنی ہوتی رہے۔

۞ جواب : جائز ہے۔ بہار شریعت میں ہے:

''مسجد کی آمدنی سے دکان یا مکان خریدنا کہ اس کی آمدنی مسجد میں صرف ہوگی اور ضرورت ہوگی تو بیع کر دیا جائے گا یہ جائز ہے جبکہ متولی کے لئے اس کی اجازت ہو۔''

مسجد پر وقف مکان بیچ کر مسجد پر خرچ کرنا

◉ سوال: جو مکان یا دکان مسجد پر وقف ہوا سے بیچ کر مسجد پر خرچ کیا جا سکتا ہے؟

۞ جواب : وہ (چیز) کہ واقف نے مسجد پر وقف کی ہے اسے کوئی نہیں بیچ سکتا، نہ متولی، نہ اہل محلّہ، نہ حاکم، نہ کوئی، ہاں اس کی آمدنی سے جو جائداد متولی نے وقف کے لیے خریدی وہ مسجد کے لیے بیع ہو سکتی ہے۔ متولی اور اہل محلّہ اور سنی دیندار عالم اور دیانتدار مسلمانوں کے مشورہ سے جس میں غبن اور تغلب کا احتمال نہ رہے۔

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:428)

مؤذن نے مسجد کے وقف کے حجرے کے اوپر مکان بنالیا

◉ سوال : ایک شخص مسجد کا موذن ہے اور اس شخص موذن نے حجرہ مسجد جو وقف

تھا اس میں اپنا دخل اور تصرف مالکانہ کر کے ایک مکان اوپر اس حجرہ کے بنایا ہے اور حجرہ وقف کو اپنے مالکانہ تصرف اور ماتحت میں لاتا اور اس میں خانہ داری وسکونت کرتا ہے۔ کیا شریعت میں یہ جائز ہے یا ناجائز اور اہل محلہ اس کو خارج کر سکتے ہیں یا نہیں؟

۞ جواب: حجرہ اگر سکونت مؤذن کے لیے واقف نے وقف کیا تھا اور اس نے اس کے اوپر کوئی عمارت اپنے روپے سے وقف کے لیے بنا کر اس میں سکونت کی تو اس پر الزام نہیں، نہ یہ کوئی تصرف مالکانہ ہے بلکہ مطابق شرط واقف ہے اور اگر (وہ) حجرہ مسجد کے دیگر مصارف کے لیے وقف ہوا تھا جن میں سکونت موذن (موذن کی رہائش) داخل نہیں، تو بے شک ناجائز ہے اور مہتممان مسجد اسے خارج کر سکتے ہیں۔

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:517)

مسجد کی دوکان کیلئے زیادہ کرایہ کی آفر

◉ سوال: مسجد کی ایک دکان ایک سال کے لئے تین ہزار روپے ماہانہ کرایہ پر دی گئی، ایک مہینے بعد دوسرا شخص چار ہزار روپے ماہانہ کرایہ پر لینے کی آفر کرتا ہے۔ کیا اس بنا پر پہلے شخص سے دکان خالی کرائی جا سکتی ہے یا اس پہلے شخص کے کرایے میں اضافہ کیا جا سکتا ہے؟

۞ جواب: جب ایک سال کے لئے اس سے معاہدہ ہو چکا تو اس سے پہلے کسی

کی آفر پر نہ تو پہلے سے دکان خالی کرائی جا سکتی ہے اور نہ اس سے کرایے میں اضافے کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔

مسجد کی دکانوں کو پگڑی پر بیچنا

◉ سوال: مسجد کی دکانوں کو پگڑی پر بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

۞ جواب: مسجد کی دکانیں ہوں یا مدرسہ کی یا اپنی ذاتی کسی کو بھی پگڑی پر دینا حرام و ناجائز ہے۔

مسجد یا مدرسے کا مکان کسی کو عاریتاً رہائش کیلئے عاریتاً دینا

◉ سوال: مسجد یا مدرسے کا مکان کسی کو عاریتاً چند روزہ رہائش کے لئے دیا جا سکتا ہے؟

۞ جواب: ناجائز ہے اور رہنے والے کو اتنے دنوں کا کرایہ دینا پڑے گا۔

مسجد کے اوپر یا نیچے دکانیں بنانا

◉ سوال: مسجد کے اوپر یا نیچے دکانیں بنانا کیسا ہے؟

۞ جواب: مسجد کے نیچے کرایہ کی دکانیں بنائی جائیں یا اوپر مکان بنایا جائے جن کی آمدنی مسجد میں صرف ہوگی تو حرج نہیں یا مسجد کے نیچے ضرورت مسجد کے لئے تہہ خانہ بنایا کہ اُس میں پانی وغیرہ رکھا جائے گا یا مسجد کا سامان اُس میں رہے گا تو حرج نہیں مگر یہ اُس وقت ہے کہ مسجد قرار دینے سے پہلے دکانیں یا مکان بنالیا ہو

جبکہ مسجد ہو جانے کے بعد اُسکے نیچے، اوپر دکان یا مکان نہیں بنا سکتے مثلاً ایک مسجد کو منہدم کر کے پھر سے اُسکی تعمیر کرنا چاہیں اور پہلے اُسکے نیچے دکانیں نہ تھیں اور اب اس جدید تعمیر میں دکان بنوانا چاہیں تو نہیں بنا سکتے کہ یہ تو پہلے ہی سے مسجد ہے اب دکان بنانے کے یہ معنی ہونگے کہ مسجد کو دکان بنایا جائے۔

مسجد کے وسیع وعریض خالی پڑے ہوئے صحن میں دکانیں بنانا

◉ سوال : مسجد کے وسیع وعریض خالی پڑے ہوئے صحن میں دکانیں بنائی جاسکتی ہیں یا نہیں؟

۞ جواب : فرش مسجد کو دکانیں کرنا چاہتے ہیں، یہ حرام اور سخت حرام ہے، ان دکانوں میں بیٹھنا حرام ہوگا، ان سے کوئی چیز خریدنے کے لئے جانا حرام ہوگا۔

درمختار میں ہے:

"لا یجوز ان یتخذ شیٔ منه مستغلا"

''مسجد کے کسی حصہ کو کرایہ حاصل کرنے کے لیے مقرر کرنا جائز نہیں۔''

(درمختار، کتاب الوقف) (فتاوی رضویه، ج:16، ص:482)

مسجد کے لئے وقف شدہ مکان میں مدرسہ بنانا

◉ سوال : مسجد کے لئے وقف شدہ مکان میں مدرسہ کھول سکتے ہیں؟

۞ جواب : جب کہ واقف نے صرف مسجد کے لیے وقف کیا تو وہ مسجد ہی میں صرف ہوگا اس سے مدرسہ نہیں کھول سکتے، نہ خود، نہ باجازت حاکم۔

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:428)

مسجد کا مال مدرسے میں لگانا

◉ سوال : ایک شخص ایک مسجد اور مدرسے کا متولی ہے۔ مسجد پر ایک جائیداد وقف ہے جبکہ مدرسے کو مال کی ضرورت تھی متولی نے مسجد کا مال اٹھا کر مدرسے کو دیدیا۔ متولی کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟

۞ جواب : متولی کا فعل مذکور ناجائز ہے اور متولی کو اپنی جیب سے مسجد کو تاوان دینا پڑے گا مدرسے سے یہ تاوان نہیں لیا جا سکتا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''مدرسہ کے مال سے مسجد کا قرض ادا نہیں کیا جا سکتا جو ادا کرے گا تاوان اس پر ہے مسجد کے مال سے نہیں لے سکتا مسجد پر جو جائداد واقف نے وقف کی اگر اس سے بنائے مدرسہ و مصارف مدرسہ کی اجازت دی تھی تو جائز ہے ورنہ ناجائز۔''

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:157)

ایک اور جگہ فرمایا:

''وقف جس غرض کے لیے ہے اس کی آمدنی اگرچہ اس کے صرف سے فاضل ہو دوسری غرض میں صرف کرنی حرام ہے، وقف مسجد کی آمدنی مدرسہ میں صرف ہونی درکنار دوسری مسجد میں بھی صرف نہیں ہوسکتی، نہ ایک مدرسہ کی آمدنی مسجد یا دوسرے مدرسہ میں۔''

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:205تا206)

مسجد پر وقف جگہ کو ضرورتاً مدرسے کیلئے استعمال کرنے کا حیلہ

◉ سوال : ایک علاقے میں مسجد کی ملکیت میں بہت وسیع جگہ ہے جو خالی پڑی ہوئی ہے اور مسجد پر وقف ہے اور مسجد کو وہاں نماز کے لئے کچھ تعمیر کی ضرورت نہیں البتہ وہاں پر دکانیں وغیرہ بنائی جا سکتی ہیں۔ اس علاقے میں اہلسنت کا کوئی دینی مدرسہ نہیں۔ بعض حضرات کی رائے ہے کہ اس جگہ مدرسہ تعمیر کر دیا جائے تا کہ مسلمانوں کی دینی ضروریات پوری ہوں۔ اس جگہ پر مدرسہ تعمیر کرنا کیسا ہے؟

۞ جواب : مسجد پر وقف شدہ جگہ پر مدرسہ کی تعمیر تو ناجائز ہے کہ یہ وقف میں تبدیلی ہے اور وقف میں تبدیلی ناجائز و حرام ہے البتہ یوں کیا جا سکتا ہے کہ مسجد والے وہاں دکانیں تعمیر کرنے کی بجائے ایسی عمارت بنا دیں جو مدرسہ کے کام آ سکے اور مدرسہ نہ ہو تو دکانوں کے کام آ سکے پھر مسجد والے وہ جگہ مدرسہ کو دو تین سال کے لئے کرایہ پر دیدیں۔ اور اختتام مدت پر نئے سرے سے اجارہ کرتے رہیں۔ مدرسہ والے اپنا مدرسہ بھی جاری رکھیں اور مسجد کو عرف کے مطابق کرایہ بھی ادا کرتے رہیں۔ یوں وقف میں تبدیلی بھی نہ ہوگی اور مدرسہ کی ضرورت بھی پوری ہو جائے گی لیکن اس صورت میں اس بات کا مکمل انتظام کر لیا جائے کہ ایسی صورت نہ ہونے پائے جس سے مسجد کی جگہ بالکل ہی مدرسہ میں تبدیل ہو جائے۔ اور کرایے والی صورت ہی ختم ہو جائے۔

مسجد کے اوپر مدرسہ بنانا یا نیچے مدرسہ بنانا

◉ سوال : مسجد کے اوپر مدرسہ بنانا یا نیچے مدرسہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟

۞ جواب : جس نے مسجد کے لئے زمین وقف کی اگر اس نے زمین کو مسجد کر دینے سے پہلے اوپر مدرسہ بنا دیا تو جائز ہے یونہی اوپر مسجد کر دینے سے پہلے نیچے مدرسہ بنا دیا تو جائز ہے لیکن اگر اوپر یا نیچے پہلے مسجد بنا دی اور بعد میں مدرسہ کی نیت کی تو جائز نہیں درمختار ہے:

"لو بنى فوقه بيتا للامام لا يضر لانه من المصالح اما لو تمت المسجدية ثم اراد البناء منع"

''اگر مسجد کے اوپر امام کے لئے گھر بنایا تو کچھ حرج نہیں کیونکہ امام کا گھر مسجد کی مصلحتوں میں سے ہے بہر حال اگر مسجد ہونا مکمل ہو چکا ہو پھر بنانے کا ارادہ کیا تو جائز نہیں۔''

بہارِ شریعت حصہ دہم صفحہ: 78 پر ہے:

مسجد کی چھت پر امام کے لئے بالا خانہ بنانا چاہتا ہے اگر قبل تمام مسجدیت ہو تو بنا سکتا ہے اور مسجد ہو جانے کے بعد نہیں بنا سکتا اگر چہ کہتا ہوں کہ مسجد ہونے کے پہلے سے میری نیت بنانے کی تھی بلکہ اگر دیوار مسجد پر حجرہ بنانا چاہتا ہو تو اس کی بھی اجازت نہیں یہ حکم خود واقف اور باقی مسجد کا ہے لہٰذا جب اسے اجازت نہیں تو دوسرے بدرجہ اولیٰ نہیں بنا سکتے اگر اس قسم کی کوئی ناجائز عمارت چھت یا دیوار پر بنا دی گئی تو اسے گرا دینا واجب ہے''۔

اور درمختار میں ہے:

"لو تمت المسجد ية ثم ارادالبناء منع ولو قال عنيت ذلك لم يصدق تاتر خانية فاذا كان هذا في الوقف فكيف بغيره فيجب

ھدمه ولو علی جدار المسجد"

(فتاوی فیض الرسول، ج:2، ص :356)

مدرسے کی چھت پر مسجد تعمیر کرنا

◉ سوال : مدرسے کی چھت پر تعمیر مسجد ہوسکتی ہے یا نہیں؟

۞ جواب : مدرسہ کی چھت پر مسجد بیت کی طرح مسجد تعمیر ہوسکتی ہے۔ لیکن اگر مسجد عام بنانا چاہیں اور مدرسہ کی زمین وقف ہے تو اس کی چھت پر مسجد عام کی تعمیر نہیں ہوسکتی کہ مسجد عام کے لئے زمین کا اس کی ملکیت میں ہونا ضروری ہے۔ اور مدرسہ کی موقوفہ زمین مسجد کی ملکیت نہیں ہوسکتی۔

"لا نه تغییر الوقف و تغییرالوقف لا یجوز ھکذا فی الھند یة"

ہاں اگر مدرسہ کسی کی ملکیت میں ہو اور وہ مدرسہ کو مسجد میں دے دے تو اس صورت میں اس کی چھت پر مسجد عام بنانا بھی جائز ہے۔

(فتاوی فیض الرسول، ج2، ص:365تا366)

مسجد و مدرسہ کی تعمیر کا حکم

◉ سوال : مسجد و مدرسہ کی تعمیر کا کیا حکم ہے؟

۞ جواب : مساجد کی تعمیر واجب ہے اور مدرسہ کے نام سے کسی عمارت کا بنانا واجب نہیں، ہاں تعلیم علم دین واجب ہے اور مدرسہ بنانا بدعت مستحبہ۔

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:464)

دو چار قبریں مسجد میں آ گئی

◉ سوال : ایک محلّہ میں قدیم مسجد تھی اور اس کے چاروں طرف متصل مسجد کے قبرستان تھا۔ لوگوں نے آپس میں مشورہ کر کے ایک عالی شان مسجد بنالی جس کے اندر دو چار قبریں مسجد میں آ گئی ہیں۔ کیا شریعت اس مسجد کو مسجد کہتی ہے؟ اور جو لوگ اس میں نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور کیا اس مسجد کو قائم رکھا جائے یا کہ شہید کر دی جائے؟ اور جو خطیب اس مسجد میں جاننے کے باوجود اس میں امامت کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

۞ جواب : دو چار قبروں کے مسجد میں آجانے کے سبب مسجد قدیم کی مسجدیت نہیں ختم ہو جائے گی بلکہ وہ اب بھی عند الشرع مسجد ہے۔ جہاں پر قبریں نہ ہوں اس حصہ پر نماز پڑھنا اور اس مسجد کی امامت کرنا جائز ہے۔ البتہ جن لوگوں نے قبروں کو مسجد میں شامل کیا وہ سخت گنہگار ہوئے۔ اس لئے کہ قبروں کو مسجد بنانا اور اس پر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ لہٰذا مسجد بنانے والوں پر لازم ہے کہ جتنے حصے میں قبریں ہیں ان کے چاروں طرف سترہ کی مقدار دیوار کھڑی کر دیں گا کہ ان پر اور ان کی جانب پڑھنے سے نماز خراب نہ ہو اور نہ قبروں کی بے حرمتی ہو۔ اور یا تو قبروں کے چاروں طرف نیچے سے دیوار قائم کر دیں پھر اس پر اس طرح چھت ڈال دیں کہ چھت کا اوپری حصہ مسجد کے فرش سے ملا دیں اور چھت کا نچلا حصہ قبر سے نہ ملائیں بلکہ دونوں کے درمیان تھوڑی جگہ خالی چھوڑ دیں۔ اس طرح قبروں

کی بے حرمتی بھی نہیں ہوگی۔ اوران کی چھت پر نماز پڑھنا بھی جائز ہو جائے گا۔ یہ سب اس صورت میں ہے جبکہ یہ قبرستان وقف نہ ہو اور زمین کے مالک کی اجازت سے قبرستان کا بعض حصہ داخل مسجد کرلیا گیا ہو۔ اوراگر قبرستان وقف ہوتو اس کی جتنی زمین پر مسجد بنائی گئی ہو اس حصہ کا انہدام ضروری ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"لا یجوز تغییر الوقف"

اور فتح القدیر میں ہے:

"الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیہ"

(فتاوی فیض الرسول، ج:2، ص:350تا351)

اگر غلطی سے کسی جگہ قبرستان پر مسجد بن جائے تو

◉ سوال: اگر غلطی سے کسی جگہ قبرستان پر مسجد بن جائے تو وہاں نماز پڑھنا جائز ہے؟ اوراگر خالی زمین میں مسجد بنانے میں کوئی قبر مسجد میں آتی ہوتو کیا کیا جائے؟

۞ جواب: قبرستان مسجد نہیں بن سکتا اور نہ وہاں نماز پڑھنا جائز ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"اگر ان لوگوں کا اس مسجد کی نسبت بیان صحیح نکلے کہ اس میں جابجا قبور برآمد ہوں تو وہ بے شک مسجد نہیں۔"

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:464)

دوسری شق کا جواب یہ ہے کہ قبر پر مسجد کی دیواریں اٹھانا جائز نہیں۔ حدیث میں

ہے:" ولا یبنی علیہ "
اور قبر کو بضرورت مسجد میں داخل کر سکتے ہیں مگر اس طرح کہ قبر کے آس پاس سے دیوار اٹھالیں اتنی کہ دیواریں قبر سے اونچی ہو جائیں پھر چھت ڈال دیں تا کہ قبر تہہ خانہ میں رہے۔

جوتے اتارنے کیلئے مسجد کی ایک صف کی جگہ استعمال کرنا

◉ سوال: مسجد میں جوتے اتارنے کی جگہ نہیں ہے۔ کیا مسجد میں ایک صف کی مقدار جگہ لے کر اسے جوتے اتارنے کی جگہ بنایا جا سکتا ہے؟

۞ جواب: فتاوی رضویہ میں ہے:

"مسجد کے ایک حصہ کو مسجد سے خارج کر دیا گیا اور اسے جوتا اتارنے کی جگہ بنایا یہ بھی تصرف باطل ومردود وحرام ہے، اوقاف میں تبدیل وتغیر کی اجازت نہیں۔

(فتاوی رضویہ، ج:20، ص:417)

مسجد کی جگہ تنگ پڑ گئی پڑوسی مکان نہیں دیتا

◉ سوال: ایک علاقے میں مسجد تعمیر کی گئی اس وقت کی آبادی کے اعتبار سے مسجد کافی تھی لیکن بعد میں بعض حکومتی اسکیموں کی وجہ وہاں پر آبادی میں کافی اضافہ ہو گیا اور مسجد کی جگہ کم پڑ گئی خصوصاً عصر ومغرب میں اور بطور خاص جمعہ اور رمضان میں تو جگہ کی بہت قلت ہوتی ہے۔ مسجد سے متصل ایک طرف سڑک ہے اور ایک

طرف ایک آدمی کا مکان ہے۔ اگر مکان مل جائے اور کچھ حصہ سڑک کا شامل کرلیا جائے تو بہت سہولت ہو جائے گی لیکن مکان کا مالک مکان دینے پر راضی نہیں۔ ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

۞ جواب: اگر نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد تنگ ہوگئی اور مسجد کے پہلو میں کسی شخص کی زمین ہے تو اُسے خرید کر مسجد میں اضافہ کریں اور اگر وہ نہ دیتا ہو تو واجبی قیمت دیکر جبراً اُس سے لے سکتے ہیں۔ لیکن سرکاری طور پر دیکھ لیا جائے کہ بعد میں فتنے نہ کھڑے ہوں اور مسجد کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ یونہی اگر مسجد کے پہلو میں کوئی زمین یا مکان ہے جو اس مسجد کے نام وقف ہے یا کسی دوسرے کام کے لئے وقف ہے تو اُسکو مسجد میں شامل کر کے اضافہ کرنا جائز ہے البتہ اسکی ضرورت ہے کہ قاضی سے اجازت حاصل کرلیں البتہ قاضی نہ ہونے کی صورت میں اہل محلّہ کا مشترکہ فیصلہ کافی ہے۔ یونہی اگر مسجد کے برابر وسیع راستہ ہو اُس میں سے اگر کچھ حصہ مسجد میں شامل کرلیا جائے جائز ہے۔ جبکہ راستہ تنگ نہ ہو جائے اور اُس کی وجہ سے لوگوں کا حرج نہ ہو۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''خلاصہ میں ہے:

"ارض وقف علی مسجد والارض بجنب ذلك المسجد وارادوا ان یزید وافی المسجد شیئا من الارض جاز"

''ایک زمین مسجد کے لیے وقف ہوئی اور اس مسجد کے پہلو میں زمین ہے اہل محلّہ نے ارادہ کیا کہ مسجد میں کچھ اضافہ اس زمین سے کریں تو جائز

ہے۔"

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:301)

مسجد سے متصل ایک خالی پلاٹ ہے جو کسی کی ملکیت نہیں

◉ سوال: مسجد سے متصل ایک خالی پلاٹ ہے جو کسی کی ملکیت نہیں۔ مسجد میں جگہ تنگ ہے۔ کیا اس پلاٹ کو یا اس کے کچھ حصے کو مسجد میں داخل کر سکتے ہیں؟

۞ جواب: اگر ایسی ضرورت ہے تو اس پلاٹ کو یا اس پلاٹ کے بقدر ضرورت حصے کو مسجد میں داخل کر سکتے ہیں۔ فتاوی رضویہ میں ہے:

" قوم بنوا مسجدا واحتاجوا الی مکان لیتسع المسجد واخذوا من الطریق وادخلوہ فی المسجد ان کان یضر باصحاب الطریق لا یجوز وان کان لا یضر بھم رجوت ان لا یکون بہ باس کذا فی المضمرات وھو المختار کذافی خزانۃ المفتین"

''لوگوں نے مسجد بنائی تو انہیں مسجد کو وسیع کرنے کے لیے کچھ جگہ کی ضرورت پڑی اور انہوں نے راستہ سے کچھ جگہ لے کر مسجد میں داخل کر لی ،اگر اس سے راستہ والوں کو ضرر ہو تو ناجائز ہے اور اگر ضرر نہ ہو تو مجھے امید ہے کہ اس میں کوئی حرج نہ ہوگا۔''

نیز فتاوی عالمگیری میں اس کے بارے میں یہ جزئیہ ہے:

" فی نوادر ھشام سالت محمد الحسن عن نھر قریۃ کثیرۃ الاھل لا یحصی عددھم وھو نھر قناۃ او نھر واد لھم خاصۃ، واراد قوم ان یعمروا بعض ھذا النھر ویبنوا علیہ مسجدا ولا یضر ذلک

بالنهر ولا يتعرض لهم احد من اهل النهر، قال محمد رحمه الله تعالى يسعهم ان يبنوا ذلك المسجد للعامة او المحلة كذا فى المحيط"

''ہشام نے نوادر میں کہا میں نے امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے دریافت کیا ایک کثیر آبادی والے قصبہ میں ایک نہر ہے جو کہ جنگل یا پہاڑ کے نالے کی صورت میں ہے اور وہ خاص انہی لوگوں کی ہے اب کچھ لوگوں کا ارادہ ہوا کہ وہ نہر کے کچھ حصہ پر تعمیر کر کے مسجد بنادیں، اس سے نہ تو نہر کو کوئی نقصان ہے اور نہ ہی نہر والوں میں سے کسی کو کوئی اعتراض ہے تو امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو ایسی مسجد بنانے کا اختیار ہے چاہے وہ مسجد اہل محلّہ کے لیے بنائیں یا عام لوگوں کے لیے، جیسا کہ محیط میں ہے۔''

(فتاوی هنديه، كتاب الوقف) (فتاوی رضويه، ج:16، ص:303تا304)

معتکف کا فنائے مسجد میں جانا

◉ سوال : کیا معتکف فنائے مسجد میں جاسکتا ہے؟

۞ جواب : جاسکتا ہے۔ فتاوی رضویہ میں ہے:

''فصیل مسجد بعض باتوں میں حکم مسجد میں ہے۔ معتکف بلاضرورت اس پر جاسکتا ہے، اس پر تھوکنے یا ناک صاف کرنے یا نجاست ڈالنے کی اجازت نہیں، بیہودہ باتیں، قہقہے سے ہنسنا وہاں بھی نہ چاہیے اور بعض باتوں میں حکم مسجد نہیں۔ اس پر اذان دیں گے، اس پر بیٹھ کر وضو کر سکتے ہیں۔ جب

تک مسجد میں جگہ باقی ہواس پر نماز فرض میں مسجد کا ثواب نہیں، دنیا کی جائز قلیل بات جس میں چپقلش ہو نہ کسی نمازی یا ذاکر کی ایذا اس میں حرج نہیں۔''

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:495)

مسجد کے لئے قرض لینا

◉ سوال : کیا مسجد کے لئے قرض لیا جا سکتا ہے؟

۞ جواب : شدید ضرورت میں قرض لینا جائز ہے جبکہ کسی اور طریقے سے رقم کا حصول ممکن نہ ہو۔ فتاوی رضویہ میں ہے:

''متولی کو وقف پر قرض لینے کی دو شرط سے اجازت ہے ایک یہ کہ امر ضروری ومصالح لابدی وقف کے لیے باذن قاضی شرع قرض لے اگر وہاں قاضی نہ ہو خود لے سکتا ہے، دوسرا یہ کہ وہ حاجت سوائے قرض اور کسی سہل طریقہ سے پوری نہ ہوتی ہو مثلاً وقف کا کوئی ٹکڑا اجارہ پر دے کر کام نکال لینا۔''

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:571)

مسجد میں اپنے لئے یا کسی دینی کام کیلئے چندے کا اعلان کرنا

◉ سوال : مسجد میں اپنے لئے یا کسی دینی کام کے لئے چندے کا اعلان کرنا کیسا ہے؟

۞ جواب : مسجد میں سوال کرنا تین طرح سے ہوتا ہے: (1) اپنی ذات کے لئے۔ (2) کسی دوسرے محتاج مسلمان کے لئے۔ (3) مسجد یا کسی اور دینی کام

کے لئے۔ ان میں پہلی صورت ممنوع ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:
"مسجد میں اپنے لیے مانگنا جائز نہیں اور اسے دینے سے بھی علماء نے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ امام اسمٰعیل زاہد رحمۃ اللہ نے فرمایا جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے اسے چاہیے کہ ستر پیسے اللہ تعالی کے نام پر اور دے کہ اس پیسہ کا کفارہ ہوں، اور کسی دوسرے کے لیے مانگا یا مسجد خواہ کسی اور ضرورت دینی کے لیے چندہ کرنا جائز اور سنت سے ثابت ہے۔"

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:418)

بہار شریعت میں ہے:

"مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور اس سائل کو دینا بھی منع ہے مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرنا منع ہے حدیث میں ہے جب دیکھو کہ گُمی ہوئی چیز مسجد میں تلاش کرتا ہے تو کہو خدا اس کو تیرے پاس واپس نہ کرے کہ مسجدیں اس لئے نہیں بنیں اس حدیث کو مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔"

مسجد میں مانگنے والے سائلین کو کیسے منع کریں

◉ سوال: بعض اوقات مسجد میں سائل کھڑے ہو کر سوال کرنا شروع کر دیتے ہیں، ایسی صورت میں اگر انہیں منع کیا جائے تو دل میں خیال آتا ہے کہ کہیں کسی مجبور و پریشان کی بددعا نہ لگ جائے۔ ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

✿ جواب: اگر مسجدوں میں اس قسم کا کوئی بورڈ لکھ کر لگا دیا جائے تو امید ہے کہ

اس کا تدارک ہو جائے گا۔ بورڈ پر یہ عبارت لکھ دیں: ''مسجد میں اپنے لئے سوال کرنا جائز نہیں لہٰذا کوئی شخص مسجد میں سوال نہ کرے بلکہ امام صاحب سے رابطہ کریں۔ امام صاحب خود ان کے لئے نماز کے بعد اعلان کر دیں گے۔'' اس طرح کے بورڈ تمام مسجدوں میں لگا دیے جائیں اور امام صاحبان ان پر عمل بھی کریں تو بہت مسجدوں میں مانگنے کا سلسلہ کم ہو جائے گا۔

مزید ایک کام یہ کریں کہ اگر کوئی نماز کے بعد اپنے لئے سوال کرنے لگے تو اسے نرمی سے منع کر کے امام صاحب خود اعلان کر دیں اور نمازیوں میں مسئلہ بھی بیان کر دیں کہ مسجد میں اپنی ذات کے لئے اعلان کرنا اور ایسے اعلان کرنے والے کو مسجد میں دینا بھی منع ہے جبکہ کسی دوسرے مسلمان کا امداد کے لئے سفارش کرنا سنت ہے۔

عام لوگوں کا عید گاہ یا مسجد میں وعظ یا چندہ کرنا

◉ سوال: عید گاہ یا مسجد میں وعظ یا چندہ اسلامی مذہبی کاموں کے لیے کرنا عام مسلمانوں کو جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو متولی کو اس کے روکنے کا حق ہے یا نہیں؟

۞ جواب: مسجد میں کارخیر کے لیے چندہ کرنا جائز ہے جب کہ شور و چپقلش نہ ہو خود احادیث صحیحہ سے اس کا جواز ثابت ہے، مسجد میں وعظ کی بھی اجازت ہے جب کہ واعظ عالم دین سنی صحیح العقیدہ ہو اور نماز کا وقت نہ ہو، ان دونوں باتوں کو کہ منکرات سے خالی ہوں متولی یا کوئی منع نہیں کر سکتا، ہاں اگر چندہ امر شر کے لیے ہو

اگر چہ اسے کیسا ہی امر خیر کہا جائے جیسے نیچریوں کے کالج یا وہابیوں کے مدرسہ کے لیے یا اس میں شور وغل ہو یا واعظ بد مذہب یا بے علم یا روایات موضوع کا بیان کرنے والا ہو یا لوگ نماز پڑھ رہے ہوں اور اس نے وعظ شروع کر دیا کہ ان کی نماز میں خلل آتا ہو تو ایسی صورت میں متولی اور ہر مسلمان کو روک دینے کا اختیار ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:361تا362)

امام مسجد کو مسجد کی رقم سے تنخواہ دینا

◉ سوال: امام مسجد کو مسجد کی رقم سے تنخواہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

✪ جواب: امام کی تنخواہ اگر اتنی ہے کہ جو واجبی طور پر ہونی چاہئے تو مسجد کی رقم سے تنخواہ دینا جائز ہے اور اگر متولی نے اتنی زیادہ تنخواہ مقرر کر دی کہ دوسرے لوگ اتنی نہیں دیتے تو مسجد کی رقم سے اس تنخواہ کا دینا جائز نہیں۔ متولی اپنی طرف سے دے اگر مسجد کی رقم سے دے گا تو تاوان دینا پڑے گا بلکہ اگر امام کو معلوم ہے کہ مسجد کی رقم سے یہ تنخواہ دیتا ہے تو اسے لینا بھی جائز نہیں۔

فتح القدیر جلد پنجم صفحہ ۴۵۰ میں ہے:

"للمتولی ان یستاجر من یخدم المسجد بکنسہ و نحو ذلك باجرة مثله او زيادة يتغابن فيها فان كان اكثر فالاجارة له وعليه الدفع من مال نفسه ويضمن لو دفع من مال الوقف وان علم الاجير ان ما اخذ من مال الوقف لا يحل له"

(فتاوی فیض الرسول، ج:2، ص:384)

تعمیر و مرمت اور امام و خطیب کا تقرر کرنا کس کا حق؟

◉ سوال : مسجد کی تعمیر و مرمت اور اس میں امام و خطیب کا تقرر کرنا کس کا حق ہے؟

✿ جواب : جس نے مسجد بنوائی تو مرمت اور لوٹے، چٹائی، چراغ، بتی وغیرہ کا حق اُسی کو ہے اور اذان و اقامت کا اہل ہے تو اس کا بھی وہی مستحق ہے ورنہ اس کی رائے سے ہو۔ یو ہیں اس کے بعد اس کی اولاد اور کنبے والے غیروں سے اولیٰ ہیں۔

(عالمگیری، ج:1، ص:110)

بانی مسجد نے ایک کو امام و موذن کیا اور اہل محلّہ نے دوسرے کو تو اگر وہ افضل ہے جسے اہل محلّہ نے پسند کیا ہے تو وہی بہتر ہے اور اگر برابر ہوں تو جسے بانی نے پسند کیا وہ ہوگا۔

امام کا کچھ دنوں کیلئے کسی کو اپنا نائب مقرر کرنا

◉ سوال : اگر امام اپنی جگہ کسی دوسرے شخص کو نائب مقرر کر کے کہیں جائے تو ان دنوں کی تنخواہ امام کو ملے گی یا اس نائب کو؟

✿ جواب : وہ تنخواہ امام ہی کو ملے گی اور امام نے جو نائب کے ساتھ طے کیا ہوگا وہ نائب کو [illegible] گا۔ جیسے امام کی تین دن کی تنخواہ چھ سو روپے ہے اور امام نے اپنے نائب سے تین دن کے تین سو روپے کی بات کی تو مسجد کی طرف سے چھ سو روپے امام کو دیے جائیں گے اور امام خود تین سو روپے نائب کو دے گا انتظامیہ بذات خود نائب کو رقم نہیں دے گی۔ بہار شریعت میں ہے:

''امام نے اگر چند روز کے لئے کسی کو اپنا قائم مقام مقرر کر دیا ہے تو یہ اُس کا قائم مقام ہے مگر وقف کی آمدنی سے اسکو کچھ نہیں دیا جاسکتا کیونکہ امام کی جگہ اِس کا تقرر نہیں ہے اور جو کچھ امام نے اسکے لئے مقرر کیا ہے وہ امام سے لے گا اور خود امام نے اگر سال کے اکثر حصہ میں کام کیا ہے تو کل وظیفہ پانے کا مستحق ہے۔''

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''امام دوسرے کے اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے............وظائف امامت کا مستحق اصل ہوگا اور نائب صرف اس قدر لے سکے گا جو اصل نے اس کے لیے معین کیا۔''

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:344،:345)

امام کے اجارے کی مدت

◉ سوال: امام صاحبان سے جو اجارہ کیا جاتا ہے یہ کتنی مدت کے لئے ہوتا ہے؟

۞ جواب: جتنی مدت اجارے میں طے ہوئی اتنی مدت کے لئے اجارہ ہوگا اور اگر کوئی مدت مقرر نہ کی تو ہر مہینے اجارہ نیا ہوتا رہے گا اور ہر مہینے کے اختتام پر اجارہ ختم کیا جاسکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''جب عام رواج یہی ہے کہ کوئی مدت اجارہ معین نہیں کی جاتی کہ سال بھر کے لیے تجھے امام کیا یا چھ مہینے کے لیے بلکہ صرف امامت اور اس کے مقابل ماہوار اتنا پانے کا بیان ہوتا ہے تو اجارہ صرف پہلے مہینے کے لیے صحیح ہوا اور ہر ماہ اجیر و مستاجر ہر ایک کو دوسرے کے سامنے اس کے فسخ کر دینے

کا اختیار ہوتا ہے۔''

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:346)

امام وموذن کوعرف سے زیادہ تنخواہ دینا

◉ سوال : مسجد کے امام وموذن کواگرکوئی زیادہ تنخواہ دے تواس کا کیا حکم ہے؟

۞ جواب : مؤذن و جاروب کش وغیرہ کومتولی اُسی تنخواہ پرنوکر رکھ سکتا ہے جو واجبی طور پر ہونی چاہئے ، اوراگراتنی زیادہ تنخواہ مقرر کی جودوسرے لوگ نہ دیتے تو مال وقف سے اس تنخواہ کاادا کرنا جائز نہیں اوردے گاتو تاوان دیناپڑے گا بلکہ اگر مؤذن وغیرہ کومعلوم ہے کہ مال وقف سے یہ تنخواہ دیتا ہےتولینا بھی جائز نہیں۔

امام مسجد کیسا ہو؟

◉ سوال : امام مسجد کیسا ہونا چاہیے؟

۞ جواب : امام مسجد سنی، صحیح عقیدے والا، طہارت کے مسائل جاننے اورعمل کرنے والا ،معذورشرعی نہ ہو،قراءت درست ہو،اعلانیہ گناہ کرنے والانہ ہو،نماز کےاحکام جانتاہو۔فتاوی رضویہ میں ہے:

''امام مسجد صحیح العقیدہ ،صحیح الطہارۃ صحیح القراءت ،غیرفاسق معلن ،عالم احکام نماز وطہارت ہونا چاہے جس میں کوئی ایسی بات نہ ہوجس سے جماعت کی قلت ونفرت پیداہو۔''

(فتاوی رضویه، ج:16، ص418)

حجرے کی تختی پر اپنے نام کے ساتھ علامہ مولانا لکھنا کیسا؟

◉ سوال : امام مسجد کا اپنے حجرے کے باہر اپنے نام کے ساتھ علامہ مولانا لکھنا کیسا ہے؟

۞ جواب : یہ کہنا کہ میں عالم ہوں اگر کسی وقت کسی ضرورت و مصلحت شرعی کے سبب ہے تو حرج نہیں، حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آپ کو خود عالم کہا تھا۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴾

''بے شک میں حفاظت والا، علم والا ہوں۔''

اور اگر بلا ضرورت ہے تو جہل اور خودنمائی ہے، خودستائی کے لیے ہے تو سخت گناہ ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ ﴾

''اپنی پاکیزگی مت بیان کرو۔''

حدیث میں ہے:

" من قال انا عالم فهو جاهل "

''جو یہ کہے کہ میں عالم ہوں وہ جاہل ہے۔''

(المعجم الاوسط، حدیث:6842، ج:7، ص:433، مکتبة المعارف، الرياض)

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:421)

البتہ یہ یادرہے کہ اگر کسی کے حجرے پر اس طرح لکھا ہوتو اس پر بدگمانی کرنا حرام ہے۔

بلا وجہ امام ومدرس کا اجارہ فسخ کرنا

◉ سوال : کیا امام مسجد اور مدرس نوکر ہوتے ہیں؟ اور کیا ان کو بلا وجہ امامت و تدریس سے فارغ کیا جاسکتا ہے؟

۞ جواب : بغیر عذر شرعی کے امام کو خارج کرنے کا متولی وغیرہ کسی کو حق نہیں۔ درمختار میں ہے:

" لایجوز عزل صاحب وظیفة بغیر جنحة "

''کسی صاحب وظیفہ کو بغیر جرم کے معزول کرنا جائز نہیں۔''

امام اگر کسی قوم کا تنخواہ دار ہے تو وہ ان کا نوکر ضرور ہے مگر نہ خدمت گار بلکہ مخدوم جیسے علماء وقضاۃ وسلاطین، کہ بیت المال سے وظیفہ پاتے ہیں مگر وہ رعایا کے خدمت گار نہیں ہوسکتے۔ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

" اجعلوا ائمتکم خیارکم فانهم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم"

''اپنے افضل لوگوں کو اپنا امام بناؤ کہ وہ تم میں اور تمہارے رب میں واسطہ ہیں۔''

(سنن الدار قطنی، ج:2، ص:88) (فتاوی رضویہ، ج:16، ص:586)

مزید فرمایا:

''ہاں بایں معنے امام وعلماء قضاۃ وسلاطین سب خادم ہوسکتے ہیں کہ سید القوم

خادمھم (قوم کا سرداران کا خادم ہوتا ہے) یعنی اسے قوم کے آرام وتربیت کی ہر وقت ایسی فکر چاہیے جیسے خادم کو مخدوم کے کام کی۔"

(کنزالعمال، حدیث:17517) (فتاوی رضویہ، ج:16، ص:587)

امام ایک سال میں کتنی چھٹیاں کر سکتا ہے؟

◉ سوال: ایک امام کو سال میں کتنی چھٹیاں کرنے کی اجازت ہے؟ اور کیا اسے ان چھٹیوں کی تنخواہ بھی ملے گی؟

۞ جواب: اس طرح کے معاملات کا دارومدار عرف پر ہوتا ہے۔ جہاں جس طرح کا عرف رائج ہے وہاں امام کو اتنی ہی چھٹیاں کرنے کی اجازت ہونی چاہیے اور اجارہ کرتے وقت عرف کا خیال رکھا جائے اور بالفرض اگر کسی جگہ کا عرف معلوم نہیں ہو رہا تو وہاں امام مسجد کی ضروریات کا خیال کرتے ہوئے اس سے اجارہ کیا جائے۔ ہمارے ہاں عرف یہ ہے کہ مہینے میں ایک دو چھٹیاں کرنے اور عید وغیرہ کے مواقع پر ایک ہفتے تک کی چھٹی کی اجازت ہوتی ہے۔ امام کو ان چھٹیوں کی تنخواہ بھی ملے گی۔

امام اور مدرس کا تنخواہ میں اضافے کا تقاضہ

◉ سوال: ہمارے ہاں دو صورتیں درپیش ہیں: (1) ہمارے ہاں ایک مسجد کا امام بہت نیک پرہیزگار اور ملنسار ہے اور اس کی وجہ سے مسجد میں نمازیوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے اور مسجد کی آمدنی بھی پہلے سے زیادہ ہوگئی ہے۔ امام صاحب

کی تنخواہ بھی مناسب ہے لیکن اب انہوں نے کہنا شروع کردیا ہے کہ مہنگائی کی زیادتی کی وجہ سے میرے اخراجات پورے نہیں ہورہے۔ لہٰذا میری تنخواہ میں اضافہ کیا جائے۔ (2) دوسری صورت یہ ہے کہ ہمارے مدرسے میں ایک مدرس ہیں جن کی علمیت ہر ایک کو مسلم ہے اور مدرسے کے طلبہ بھی اس سے بہت زیادہ مانوس ہیں۔ اور مدرسے کے دیگر بہت سے امور اسی کے مشورے اور رائے سے حل کئے جاتے ہیں۔ مدرس صاحب کی تنخواہ بھی اچھی خاصی ہے لیکن ان کا مطالبہ ہے کہ مہنگائی میں اضافے کی وجہ اخراجات پورا کرنے میں مجھے بہت مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ لہٰذا میری تنخواہ میں اضافہ کیا جائے۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ مذکورہ امام اور مدرس کا تنخواہ میں اضافے کا مطالبہ کرنا کیسا ہے؟ نیز شرعی اعتبار سے ان کی تنخواہ میں اضافہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز اگر اس مدرس کو دیکھتے ہوئے دوسرے مدرسین بھی تنخواہ میں اضافے کا مطالبہ کردیں تو ان کی تنخواہ میں اضافہ کیا جائے یا نہیں؟

۞ جواب: دونوں صورتوں کا جواب یہ کہ اگر واقعتاً امام و مدرس کی تنخواہ ان کے اخراجات کے لئے کافی نہیں تو ان کا تنخواہوں میں اضافے کا مطالبہ کرنا بالکل جائز و حق ہے۔ بلکہ یہ ایک فطری چیز ہے۔ ہر شخص اپنے حالات پر غور کرلے کہ اگر اس کی آمدنی و تنخواہ اس کو کافی نہ ہو اور وہ تنخواہ میں اضافے کا مطالبہ بھی نہ کرے تو کیا کرے؟ یہی کرسکتا ہے کہ اچھا کھانا نہ کھائے، گندے میلے پھٹے پرانے کپڑے

پہنے اور بیوی بچوں کو بھی اسی حالت میں رکھے، گھر آنے والوں مہمانوں کو نہ کھلائے نہ پلائے نہ ہی کسی شادی غمی کی دعوت میں شرکت کرے نہ کبھی بھول کر بچوں کو کچھ اچھا کھلا سکے نہ پہنا سکے۔کیا ایسا امام یا مدرس لوگوں کے لئے قابل تقلید ہوگا۔اور کیا وہ خود اپنی اولاد کو اس راہ پر لگائے گا۔ظاہر یہی ہے کہ وہ اپنی اولاد اور رشتے داروں کو اس شعبے میں نہیں لائے گا اور اس کے ذمے دار وہی افراد ہوں گے جو اس کو اس حال تک لے آئے۔لہٰذا اگر امام یا مدرس واقعی حاجت مند ہوں تو ان کی ضرورت معلوم کر کے بقدر ضرورت ان کی تنخواہ میں اضافہ کر دیا جائے جو ان کو کافی ہو جائے بلکہ اگر دوسرا امام مل رہا ہو لیکن مذکورہ امام زیادہ پرہیز گار ہے یا مدرس والی صورت میں دوسرا مدرس مل رہا ہو لیکن پہلا مدرس زیادہ پرہیز گار یا زیادہ قابل ہے تو بھی انکی تنخواہ میں اضافہ کر دیا جائے۔اور فی زمانہ جو مدارس کے مہتمم حضرات اور مسجدوں کی انتظامیہ نے یہ طریقہ نکالا ہوا ہے کہ امام یا مدرس کو اگرچہ بیس سال ہو چکے ہوں اگر وہ بیچارے تنخواہ میں اضافے کا مطالبہ کر بیٹھیں تو کھڑے پاؤں اسے فارغ کر کے کسی نئے آدمی کو تختہ مشق بنانے کے لئے منتخب فرمالیں گے۔ایسی انتظامیہ کی خدمت میں عرض ہے کہ خدارا ایسا طرز عمل ہرگز نہ اپنائیں کہ لوگ دین سے باغی ہو جائیں۔اللہ تعالیٰ حق سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تنخواہوں میں اضافے کے حوالے سے صدر الشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی علیہ

الرحمۃ فرماتے ہیں:

''وقف سے امام کی جو کچھ تنخواہ مقرر ہے اگر وہ ناکافی ہے تو قاضی اُس میں اضافہ کرسکتا ہے اور اگر اتنی تنخواہ پر دوسرا امام مل رہا ہے مگر یہ امام عالم پرہیز گار ہے اُس سے بہتر ہے جب بھی اضافہ جائز ہیم، اور اگر ایک امام کی تنخواہ میں اضافہ ہوا اسکے بعد دوسرا امام مقرر ہوا تو اگر امام اول کی تنخواہ کا اضافہ اُسکی ذاتی بزرگی کی وجہ سے تھا جو دوسرے میں نہیں تو دوسرے کے لئے اضافہ جائز نہیں اور اگر وہ اضافہ کسی بزرگی وفضیلت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ ضرورت وحاجت کی وجہ سے تھا تو دوسرے کے لئے بھی تنخواہ میں وہی اضافہ ہوگام، یہی حکم دوسرے وظیفہ پانے والوں کا بھی ہے کہ ضرورت کی وجہ سے اُنکی تنخواہوں میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے نہ صرف امام وموذن کے لئے یہ حکم ارشاد فرمایا بلکہ چوکیدار تک کے لئے یہ ارشاد فرمایا:

''پھر جو ماہوار مقرر ہوا اگر اس کے صدق سعی وحسن خدمت کے لحاظ سے بقدر اجر مثل کے نہیں تو ضرور اجر مثل کی تکمیل کر دی جائے گی، اور اگر واقعی اجر مثل بھی اس کے واجبی صرف کو کفایت نہ کرے تو وقف کی فاضلات سے تا حد کفایت ماہوار میں اضافہ بھی ممکن، مگر نہ یوں کہ بطور خود کہ خود ہی مدعی اور خود ہی حاکم ہونا ٹھیک نہیں، بلکہ وہاں کے افقہ اہل بلد عالم سنی دیندار کی طرف رجوع کرے یا متعدد معزز متدین ذی رائے مسلمانان شہر کے سپرد کر دے۔ وہ بعد تحقیقات کامل اجر مثل تک حکم دیں یا بشرط صدق حاجت و

عدم کفایت تاقدر کفایت اضافہ کریں۔"

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:216)

ردالمحتار میں ہے:

" الظاهر انه يلحق به كل من في قطعه ضرر اذا كان المعين لا يكفيه كالناظر والموذن ومدرس المدرسة والبواب ونحوهم اذا لم يعلموا بدون الزيادة، يويده ما في البزازية اذا كان الامام والموذن لايستقر لقلة المرسوم للحاكم الدين ان يصرف اليه من فاضل وقف المصالح والعمارة باستصواب اهل الصلاح من اهل المحلة لو اتحد الواقف والجهة"

''ظاہر ہے کہ جس کو معزول کرنے میں نقصان ہو کہ مقررہ اس کو کفایت نہ کرتا ہو تو اس کے معاملہ کو بھی اس سے لاحق کیا جائے گا، مثلاً نگران، موذن ، مدرس چوکیدار وغیرہ حضرات جب یہ لوگ وظیفہ زائد کئے بغیر کام نہ کریں ،اس کی تائید بزازیہ کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے کہ جب امام اور موذن وظیفہ کی قلت کی وجہ سے استقرار نہ کریں تو حاکم کو محلّہ کے اہل لوگوں کے مشورہ سے وقف کے مصالح اور عمارت سے فاضل آمدنی میں سے ان کے لیے صرف کرنے کا اختیار ہے بشرطیکہ فاضل آمدنی والے اوقاف کا واقف اوران کی جہت ایک ہو۔''

(ردالمحتار، کتاب الوقف) (فتاوی رضویہ، ج:16، ص:217)

مسجد کے درختوں سے بلا ادائے قیمت پھل کھانا

◉ سوال : مسجد کے احاطہ کے اندر کے درختوں میں سے یا مسجد کی ملک کے درختوں میں سے کسی درخت کا پھل یا پھول بلا ادائے قیمت کھانا یا لینا جائز ہے یا نہیں؟

۞ جواب : اگر وہ پیڑ مسجد پر وقف ہیں تو بلا ادائے قیمت جائز نہیں ورنہ مالک کی اجازت درکار ہے اگر چہ اسی قدر کہ اس نے اسی غرض سے لگائے ہوں کہ جو مسجد میں ہو ان سے تمتع کرے (نفع حاصل کرے)۔

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:443)

مسجد میں اپنی ذات کے لئے درخت لگانا

◉ سوال : مسجد میں اپنی ذات کے لئے درخت لگانا جائز ہے؟

۞ جواب : مسجد کی زمین میں اپنے لیے درخت لگانا حرام ہے کہ وقف میں تصرف مالکانہ ہے، والوقف لایملك، پھر اگر یہ مال اس نے مسجد کے مال سے لگایا تو مسجد کا ہے اور اپنے مال سے لگایا اور یہ متولی ہے تو مسجد کا ہے مگر یہ کہ لگاتے وقت لوگوں کو گواہ کر لیا ہو کہ یہ میں اپنے لیے لگاتا ہوں، اور اگر غیر متولی ہے تو خود اس کا ہے مگر یہ کہ اقرار کرے کہ میں نے مسجد کے لیے لگایا، اب جس صورت میں پیڑ لگانے والے کا ٹھہرے اگر اس کے اکھیڑنے میں زمین وقف کا نقصان نہیں جبراً اکھڑوا دیا جائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"لیس لعرق ظالم حق"

''ظالم کا کوئی حق نہیں۔''

اور اگر اس میں زمین وقف کا ضرر ہو تو درخت مسجد کی ملک کرلیا جائے گا اور اندازہ کریں گے کہ اس وقت اس کی قیمت زیادہ ہے (اور) اکھیڑ کر بیچنے میں کم ہو جائے گی یا جدا کر کے بیچنے میں دام زیادہ اٹھیں گے اس وقت قیمت کم آئے گی، دونوں حالتوں میں جس صورت پر کم قیمت اٹھے وہ کم قیمت مسجد کے مال سے لگانے والے کو دی جائے گی۔

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:453)

مسجد کے فرش پر کوئی بیل اگا کر مسجد کی دیواروں پر پھیلا دینا

◉ سوال: مسجد کے فرش پر کوئی بیل وغیرہ اگا کر اسے مسجد کی دیواروں پر پھیلا دینا جائز ہے یا نہیں؟

۞ جواب: خارج مسجد درخت بو کر اس کی بیل دیوار یا سائبان مسجد پر بقصد زیبائش پھیلانا جب بنیت تعظیم مسجد ہو شرعا ممنوع نہیں۔

"کما هو مصرح فی کتب الفقه لانه فیه تعظیم المسجد ولیس فیه تفریق الصفوف والضیق علی الناس"

''جیسا کہ کتب میں اس کی تصریح ہے کیونکہ اس میں مسجد کی تعظیم ہے اور اس میں صفوں کی تفریق بھی نہیں اور نہ ہی مسجد میں جگہ کی تنگی ہوگی۔''

(فتاوی اجملیہ، ج:2، ص:368)

مذہبی تقریبات میں تقسیم ہونے والی شرینی

◉ سوال: مذہبی تقریبات میں جو شیرینی بغرض تقسیم آتی ہے وہ اس محفل کے حاضرین کے لیے مخصوص ہے یا مسلم اور غیر مسلم جو اس تقریب میں شریک نہیں ہیں ان کے گھروں میں وہ شیرینی بطور تبرک بھیجی جا سکتی ہے نیز اہالیان شہر کی اس اوقاف کے روپیہ سے دعوت کرنا شرعا جائز ہے یا نہیں؟

۞ جواب: غیر مسلم کو مال وقف سے بھیجنا تو کسی طرح جائز نہیں کہ وقف کار خیر کے لیے ہوتا ہے اور غیر مسلم کو دینا کچھ ثواب نہیں۔ کما فی البحر الرائق وغیرہ۔ (جیسا کہ بحر الرائق وغیرہ میں ہے۔) رہا غیر حاضرین مسلمانوں کے گھروں پر بھیجنا۔ اس میں وہی شرط واقف یا عمل درآمد قدیم کا لحاظ ہوگا۔ بعض مسلمانوں کی دعوت اگر کسی مصلحت وقف کے لیے ہے تو جائز ہے جب کہ شرط واقف یا عمل درآمد کے موافق ہو۔

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:226)

چندہ مالِ وقف ہے یا صدقہ

◉ سوال: مسجدوں، مدرسوں کی تعمیر واخراجات کے لیے نیز کسی اور مذہبی ودینی ضرورت کے لیے جو چندے وصول ہوتی ہیں یہ محض صدقہ ہیں یا وقف بھی کہے جا سکتے ہیں، اگر صدقہ ہی ہوں تو جس خاص غرض کے لیے وصول کئے گئے ہیں اس کے علاوہ دوسرے کار خیر میں خرچ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب : عموماً یہ چندے صدقہ نافلہ ہوتے ہیں ان کو وقف نہیں کیا جا سکتا کہ وقف کے لیے یہ ضرور ہے کہ اصل کو برقرار رکھ کر اس کے منافع کام میں صرف کئے جائیں جس کے لیے وقف ہو، نہ یہ کہ خود اصل ہی کو خرچ کر دیا جائے۔ یہ چندے جس خاص غرض کے لیے کیے گئے ہیں اس کے غیر میں صرف نہیں کئے جا سکتے اگر وہ غرض پوری ہو چکی ہو تو جس نے دیے ہیں اس کو واپس کئے جائیں یا اس کی اجازت سے دوسرے کام میں خرچ کریں۔ بغیر اجازت خرچ کرنا ناجائز ہے۔

(فتاوی امجدیہ)

انتظامیہ کی تاخیر اور سستی کی وجہ سے چیک کیش نہ ہوا

سوال : زید نے مسجد کے لئے بیس ہزار روپے کا چیک کاٹ کر دیا۔ مسجد انتظامیہ نے ایک عرصے تک وہ چیک کیش نہیں کروایا حتی کہ زید فوت ہو گیا اور اس کا اکاؤنٹ بند ہو گیا۔ کیا ایسی صورت میں مسجد انتظامیہ اس بیس ہزار روپے کی ذمہ دار ہے یا نہیں؟ کیونکہ انہی کی غفلت کی وجہ سے چیک ضائع ہوا۔

جواب : مسجد انتظامیہ سے چیک کا تاوان لینا جائز نہیں، کیونکہ زید کا چیک دینا مسجد کو رقم ہبہ کرنا تھا یعنی تحفہ دینا تھا اور ہبہ اس وقت مکمل ہوتا ہے جب اس پر قبضہ کر لیا جائے، تو جب چیک جمع کروا کر ابھی رقم پر قبضہ نہیں کیا گیا تو وہ رقم مسجد کی ملکیت میں آئی ہی نہیں اور ملکیت میں آنے سے پہلے جب زید کا انتقال ہو گیا تو ہبہ باطل ہو گیا کہ موت سے ہبہ باطل ہو جاتا ہے لہٰذا یہاں انتظامیہ کی یہ کوتاہی تو

ہے کہ جو رقم مسجد کو مل سکتی تھی وہ حاصل نہ کی لیکن اسے یہ نہیں کہا جائے گا کہ مسجد کی رقم ضائع کردی۔ لہٰذا مسجد انتظامیہ پر اس کا کوئی تاوان نہیں۔ البتہ اتنی رقم کا انتظامیہ کی غفلت کی وجہ سے مسجد کو نہ ملنا ضرور برا ہے۔ آئندہ کے لئے اس کے تدارک کی کوشش کرنی چاہیے۔

(ملخص ازفتاوی رضویہ، ج:16، ص:244، 245)

ایک مدرسہ کا چندہ دوسرے مدرسے استعمال کرنا

◉ سوال: ایک مدرسہ کا روپیہ جو واقف نے خاص ایک مدرسے کے لیے دیا ہے۔ دوسرے مدرسہ میں صرف ہوسکتا ہے یا نہیں؟

۞ جواب: جب واقف نے روپیہ خاص اس مدرسہ میں صرف کرنے کے لئے دیا تو یہ دوسرے مدرسہ میں کیونکر صرف کرسکتا ہے۔ درمختار میں ہے:

" وان اختلف احدهما بان بنی رجلان مسجدین او رجل مسجداً ومدرسة ووقف عليهما اوقافاً لا يجوز له ذلك ای الصرف من غلة احدهما على الآخر "

(در مختار، کتاب الوقف، ج:3، ص:408)

زکوٰۃ کی رقم سے مدرسہ کے ٹاٹ وچٹائی پر خرچ کرنا

◉ سوال: کیا زکوٰۃ کی رقم مدرسین کی تنخواہ، مدرسہ کے ٹاٹ وچٹائی اور غریب بچوں کی کتاب وکاپی میں خرچ کی جاسکتی ہے؟

۞جواب : زکاۃ کی رقم مدرسین کی تنخواہ، مدرسہ کے ٹاٹ وچٹائی یہاں تک کہ بعض صورتوں میں بچوں کی کتاب وکاپی میں بھی نہیں خرچ کر سکتے۔ ہاں اگر زکاۃ کی رقم کسی ایسے شخص کو دے دیں جو مالک نصاب نہ ہو، پھر وہ شخص مدرسہ میں دے دے تو اب وہ رقم مدرسہ کی ہر ضرورت پر خرچ ہو سکتی ہے۔

(فتاوی فیض الرسول، ج:1، ص:489)

زکوٰۃ کی رقم سے مدرسین کو تنخواہ دینا

◉ سوال :مدارس اسلامیہ میں جو رقم زکوٰۃ کی دی جاتی ہے، اس کو تنخواہ مدرسین میں صرف کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

۞جواب : زکوٰۃ کی رقم بغیر حیلہ شرعی مدرسین کی تنخواہ میں ہرگز نہیں صرف کی جا سکتی۔ بہارِ شریعت حصہ پنجم صفحہ 57 میں ہے کہ بہت سے لوگ مال زکوٰۃ اسلامی مدارس میں بھیج دیتے ہیں ان کو چاہئے کہ متولی مدرسہ کو اطلاع دیں کہ یہ مالِ زکوٰۃ ہے تاکہ متولی اس مال کو جدا رکھے اور مال میں نہ ملائے اور غریب طلباء پر صرف کرے کسی کام کی اجرت میں نہ دے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

(فتاوی فیض الرسول، ج:1، ص:490)

رقومِ زکوٰۃ حیلہ شرعی

◉ سوال : کیا رقومِ زکوٰۃ حیلہ شرعی کے بعد ضروریات مدرسہ یعنی تعمیر مدرسہ یا اور دیگر کاموں میں صرف کی جا سکتی ہے یا نہیں اور حیلہ شرعی کی کیا صورت ہے

ایسی حالت میں زکوٰۃ دینے والے کی زکاۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

۞جواب : مالِ زکوٰۃ حیلہ شرعی کے بعد تعمیر مدرسہ وغیرہ ہر کام میں صرف کیا جا سکتا ہے شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ حیلہ شرعی کی ایک صورت یہ ہے کہ مالِ زکاۃ کا فقیر کو مالک بنا دیں اس طرح زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(فتاوی فیض الرسول، ج:1، ص:390)

حیلہ شرعی کا طریقہ

◉ سوال : ہمارے یہاں حیلہ شرعی اس طرح کیا جاتا ہے کہ چند طلباء کو بلا کر کہہ دیا گیا کہ یہ زکوٰۃ کا روپیہ ہے اس کو تم مدرسہ میں دیدو پہلے سے ان کو بتا دیا جاتا ہے وہ لڑکا کہتا ہے کہ میری طرف سے اس کو مدرسہ میں داخل کر دو اور وہ داخل کر لیا گیا۔ کیا حیلہ شرعی کی یہی صورت ہے یا کچھ اور۔ زکوٰۃ کی اس رقم پر تملیک شرط ہے یا نہیں؟

۞جواب : زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے تملیک شرط ہے لہٰذا طلبہ سے یہ کہنا کہ یہ مال زکوٰۃ ہے اسے مدرسہ میں دے دو اور انہوں نے دے دیا، صحیح نہیں بلکہ نادار بالغ طلبہ کو مالِ زکاۃ دے دیا جائے اور وہ لوگ اس پر قبضہ کر لیں پھر بخوشی مدرسہ میں دیدیں۔ اگر طلبہ نابالغ ہوں گے تو ان کا مدرسہ میں دینا شرعاً صحیح نہیں۔ اگر دیں گے تو اس مال کا مدرسہ میں خرچ کرنا جائز نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ 178 میں ہے:

"اذا دفع الزکوٰۃ الی الفقیر لا یتم الدفع ما لم یقبضھا"

اور درمختار مع شامی جلد چہارم صفحہ 531 میں ہے:

"لا تصح ھبۃ صغیر"

(فتاوی فیض الرسول، ج:1، ص:491)

جس مدرسے میں زکوٰۃ کا صحیح استعمال نہ ہواس کوز کوٰۃ دینا

◉ سوال: بعض جگہ یہ قاعدہ کہ زکاۃ کی رقم وصول کر لی گئی مگر مدرسہ میں کوئی طلبہ کے خوردونوش کا انتظام نہیں ہے وہ زکوٰۃ کی رقم مدرسہ میں تنخواہ اور دیگر کاموں میں صرف کی جاتی ہے ایسے مدرسہ میں زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور دینے والے پر تاوان پڑے گا یا نہیں اور دینے والا گنہگار ہوگا یا نہیں؟

۞ جواب: جس مدارس میں مال زکوٰۃ طلبہ پر نہیں صرف کیا جاتا اور ارا کین مدرسہ بغیر حیلہ شرعی مدرسہ کے دیگر کاموں میں صرف کرتے ہیں اور زکوٰۃ دینے والے کو اس بات کا علم ہے تو ایسے مدارس میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ اگر دیا تو تاوان دینا پڑے گا اگر تاوان نہیں دیگا تو گنہگار ہوگا۔

(فتاوی فیض الرسول، ج:1، ص:491)

زکوٰۃ کی رقم کو مسجد کی ضروریات میں خرچ کرنا

◉ سوال: زکوٰۃ اور صدقہ مسجد کی کسی ضرورت میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر ان رقموں سے امام کا مشاہرہ ادا کرنا چاہیں تو کوئی حرج تو نہیں ہے؟

🟉 جواب: زکوٰۃ اور صدقہ فطر مسجد کی ضروریات میں صرف نہیں کر سکتے اور نہ ان رقموں سے امام کا مشاہرہ ادا کر سکتے ہیں، اس لئے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے تملیک شرط ہے اور ان صورتوں میں تملیک نہیں پائی جاتی۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ: 176 میں ہے:

"لا یجوز ان یبنی بالزکوٰۃ المسجد و کذا الحج و کل ما لا تملیك فیه"

اگر زکوٰۃ اور صدقہ فطر مسجد کی ضروریات میں صرف کرنا چاہیں تو اس کی یہ صورت ہے کہ کسی غریب آدمی کو زکوٰۃ اور صدقہ فطر دیدیں پھر وہ اپنی طرف سے مسجد میں دے دے۔ اب وہ رقم مسجد کی ہر ضرورت اور امام کے مشاہرہ وغیرہ میں خرچ کر سکتے ہیں کوئی حرج نہیں۔

(فتاوی فیض الرسول، ج:1، ص:492)

یتیم جو کفالت میں ہو اس کو زکوٰۃ دینا

◉ سوال: ہندہ یتیم ہے، بکر مالک نصاب ہے اور وہ ہندہ کا سرپرست ہے تو بکر ہندہ کو زکوٰۃ دے سکتا ہے؟ اور اس سے حیلہ شرعی کرا سکتا ہے یا نہیں؟

🟉 جواب: بکر جو مالک نصاب ہے، وہ ہندہ یتیمہ کو زکوٰۃ دے سکتا ہے بشرطیکہ وہ یتیمہ نہ مالک نصاب ہو، نہ سیدہ ہو، اور نہ ہاشمیہ، اور نہ بکر کی اولاد کی اولاد ہو۔ مگر اس سے حیلہ شرعی کرنا صحیح نہیں کہ مال زکوٰۃ پر قبضہ کرنے کے بعد جب وہ بکر کو دے

گی تو ہبہ ہوگا اور نابالغ کا ہبہ صحیح نہیں۔ جیسا کہ درمختار مع شامی جلد چہارم صفحہ 531 میں ہے:" لا تصح هبة صغير "

(فتاوی فیض الرسول، ج:1، ص:492)

چرم قربانی، زکوٰۃ، عُشر کا مدرسے میں خرچ کرنا

◉ سوال : ایک دینی مدرسہ ہے جس میں غریب طلباء کو کھانے کا انتظام نہیں ہے اس کے باوجود چندے سے اس کا خرچ پورا نہیں ہوتا لہٰذا اگر اس میں چرم قربانی، زکوٰۃ، غلہ کا عشر اور صدقہ فطر خرچ کرنا چاہیں تو اس کی کیا صورت ہے؟

۞ جواب : چرم قربانی (قربانی کی کھال) بغیر حیلہ شرعی کے مدرسہ میں دے سکتے ہیں اس لئے کہ چرم قربانی میں تملیک شرط نہیں۔ اور زکاۃ، غلہ کا عشر وصدقہ فطر سے اگر اس کی مدد کرنا چاہیں تو اس کی صورت یہ ہے کہ اس قسم کی رقم کسی ایسے شخص کو دیدیں جو مالک نصاب نہ ہو اور نہ بنی ہاشم سے ہو۔ وہ شخص ان رقموں پر قبضہ کرے پھر اپنی طرف سے مدرسہ میں دیدے اس طرح ثواب دونوں کو ملے گا اور مدرسہ کا کام بھی چل جائے گا۔ الاشباہ والنظائر میں ہے:

" والحيلة فى التكفين بها التصدق علىٰ فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما و كذا فى تعمير المساجد "

(فتاوی فیض الرسول، ج:1، ص:493تا 494)

زکاۃ کی رقم سے یتیم خانہ کے بچوں کے کپڑے بنوانا

◉ سوال : کیا زکاۃ کی رقم سے یتیم خانہ کے بچوں کے کپڑے بنوا کر دے سکتے ہیں؟

۞جواب : زکوٰۃ کی رقم سے کپڑے بنوا کر یتیم خانہ کے بچوں کو مالک بنا دیں تو زکوٰۃ ادا ہو جائیگی بشرطیکہ وہ بچے مالک نصاب نہ ہوں نہ سید ہوں نہ ہاشمی ہوں نہ زکوٰۃ دینے والے کی اولاد کی اولاد ہوں اور نہ کسی مالک نصاب کی نابالغ اولاد ہوں کہ یتیم خانوں میں یتیم کے نام پر بعض غیر یتیم بھی داخل ہو جاتے ہیں۔

(فتاوی فیض الرسول، ج:1، ص:495)

صدقہ کی رقم سے دینی کتابیں خریدنا

◉ سوال : صدقہ وغیرہ کی رقموں سے دینی کتابیں خریدنا کیسا ہے؟ نیز زید ایام حصول علم میں صدقہ وغیرہ کی رقمیں اپنے مصرف میں لاسکتا ہے یا نہیں؟

۞جواب : صدقہ نافلہ کو ہر جائز کام میں صرف کرنا جائز ہے، اور صدقہ واجبہ مثلاً صدقہ فطر، زکاۃ اور عشر کی ادائیگی میں تملیک شرط ہے، لہٰذا اگر صدقہ واجبہ سے کتابیں خریدی گئی ہیں تو اسے کسی غریب کی ملکیت میں دینا ضروری ہے۔ اور طالب علم دین اگر بالغ اور مالک نصاب ہے یا نابالغ ہے اور اس کا باپ مالکِ نصاب ہے تو صدقہ واجبہ کو اپنے مصرف میں نہیں لاسکتا اور اگر بالغ ہے اور مالکِ نصاب نہیں ہے تو صدقہ واجبہ کو اپنے مصرف میں لاسکتا ہے۔

(فتاوی فیض الرسول، ج:1، ص:496)

صدقہ فطرہ، صدقہ، چرم قربانی، زکوٰۃ کے مصارف

◉ سوال : (1) فطرہ کا پیسہ کن کن مدوں میں صرف کیا جا سکتا ہے؟

(2) صدقہ کا پیسہ کن کن مدوں میں صرف کیا جاسکتا ہے؟

(3) چرم قربانی کا روپیہ کن کن مدوں میں صرف کیا جاسکتا ہے؟

(4) زکاۃ کا روپیہ کن کن مدوں میں صرف کیا جاسکتا ہے؟

جواب:

(1,4) زکوٰۃ اور صدقہ فطر میں جن لوگوں پر صرف کیا جاسکتا ہے ان میں سے چند یہ ہیں: (1) فقیر یعنی وہ شخص کہ جس کے پاس کچھ مال ہو لیکن نصاب بھر نہ ہو۔ (2) مسکین یعنی وہ شخص کہ جس کے پاس کھانے کے لئے غلہ اور بدن چھپانے کے لئے کپڑا بھی نہ ہو۔ (3) قرض دار یعنی وہ شخص کہ جس کے ذمہ قرض ہو اور اس کے پاس قرض سے فاضل کوئی بقدر نصاب نہ ہو۔ (4) مسافر کے پاس سفر کی حالت میں مال نہ رہا اس پر بقدر ضرورت صرف کیا جاسکتا ہے۔

اور جن لوگوں پر زکوٰۃ وصدقہ فطر صرف نہیں کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہیں: (1) مالدار یعنی وہ شخص جو مالک نصاب ہو۔ (2) سادات کرام۔ (3) بنی ہاشم یعنی حضرت علی، حضرت جعفر، حضرت عقیل اور حضرت عباس و حادث بن عبد المطلب کی اولاد پر زکوٰۃ وصدقہ فطر نہیں صرف کیا جاسکتا۔ (4) اپنی اصل اور اپنی فرع یعنی ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہم اور بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی پر نہیں صرف کیا جاسکتا۔ (5) عورت اپنے شوہر پر اور شوہر اپنی عورت پر اگر چہ مطلقہ ہوتا وقتیکہ عدت میں ہو زکوٰۃ وصدقہ فطر خرچ نہیں کر سکتے۔ (6) مالدار مرد

کے نابالغ بچے پر نہیں صرف کیا جا سکتا اور مالدار کی بالغ اولاد پر جبکہ وہ فقیر ہو صرف کیا جا سکتا ہے۔ (7) کافر وہابی یا کسی دوسرے مرتد اور بد مذہب پر نہیں صرف کیا جا سکتا۔ نیز زکوٰۃ وصدقہ فطر کا مال مردہ کی تجہیز و تکفین یا مسجد و مدرسہ کی تعمیر میں نہیں لگایا جا سکتا۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ 176 میں ہے:

"لا یجوز ان یبنی بالزکاۃ المسجد و کذا الحج و کل ما لا تملیك فیه و لا یجوز ان یکفن بها میت و لا یقضیٰ بها دین المیت کذا فی التبیین"

ہاں اگر زکوٰۃ وصدقہ فطر کا مال مسجد و مدرسہ وغیرہ کی تعمیر میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو دیدیں جو مالک نصاب نہ ہو پھر وہ صرف کرے تو ثواب دونوں کو ملے گا۔

(ردالمحتار، بہارِ شریعت)

(2) صدقہ کی دو قسمیں ہیں: صدقہ واجبہ اور صدقہ نافلہ۔ صدقہ واجبہ مثلاً کسی نے نذر مانی کہ میرا لڑکا تندرست ہو گیا تو میں اتنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کروں گا تو اس مال کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ وصدقہ فطر کے مصارف ہیں۔ اور صدقہ نافلہ اسے مردہ کی تجہیز و تکفین اور مدرسہ و مسجد کی تعمیر میں بھی خرچ کیا جا سکتا ہے۔

(3) قربانی کرنے والا چرم قربانی بیچنے سے پہلے اپنے استعمال میں لا سکتا ہے اور امیر و غریب کسی کو بھی دے سکتا ہے، لیکن اگر بیچ ڈالا تو اس کی نیت دیکھی جائے گی۔ اگر صدقہ کرنے کی نیت سے بیچا ہے تو امیر و غریب اور مسجد و مدرسہ وغیرہ کی تعمیر

پر بھی صرف کرسکتا ہے اور اگر پیسہ کو اپنی ضرورت میں صرف کرنے کے لئے بیچا ہے تو اس صورت میں وہ پیسہ صرف انہیں لوگوں پر صرف کیا جا سکتا ہے کہ جن پر زکوٰۃ وصدقہ فطر صرف کیا جاتا ہے۔

(فتاوی فیض الرسول، ج:1، ص:500)

دینی مدرسہ میں سکول کھولنا

◉ سوال: دینی مدرسہ میں سکول کھولنا جائز ہے یا نہیں؟

۞ جواب: دینی مدرسے میں اسکول کھولنا ناجائز وحرام اور وقف میں تبدیلی ہے صدرالشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''جب کوئی عمارت لڑکوں کے پڑھانے کے لیے وقف کردی گئی ہے تو اسی کام میں لائی جاسکتی ہے دوسرے کام میں اس کو نہیں لاسکتے اگرچہ دوسرے کام میں لانے کی ممانعت کاغذ میں تحریر نہ ہوئی اور یہاں تو اس امر کی تصریح بھی موجود ہے کہ دوسرے کام میں لانے کی ممانعت ہے باوجود اس تصریح کے اس کو دوسرے کام میں لانا اور وہ عمارت حکومت کو دیدینا اور اس میں لڑکیوں کا سکول قائم کرنا ہرگز جائز نہیں۔''

فقہائے کرام تصریح فرماتے ہیں:

''شرط الواقف کنص الشارع''

جائداد موقوفہ میں خلاف شرائط وقف تصرف کرنا درست نہیں جو لوگ ایسی کوشش

کرتے ہیں کہ اسے حکومت کے قبضے میں دیدیا جائے یا لڑکیوں کا سکول اس میں قائم کیا ہے وہ گناہگار اور مستحق مواخذہ اخردی وعذاب نار ہیں کہ اولاتو خود وقف کو خلاف شرط دوسرے کام میں لانا ہی جائز نہیں دوسرے لڑکیوں کے سکول میں جو کچھ برے نتائج پیدا ہوتے ہیں وہ اہل بصیرت پر مخفی نہیں تیرے علم دین کے خلاف جدوجہد کرنا خود شدید جرم وحرام ہے کہ اس فریضہ دینی میں رکاوٹ پیدا کرنا اور علم دین سے لوگوں کو محروم کردینا نہایت سخت حرام اور اس کا عظیم وبال ہے اور مسلمانوں میں فساد پیدا کرنا بھی حرام ہے قرآن مجید میں اس کی مذمت بکثرت مواقع پر مذکور ہے۔

(فتاوی امجدیه)

مدرسہ کا وسیع رقبہ خالی ہے ایسی صورت میں سکول بنانا

◉ سوال : ایک مدرسہ کا رقبہ بہت وسیع وعریض ہے جبکہ مدرسہ میں طلباء کی آبادی بہت قلیل ہے۔ مدرسہ انتظامیہ نے باہم یہ طے کیا ہے کہ خالی جگہ ایک اسکول تعمیر کردیا جائے جس میں مختلف کلاسیں ہیں اور اس کے ساتھ کمپیوٹر کی تعلیم بھی ہو۔ بعض لوگ اس سے منع کررہے ہیں کہ دینی مدرسہ میں ان چیزوں کا قیام جائز نہیں۔ آپ سے عرض ہے کہ اس بارے میں جو حکم شرعی ہے اس سے مطلع فرمائیں؟

✿ جواب : جب وہ دینی مدرسہ ہے تو اس میں کسی دنیوی اسکول کا قیام وقف میں تبدیلی ہے اور وقف میں تبدیلی حرام ہے۔ دنیوی اسکول تو دور کی بات ہے وہاں

پر مسجد بنانا بھی حرام ہے۔

(ملخص از فتاوی فقیہ ملت، ج:2، ص:131)

فتاوی عالمگیری میں ہے:

"لا یجوز تغییر الوقف"

''وقف میں تبدیلی کرنا جائز نہیں۔''

(فتاوی عالمگیری، ج:2، ص:490)

اور فتاوی شامی میں ہے:

"الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیہ"

''وقف کو اسی پر برقرار رکھنا واجب ہے جس پر وہ ہو۔''

(فتاوی شامی، کتاب الوقف)

مدرسے میں مزار بنانا

◉ سوال: اگر مدرسہ کا مہتمم یا کوئی ذمہ دار شخص وصیت کرے کہ اسے مدرسے میں دفن کیا جائے تو اسے مدرسہ میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ نیز مدرسہ میں کسی کا مزار تعمیر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

✿ جواب: مدرسہ میں قبر بنانا یا کسی کا مزار تعمیر کرنا ناجائز ہے۔ فتاوی فقیہ ملت میں ہے:

''عالم صاحب کا مدرسہ کی زمین میں دفن کرنے کی وصیت کرنا جائز نہیں کہ مدارس کی زمینیں مردہ دفن کرنے کے لئے نہیں ہوتی ہیں۔ بلکہ ان کی

ضروریات کے لئے ہوتی ہیں اور جو چیز جس غرض کے لئے وقف کی گئی ہے
دوسری غرض کی طرف اسے پھیرنا حرام ہے۔"

(فتاوی فقیہ ملت، ج:2، ص:131)

ہاں اگر مدرسہ کے لئے وقف کرنے سے پہلے وہاں قبر بنی ہوئی ہو اور مدرسہ بعد میں تعمیر ہوا ہو یا مدرسے میں ابتداء ہی اتنی جگہ قبر و مزار کے لئے وقف کی گئی ہو تو وہاں قبر و مزار کی تعمیر جائز ہے جیسے بعض مسجد کے لئے جگہ وقف کرتے ہیں تو اس کا ایک کنارہ پہلے اپنی قبر کے لئے مخصوص کر لیتے ہیں، یہ جائز ہے۔

◉ سوال: بزرگان دین کے عرس جو مدرسے میں مدرسے ہی کی جانب سے منائے جاتے ہیں اس پر مدرسہ کی رقم خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

✿ جواب: جو اعراس بزرگان دین مدرسہ کی طرف سے کئے جاتے ہیں ان کے لئے الگ سے چندے کر لئے جائیں۔ مدرسہ کی رقم ان پر خرچ کرنا جائز نہیں۔

(فتاوی فقیہ ملت، ج:2، ص:140)

مرتد کا مدرسے کے لئے زمین وقف کرنا

◉ سوال: اگر کوئی مرتد مدرسے کے لئے زمین وقف کرے وہ زمین وقف ہو جائے گی یا نہیں؟

✿ جواب: مرتد ہونے کی حالت میں جو چیز وقف کی گئی ہو وہ وقف نہیں ہوتی بلکہ موقوف رہتی ہے۔ اگر وہ مرتد مسلمان ہو جائے تو وقف صحیح ہو جائے گا اور اگر مرتد ہی رہے تو وقف باطل ہو جائے گا۔ بہار شریعت میں ہے:

''مرتد نے زمانہ ارتداد میں وقف کیا تو یہ وقف موقوف ہے اگر اسلام کی طرف واپس ہوا وقف صحیح ہے ورنہ باطل۔''

◉ سوال: قبرستان میں لگی ہوئی گھاس کو کاٹنے کی بجائے آگ لگا کر ختم کر دینا کیسا ہے؟

۞ جواب: قبروں میں لگی ہوئی گھاس کو جلانا منع ہے:

"لما فيه من التفاو ل القبيح بالنار وايذاء الميت"

''کیونکہ اس میں آگ کی وجہ سے بدشگونی ہے نیز اس میں میت کی ایذاء ہے۔''

فتاوی رضویہ، جلد چہارم ص ۱۰۳ میں ہے کہ علامہ طحطاوی و علامہ شامی نے اس مسئلہ کی دلیل میں کہ مقابر میں پیشاب کرنا ممنوع ہے، فرمایا:

"لان الميت يتأذى بما يتأذى منه الحی"

''میت کو ان چیزوں سے ایذاء ہوتی ہے جن سے زندوں کو ایذاء ہوتی ہے۔''

(فتاوی فیض الرسول، ج:1، ص:466)

قبرستان میں عمارت بنانا

◉ سوال: قبرستان میں جہاں قبریں ہیں اس جگہ پر عمارت بنوائی جاسکتی ہے یا نہیں؟ نیز اس پر کاشتکاری ہوسکتی ہے یا نہیں؟

۞ جواب: مسلمانوں کے قبرستان میں قبروں کی جگہ عمارت بنانا یا کاشتکاری کرنا

ہرگز جائز نہیں۔ بہار شریعت حصہ دہم ص ۸۳ پر ہے:

''مسلمانوں کا قبرستان ہے جس میں قبر کے نشان بھی مٹ چکے ہیں ہڈیوں کا بھی پتہ نہیں جب بھی اس کو کھیت بنانا یا اس میں مکان بنانا جائز نہیں۔ اب بھی وہ قبرستان ہی ہے۔ قبرستان کے تمام آداب بجالائے جائیں۔''

فتاوی عالمگیری جلد:2 ص:362 میں ہے:

"سئل هو (ای القاضی الامام شمس الائمة محمود الاوزجندی) عن المقبرة فی القری اذا ان درست ولم یبق فیها اثر الموتٰی لا العظم ولا غیره هل یجوز زرعها واستغلالها قال لا ولها حکم المقبرة کذا فی المحیط"

''شمس الائمہ امام محمود اوزجندی سے سوال کیا گیا کہ جب کوئی قبرستان بالکل مٹ جائے اور اس میں مردوں کا نشان باقی نہ رہے اور نہ ہی ان کی ہڈیاں اور دیگر چیزیں باقی رہیں تو اس وقت قبرستان پر کھیتی باڑی کرنا اور اسے پیداواری کاموں میں استعمال کرنا جائز ہے۔ انہوں نے جواب دیا، ناجائز ہے اور قبرستان کے لئے اب بھی پہلے والے احکام باقی ہیں۔''

(فتاوی فیض الرسول، ج:1، ص:466،467)

قبرستان کے درختوں کا مالک کون؟

◉ سوال: اگر کسی شخص نے قبرستان میں درخت لگائے تو شرعی اعتبار سے ان درختوں کا مالک کون ہے؟ اور ان درختوں کے پھل کون کھا سکتا ہے؟

۞ جواب: فتاوی فیض الرسول جلد 1 صفحہ 468،469 پر ہے جس کا خلاصہ

ہے کہ:

جس نے مسلمانوں کے قبرستان میں درخت لگائے وہی شرعا ان درختوں اور پھلوں کا مالک ہے اوراس کے بعد درختوں کا پھلوں کے مالکان اس کی اولاد ہیں۔

بہارشریعت میں ہے:

''قبرستان میں کسی نے درخت لگائے تو یہی شخص ان درختوں کا مالک ہے۔''

(بہار شریعت، حصہ:10، ص:84)

اورفتاوی عالمگیری جلد دوم مصری ص:363 میں ہے:

" مقبرة عليها اشجار عظيمة فهذا على وجهين اما ان كانت الاشجار نابتة قبل اتخاذ الارض مقبرة او نبتت بعد اتخاذ الارض مقبرة ففى الوجه الاول المسئلة على قسمين اما اذا كانت الارض مملوكة لها او كانت مواتا لا مالك لها واتخذها اهل القرية مقبرة ففى القسم الاول الاشجار باصلها على ملك رب الارض يصنع بالاشجار واصلها ما شاء وفى القسم الثانى الاشجار باصلها على حالها القديم وفى الوجه الثانى المسئلة على قسمين اما ان علم لها غارس او لم يعلم ففى القسم الاول كانت للغارس وفى القسم الثانى الحكم فى ذالك الى القاضى ان راى بيعها وصرف ثمنها الى عمارة المقبرة فله ذالك "

اس پوری عبارت کا خلاصہ مندرجہ ذیل صورتوں میں ہے:

☆ اگر قبرستان کی زمین کسی کی ملکیت تھی اور درخت قبرستان بنانے سے پہلے ہی اگے ہوئے تھے۔ اس صورت میں درخت اور ان کے پھل زمین کے سابقہ مالک کے ہیں وہ جو چاہے کرے اور اس کے بعد اس کی اولاد کی ملکیت ہیں۔

☆ اگر خالی زمین ہو جس کو مسلمانوں نے قبرستان بنالیا ہو اور درخت پہلے سے موجود ہوں تو وہ درخت اور ان کے پھل کسی کی ملکیت نہیں۔

☆ اگر قبرستان بنانے کے بعد درخت لگائے گئے اور درخت لگانے والے کا علم نہیں تو ان درختوں کا معاملہ قاضی کے حوالے ہے۔ اگر مناسب سمجھے تو ان درختوں کو بیچ کر ان کی قیمت قبرستان کی ضروریات میں خرچ کرلے۔

☆ اگر قبرستان بنانے کے بعد درخت لگائے گئے اور درخت لگانے والے کا علم ہے تو وہی لگانے والا ان درختوں اور پھلوں کا مالک ہے۔

مصنوعی قبر بنانا، وہاں مزار تعمیر کرنا، عرس کرنا

◉ سوال: ایک زمین عرصہ دراز سے خالی پڑی ہوئی تھی۔ اس زمین کے بارے میں ایک نیک پرہیزگار شخص نے مراقبے کے ذریعے بتایا کہ یہاں پر ایک بزرگ کی قبر ہے۔ اس نیک آدمی کے کہنے پر لوگوں نے وہاں پر ایک مزار بنا دیا اور اب وہاں پر سالانہ عرس اور فاتحہ وغیرہ ہوتی ہے۔ اس جگہ مزار بنانا اور اس جگہ کے ساتھ مزاروں والا برتاؤ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس جگہ کے رہنے والے وہاں پر کسی

قبر کا وجود نہیں جانتے۔

۞ جواب : مصنوعی قبر بنانا، وہاں مزار تعمیر کرنا، عرس کرنا وغیرہ سب امور ناجائز ہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

"لعن الله من زار بلا مزار"

''اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو فرضی قبروں کی زیارت کرے۔''

اور جہاں تک مراقبے میں وہاں قبر ہونا معلوم ہوا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مراقبے میں الہام کے ذریعے معلومات ہوتی ہیں۔ اور الہام دو طرح ہوتا ہے: شیطانی اور رحمانی۔ اور جہاں قبر نہ ہونا معلوم ہو وہاں قبر ہونے کا الہام شیطانی ہونا ممکن ہے لہٰذا اس پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔

(فتاوی فیض الرسول، ج:1، ص:470)

قبرستان کے درخت کاٹ کر فروخت کرنا

◉ سوال : قبرستان میں بڑے بڑے درخت موجود ہیں جو خودرو ہیں۔ انہیں کاٹ کر فروخت کر کے ان کی قیمت قبرستان کی چاردیواری میں لگا سکتے ہیں؟

۞ جواب : قبرستان کے خودرو درخت قاضی کے حکم سے کاٹ کر بیچ کر ان کی قیمت قبرستان کی مرمت میں لگائی جا سکتی ہے۔ اور اگر قاضی نہ ہو تو وہاں کے مسلمان باہم مل کر یہ فیصلہ کر سکتے ہیں۔

(فتاوی فیض الرسول، ج:1، ص:471)

کسی قبرستان میں مسلمانوں کو مردے دفن کرنے سے منع کرنا

◉ سوال : کیا کسی قبرستان میں عام مسلمانوں کو اپنے مردے دفن کرنے سے منع کیا جاسکتا ہے؟

✪ جواب : جو زمین کسی خاص شخص یا خاندان کی ملک ہو اس کی زمین میں مالک کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو دفن کرنا جائز نہیں۔ اور جو زمین کہ عام مسلمانوں کے دفن کے لئے وقف ہو اسمیں ہر مسلمان کو دفن ہونے کا حق ہے کسی مسلمان کو کوئی دفن کرنے سے روک نہیں سکتا۔ ہاں اگر وقف کرنے والے نے کسی خاص خاندان کے دفن کے لئے وقف کیا ہے تو اس خاندان کے علاوہ دوسرے کو اس میں دفن کرنا جائز نہیں۔

(فتاوی فیض الرسول، ج:1، ص:483)

قبرستان کے درختوں کی شاخوں کو کاٹنا

◉ سوال : قبرستان میں اُگے ہوئے درختوں کی شاخوں کو کاٹا جاسکتا ہے یا نہیں؟

✪ جواب : ہرے پودے (سرسبز درخت) جو خاص قبر پر ہوں ان کی شاخوں کو کاٹنا منع ہے کہ ان کی تسبیح سے مردہ کو فائدہ پہنچتا ہے۔

شامی جلد:1 ص:606 میں ہے:

"یکرہ قطع النبات الرطب والحشیش من المقبرة دون الیابس کما فی البحر والدرد وشرح المنیة وعلله فی الامداد بانه مادام

رطبا يسبح الله تعالىٰ فيونس الميت وتنزل بذكره الرحمة"

لیکن اگر پودے کی جڑ سے قبر یا مردہ کو نقصان پہنچے تو کاٹ دئے جائیں اور قبرستان کے درخت اگر دوسرے کی ملک ہیں تو مالک جو چاہے کرے خواہ کاٹے یا باقی رکھے کوئی اسے روک نہیں سکتا اور اگر درخت قبرستان کی ملک ہوں تو نہ کاٹنا بہتر ہے کہ زائرین کے لئے سایہ رہے گا اور کسی ضرورت سے کاٹیں تو حرج نہیں۔

(فتاوی فیض الرسول، ج:1، ص:483)

قبرستان کے لئے زمین وقف کرنے کا طریقہ

◉ سوال: قبرستان کے لئے زمین وقف کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

۞ جواب: اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے اسے قبرستان کیا اگرچہ نہ ابھی مردہ دفن کیا ہوا اور نہ اپنے قبضہ سے نکال کر دوسرے کو قبضہ دلایا ہو۔

قبرستان میں محافظ کے لئے کمرہ بنانا

◉ سوال: قبرستان میں محافظ کے لئے کمرہ بنانا یا تختے وغیرہ رکھنے کے لئے کمرہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟

۞ جواب: اگر لوگوں نے قبرستان کے لئے زمین وقف کی اور مردے بھی اس میں دفن کئے پھر اسی علاقے کے کسی شخص نے اس زمین میں اس لئے مکان بنایا تا کہ تختے وغیرہ قبرستان کی ضروریات اُس میں رکھے جائینگے اور وہاں حفاظت کے لئے کسی کو مقرر کر دیا اگر یہ سب کام تنہا اُسی نے دوسروں کے بغیر مرضی کئے یا بعض

دوسرے بھی راضی تھے تو اگر قبرستان میں وسعت ہے تو کوئی حرج نہیں یعنی جبکہ یہ مکان قبروں پر نہ بنا ہو اور مکان بننے کے بعد اگر اِس زمین کی مردہ دفن کرنے کے لئے ضرورت پڑ گئی تو عمارت اُٹھوا دی جائے۔

کافروں کے قبرستان کو ختم کر کے وہاں مسلمانوں کو دفن کرنا

◉ سوال : کافروں کے قبرستان کو ختم کر کے وہاں مسلمانوں کو دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

✿ جواب : اگر کفار کا قبرستان ہے اور مسلمان اسے اپنا قبرستان بنانا چاہتے ہیں اگر کافروں کے نشانات مٹ چکے ہیں ہڈیاں بھی گل گئی ہیں تو حرج نہیں اور اگر ہڈیاں باقی ہیں تو کھود کر پھینک دیں اور اب اسے قبرستان بنا سکتے ہیں۔لیکن قانونی اعتبار سے اس کو دیکھ لیا جائے کہ بعد میں پریشانی نہ ہو نیز کفار کوئی فتنہ کھڑا نہ کریں۔

اپنی زندگی میں بنوائی ہوئی قبر میں دوسرے شخص کو اپنا مردہ دفن کرنا

◉ سوال : اگر کسی نے اپنی زندگی میں قبرستان میں قبر بنوائی ہوئی ہو تو دوسرے شخص کو اس میں اپنا مردہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

✿ جواب : قبرستان میں کسی نے اپنے لئے قبر کھودوا رکھی ہے اگر قبرستان میں جگہ موجود ہے تو دوسرے کو اُس قبر میں دفن کرنا نہ چاہیے اور اگر موجود نہ ہو تو دوسرے لوگ اپنا مردہ اس میں دفن کر سکتے ہیں۔بعض لوگ مسجد میں جگہ گھیرنے کے لئے پہلے سے رومال رکھ دیتے ہیں یا مُصلی بچھا دیتے ہیں اگر مسجد میں جگہ ہو تو دوسرے

کارومال یا جانماز ہٹا کر بیٹھنا نہ چاہئے اور جگہ نہ ہو تو بیٹھ سکتا ہے۔

قبرستان کے درختوں کو لگانے والے کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا

◉ سوال: عام قبرستان میں اگر کسی نے درخت لگائے تو اس کی ملک ہے یا نہیں؟ دوسروں کو بغیر اجازت استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۞ جواب: قبرستان اگر چہ وقف ہو مگر درخت جو اس میں لگائے جائیں اگر لگانے والا تصریحا یہ کہہ بھی دے کہ میں نے ان کو قبرستان پر وقف کیا جب بھی وقف نہ ہوں گے اور لگانے والے ہی کی ملک رہیں گے اس کی اجازت کے بغیر دوسروں کو ان میں تصرف جائز نہیں، اور اس کو اختیار ہے کہ اس کی لکڑی کاٹے یا جو چاہے کرے بلکہ اگر ان کے سبب مقابر پر زمین تنگ کر دے تو اسے مجبور کیا جائے گا کہ درخت کاٹ کر زمین خالی کر دے۔

(فتاوی رضویه، ج:16، ص:157تا158)

کفار کے فنڈ مسلمانوں کا علاج کرنا

◉ سوال: غریبوں کے مفت علاج کیلئے بنائی ہوئی فاونڈیشن کے لئے کفار سے فنڈ لینا کیسا؟

۞ جواب: اگر کافر مسلمانوں پر احسان جتا کر فنڈ دیتا ہو یا فنڈ دینے کی وجہ سے فاؤنڈیشن والوں کو ناجائز امور پر مجبور کرتا ہو تو اس سے لینا جائز نہیں کہ اس میں مسلمانوں کی ذلت ہے اور اگر نیازمندانہ طور پر ایسی فاؤنڈیشن میں فنڈ دیتا ہے تو

اس سے لینا جائز ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں:

کافر اگر زمین اپنی ملک رکھ کر مسلمانوں کو اس پر مسجد بنانے کی اجازت دے تو وہ مسجد مسجد ہی نہ ہوگی فان الکافر لیس اھلا لوقف المسجد (کیونکہ کافر وقف مسجد کی اہلیت نہیں رکھتا۔ت) ہاں اگر کافر کسی مسلمان کو اپنی زمین ہبہ کرکے قبضہ دے دے کہ مسلمان مالک ہوجائے اور وہ مسلمان اپنی طرف سے اسے مسجد کرے تو صحیح ہے، سامان اگر کافر نے ایسا دیا کہ بعینہٖ مسجد میں لگایا جائے گا جیسے کڑیاں یا اینٹیں تو جائز نہیں کہ وہ مسجد کیلئے وقف کا اہل نہیں وہ مال اسی کی ملک رہے گا اور مسجد میں ملک غیر کا خلط صحیح نہیں، ہاں یہاں بھی اگر مسلمان کو تملیک کردے اور مسلمان اپنی طرف سے لگائے تو حرج نہیں، مسجد میں لگانے کو روپیہ اگر اس طور پر دیتا ہے کہ مسجد یا مسلمانوں پر احسان رکھتا ہے یا اس کے سبب مسجد میں اس کی کوئی مداخلت رہے گی تو لینا جائز نہیں اور اگر نیازمندانہ طور پر پیش کرتا ہے تو حرج نہیں جب کہ اس کے عوض کوئی چیز کافر کی طرف سے خرید کر مسجد میں نہ لگائی جائے بلکہ مسلمان بطور خود خریدیں یا راجوں مزدوروں کی اجرت میں دیں اور اس میں بھی اسلم وہی طریقہ ہے کہ کافر مسلمان کو ہبہ کردے مسلمان اپنی طرف سے لگائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ، ج:16، ص:520)

مسلمانوں کے فنڈ سے کفار کا علاج کرنا

◉ سوال: مسلمانوں سے فنڈ جمع کر کے فاونڈیشن کیلئے لی گئیں ادویات سے کفّار کا مفت علاج کرنا کیسا؟

۞ جواب: مسلمان ملک میں جب مسلمانوں سے غریب کے علاج کیلئے فنڈ جمع کیا ہے تو اس فنڈ کو صرف غریب مسلمانوں پر ہی خرچ کیا جائے کہ ایسی صورت میں چندہ دہندہ کی طرف سے دلالۃ یہ چندہ غریب مسلمانوں کیلئے ہی ہوتا ہے نہ کہ کافروں کیلئے بھی اور چندہ میں ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ چندہ دینے والا جس مصرف کیلئے دیتا ہے اسی میں خرچ کیا جائے اسکے غیر میں خرچ کرنے کی صورت میں خرچ کرنے والا ذمہ دار ہوگا۔ پھر عموماً مسلمان ثواب کی نیت سے ایسی فاؤنڈیشن میں فنڈ دیتے ہیں اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ ثواب نہیں ملے گا تو ہرگز نہیں دی گے اور کافر کو کچھ دینا ثواب نہیں۔

(فتاوی رضویہ ج:16 ص:242.243)

فنڈ سے خریدی ہوئیں اشیاء کو اہل ثروت کا استعمال کرنا

◉ سوال: بعض فلاحی انجمنیں فنڈ جمع کر کے دیگیں، دریاں، برتن وغیرہ خرید کر رکھتیں ہیں تاکہ ضرورتاً غریب لوگوں کو استعمال کے کیلئے دی جاسکیں، کیا ان اشیاء کو صاحب ثروت لوگ بھی لے سکتے ہیں؟

۞ جواب: دیگیں، دریاں یا برتن وغیرہ کی دو صورتیں ہیں۔ (1) ان کاموں کا کہہ

کر چندہ کیا یا کسی خاص فرد نے ان کاموں کیلئے یہ اشیاء لاکر دیں تو ایسی صورت میں دیکھا جائے گا کہ تمام مسلمانوں کیلئے یہ اشیاء لی ہیں یا صرف غریبوں کیلئے اگر تمام کیلئے ہوں تو غریب وامیر سب کا اسے استعمال کرنا جائز ہے اور اگر صرف غریبوں کیلئے لیا ہوتو صاحب ثروت کا اسے استعمال کرنا جائز نہیں ۔(2)اور اگر زکوۃ وصدقات واجبہ کی رقم سے یہ اشیاء حاصل کیں تو بغیر حیلہ شرعی یہ اشیاء خریدنا ہی جائز نہیں اور اگر حیلہ شرعی کرلیا تو پھر فقیر یا فاؤنڈیشن نے جس کام کیلئے وہ سامان وقف کیا اسی میں استعمال کی جائے گا اگر صرف غریبوں کیلئے وقف کیا تو غریب ہی استعمال کریں اور اگر حاجت مندوں کیلئے وقف کیا تو ہر حاجت منداسے استعمال کرسکتا ہے اگر چہ وہ صاحب ثروت ہی کیوں نہ ہو۔

چنانچہ فتاوی خلیلیہ میں ہے:

> دیگ دری قالین شامیانہ وغیرہ ایسا سامان جس کولوگ شادی یا غمی کے موقعوں کے لئے وقف کردیتے ہیں کہ اہل حاجت ضرورت کے وقت ان چیزوں کوکام میں لائیں یہ وقف جائز ہے اور یہ چیزیں جب وقف ہوں گی تو نہ تو فروخت کی جاسکتی ہیں اور نہ کسی ادارے کودی جاسکتی ہیں۔

(فتاوی خلیلیہ ج: 2ص:519)

فنڈ سے خریدہ ہوا سامان کس صورت میں اہلِ ثروت استعمال کرسکتے ہیں

◉ سوال: اس طرح کا سامان کس طرح کے مواقع پر دیا یالیا جاسکتا ہے؟

۞ جواب: شادی،غمی وغیرہ کے مواقع پر اس طرح کا سامان دیا جاسکتا ہے اسی

طرح دینی محافل میں بھی اس طرح کا سامان استعمال کرنا جائز ہے کہ عرفاً اسکی اجازت ہوتی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ واقف نے جیسی تصریح کی اس کے مطابق استعمال کیا جائے۔

حیلۂ زکوٰۃ کس صورت میں جائز ہوگا

◉ سوال: کیا زکوٰۃ کی رقم کا حیلہ ہر نیک کام میں خرچ کرنے کیلئے کر سکتے ہیں؟

۞ جواب: اصل میں زکوۃ کا مصرف اور اسکے مستحق شرعی غریب و نادار افراد ہیں کہ انکو زکوۃ کا مالک بنایا جائے البتہ چونکہ موجودہ دور میں دین سے دوری کے باعث لوگوں نے جب دینی کاموں میں مالی تعاون کرنا چھوڑ دیا تو ایسی صورت میں علماء نے ایسی دینی کام جو دینی ضرورت کا درجہ رکھتے ہیں اور جن کے معدوم ہونے سے دین میں نقصان وحرج لازم آتا ہے ان میں زکوۃ وفطرہ کی رقم متوسط الحال افراد کو حیلہ کر کے استعمال کرنے کی اجازت دی تا کہ زکوۃ بھی ادا ہو جائے اور وہ دینی کام بھی پایہ تکمیل تک پہنچتا رہے اور دین کا نقصان نہ ہو لہذا دینی ضرورتوں کیلئے ہی بامر مجبوری حیلہ کیا جائے بلا وجہ ہر جگہ حیلہ کرنا جائز نہیں کہ اس سے زکوۃ کا مقصود اصلی (معاشرہ سے غربت کا خاتمہ) فوت ہو جائے گا۔

چنانچہ مفتی خلیل خان برکاتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حیلہ جو شریعت مطہرہ نے خالص دینی ضرورتوں کیلئے جائز رکھا ہے وہ اس متوسط الحال مسلمانوں کیلئے جو مصارف مستحبہ کی وسعت نہیں رکھتے اور زکوۃ

کی رقم کے علاوہ کوئی رقم فی سبیل اللہ خرچ نہیں کر سکتے اغنیاء کثیر المال کہ ہزاروں روپے خواہش یا دنیاوی آسائش یا ظاہری آرائش میں صرف کر لیتے ہیں وہ مصارف خیر میں اس حیلہ کی آڑ نہیں لے سکتے بلکہ متوسط الحال بھی صرف دینی امور کی تکمیل کیلئے دینی ضرورتوں کی غرض سے خالص خدا ہی کام میں صرف مثلاً مسجد و دینی مدرسہ یا سادات یا علمائے عظام کو نذر کرنے کیلئے ان طریقوں کو عمل میں لائیں نہ یہ کہ معاذ اللہ اس ذریعہ سے ادائے زکوۃ کا نام کر کے روپیہ اپنے خرد برد میں لائیں کہ یہ امر مقاصد شرع کے بالکل خلاف اور اس میں حکمتوں کا باطل کرنا جو فرضیت زکوۃ میں پوشیدہ ہیں تو گویا اسکو برتنا اپنے رب کو فریب دینا ہے۔

(فتاوی خلیلیہ ج: 2ص:445)

تنظیم کے کیمپ پر آنے والی آمدن سے کیمپ کا کرایہ دینا

سوال: کسی تنظیم یا ادارے کی طرف سے لگائے ہوئے کیمپ پر زید ادارے کیلئے کچھ نقد رقم دے کر گیا کیا کیمپ پر بیٹھنے والے اس رقم سے کیمپ کا کرایہ ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: کیمپ پر تنظیم یا ادارہ کی طرف سے بیٹھے ہوئے اشخاص تنظیم کی طرف سے چندہ لینے کے وکیل بالقبض ہوتے ہیں۔

اگر کسی نے زکوۃ یا فطرہ یا صدقہ واجبہ کیمپ پر آ کر دیا اور کیمپ پر موجود فرد نے اس سے کرایہ ادا کر دیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی اور اس شخص پر تاوان لازم ہوگا کہ اس نے زکوۃ کو غیر مصرف میں خرچ کر کے ہلاک کر دیا اس پر لازم تھا کہ تنظیم یا ادارہ کو دیتا

وہ شرعی فقیر سے حیلہ کرا کر اسے اپنے نیک و جائز کاموں میں استعمال کرتا۔

اور اگر کسی نے صدقہ نافلہ یا خیرات کیمپ پر آ کر دی تو اس کی دو صورتیں ہیں: اول یہ کہ کسی خاص مد کیلئے دی اور دوسری صورت یہ کہ کلی اختیارات کے ساتھ دی۔ پہلی صورت میں یعنی اگر کسی خاص مد میں دی تو اگر کیمپ پر موجود فرد نے اس خاص مد کے علاوہ کیمپ کا کرایہ ادا کر دیا تو یہ گنہگار ہوا اس پر تاوان لازم ہے اور اگر کلی اختیارات کے ساتھ دیا اور کیمپ پر موجود فرد نے اس سے کرایہ دیا تو اگر یہ شخص ایسے اخراجات کرنے کا تنظیم یا ادارہ کی طرف سے مجاز ہے تو اسکا ایسا کرنا جائز ہے۔

مسجد کے چندہ سے جنازہ کی چارپائی اور تخت بنانا

◉ سوال: مسجد کی رقم سے مسجد میں رکھنے کیلئے جنازہ کی چارپائی اور تخت وغیرہ بنانا کیسا؟

۞ جواب: مسجد کی رقم سے جنازہ کی چارپائی یا تخت بنانا جائز نہیں کہ مسجد کے چندہ کا عرف یہ نہیں کہ اسے جنازہ کی چارپائی وغیرہ میں استعمال کیا جائے اور چندہ کو عرف کے مطابق خرچ کرنے کا حکم ہے لہذا اس کیلئے علیحدہ سے مخیّر حضرات سے چندہ کریں۔ البتہ اگر کسی علاقہ میں اسکا عرف ہو تو وہاں مسجد کی رقم سے بنا سکتے ہیں۔

چنانچہ سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں:

حکم شرعی یہ ہے کہ اوقاف میں پہلی نظر شرط واقف پر ہے یہ دو دکانیں اس نے جس غرض کیلئے مسجد پر وقف کی ہوں ان میں صرف کیا جائے گا اگر چہ وہ

افطاری وشیرینی وروشنی ختم ہواوراس کے سوادوسری غرض میں اس کاصرف کرناحرام حرام سخت حرام اگر چہ وہ بناء مدرسہ دینیہ ہوفان شرط الواقف کنص الشارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (واقف کی شرط ایسے ہی واجب العمل ہے جیسے شارع علیہ الصلوۃ والسلام کی نص۔ت) حتی کہ اگراس نے صرف تعمیر مسجد کیلئے وقف کی تو مرمت شکست وریخت کے سوا مسجد کے لوٹے چٹائی میں بھی صرف نہیں نہیں کر سکتے افطاری وغیرہ درکنار، اور اگر مسجد کے مصارف رائجہ فی المساجد کے لئے وقف ہے تو بقدر معہودہ شیرنی وروشنی ختم میں صرف جائز افطاری ومدرسہ میں ناجائز۔ نہ اسے تنخواہ مدرسین وغیرہ صرف کر سکتے ہیں کہ یہ اشیاء مصارف مسجد سے نہیں (جب خود واقف کیلئے کسی نئی چیز کا احداث وقف میں جائز نہیں تو محض اجنبی شخص کیلئے کیسے ہوسکتا ہے۔) اور اگراس نے ان چیزوں کی بھی صراحۃً اجازت شرائط وقف میں رکھی یا مصارف خیر کی تعمیم کردی یایوں کہا کہ دیگر مصارف خیر حسب صوابدید متولی، تو ان میں بھی مطلقاً یا حسب صوابدید متولی صرف ہو سکے گا۔ غرض ہر طرح اس کے شرائط کا اتباع کیا جائے گا اور اگر شرائط معلوم نہیں تو اس کے متولیوں کا قدیم سے جو عملدرآمد رہا اس پر نظر ہوگی اگر ہمیشہ سے افطاری وشیرینی وروشنی ختم کل یا بعض میں صرف ہوتا رہا اس میں اب بھی ہوگا ورنہ اصلاً نہیں اور احداث مدرسہ بالکل ناجائز۔

فتاویٰ خیریہ وغیرہ معتمدات میں ہے:

ان کان للوقف کتاب فی دیوان القضاۃ وھو فی ایدیھم اتبع مافیہ استحسانا، والاینظر الی المعھود من حالہ فیما سبق من

الزمان من ان قوامه كيف كانوايعلمون(ملخصاً)اگر خود وقف کیلئے کوئی تحریر دیوان القضاۃ میں موجود ہے تو متولیوں کو اس کے مندرجات کے مطابق عمل کرنا مستحسن ہے ورنہ قدیم سے حال وقف میں متولیوں کا جو عملدرآمد چلا آرہا ہے اس پر نظر ہو گی(ملخصاً)۔(ت)

قدیم سے ہونے کے یہ معنی کہ اس کا حدوث معلوم نہ ہواور اگر معلوم ہے کہ یہ بلا شرط بعد کو حادث ہوا تو قدیم نہیں اگر چہ سو برس سے ہوا گر چہ نہ معلوم ہو کہ کب سے ہے۔

(فتاوی رضویہ ج: 16ص:485.486)

کفّار کا علاج کرنے والی فاونڈیشن کوزکوٰۃ دینا

◉سوال: ایک فاونڈیشن کے ہاں کفار ومسلمان سب کا مفت علاج کیا جاتا ہو اس کوزکوٰۃ اورقربانی کی کھالیں دینا کیسا؟

۞جواب: غریبوں کوعلاج کی سہولت فراہم کرنے سے زکوۃ ادانہیں ہوگی کہ ادارہ نے تو زکوۃ کی رقم ڈاکٹر یا دوائی کے اخراجات میں صرف کردی مسلمان فقیرکو اسکا مالک نہیں بنایا حالانکہ زکوۃ مسلمان فقیر کو مال کے مالک بنادینے کا نام ہے اسکے بغیر زکوۃ ادانہیں ہوگی۔اور اگر بالفرض وہ رقم غریبوں میں تقسیم بھی کردی جاتی ہو لیکن فاوَنڈیشنوں وغیرہ میں وقت تقسیم مسلمان وکافر کا امتیاز نہیں رکھا جاتا جو بھی آیا انسانی ہمدردی کی بناء پر دیدی ،جبکہ احکام شرعیہ کی تصریحات کے مطابق زکوۃ و

صدقات لینے والا کا مسلمان ہونا شرط ہے۔ اسکے علاوہ بھی عموما ایسی فاؤنڈیشن میں زکوۃ کو اسکے اصلی مصرف تک نہیں پہنچایا جاتا اس لئے ایسی فاؤنڈیشن میں زکوۃ وقربانی کی کھالیں دینا جائز نہیں۔

ادارے کے اکاونٹ میں زکوٰۃ کی رقم بھیجنا

سوال: ادارے کے اکاونٹ میں زکوٰۃ کی رقم بھیجنا کیسا اس صورت میں وکیل کون ہوگا؟

جواب: ادارے کے نام سے کھولے ہوئے اکاؤنٹ مین زکوۃ کی رقم بھیجنا جائز ہے اوراس صورت میں ادارہ کا متولی وکیل زکوۃ ہوگا۔

چیک کے ذریعے زکوٰۃ دینا

سوال: چیک کے ذریعے زکوۃ دینا کیسا؟

جواب: چیک کے ذریعہ زکوۃ دینا جائز ہے البتہ زکوۃ ادا اس وقت ہوگی جب کہ فقیر اس مال پر قبضہ کرلے تو اگر چیک گم ہوگیا یا باؤنس ہوگیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔لہذا چیک کے ذریعہ زکوۃ دینے والے کو چاہئے کہ چیک کی ادائیگی کے بعد بیلنس میں رقم بھی معلوم کرلے کہ فقیر نے اس کی زکوۃ کی رقم اپنے قبضہ میں بھی کرلی ہے یانہیں اگرنہیں کی تو زکوۃ ادا کرے اسی طرح سال پورے ہونے کے بعد زکوۃ کی ادائیگی میں تاخیر کرنا گناہ ہے لہذا اسے چاہئے کہ فقیر کو کہے کہ آپ جلد از جلد چیک کے ذریعہ رقم وصول کرلیں تاکہ میری زکوۃ ادا ہوجائے اور میں اپنے

فرض سے سبکدوش ہو جاؤں۔

مدرسے کے قرآن پاک بیچ کر لائبریری کیلئے کتابیں خریدنا

◉ سوال: مدرسے کو دیئے ہوئے قرآنِ پاک اگر ضرورت سے زائد ہوں تو کیا ان کو بیچ کر مدرسہ کی لائبریری کیلئے دینی کتابیں خرید سکتیں؟

۞ جواب: ایسے زائد قرآن پاک اگر وقف کئے ہوئے نہیں ہیں تو اگر دینے والے افراد سے رابطہ ہو سکے تو ان سے اجازت لیکر بیچ سکتے ہیں پھر اس رقم سے لائبریری کیلئے کتابیں خرید سکتے ہیں اور اگر انہوں نے وقف کر دیئے تو اگر بہت زیادہ زائد از ضرورت ہیں کہ رکھے رہنے سے گرد کی تہہ جمنے کے علاوہ کچھ نہ ہوگا تو دوسرے دینی مدارس میں یہ قرآن پاک دیدیئے جائیں انہیں بیچ کر ان سے لائبریری کی کتاب خریدنا جائز نہیں۔

چنانچہ سیدی اعلیٰحضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں:

> اگر اس بھیجنے سے مصحف شریف اس مسجد پر وقف کرنا مقصود نہیں ہوتا جب تو بھیجنے والوں کو اختیار ہے وہ مصاحف ان کی ملک میں باقی ہیں جو وہ چاہیں کریں اور اگر مسجد پر وقف مقصود ہے تو اس میں اختلاف ہے کہ ایسی صورت میں اسے دوسری مسجد بھیج سکتے ہیں یا نہیں، جب حالت وہ ہو جو سوال مذکور میں ہے اور تقسیم کی ضرورسمجھی جائے تو قولِ جواز پر عمل کر کے دوسری مساجد و مدارس پر تقسیم کر سکتے ہیں اس شہر کی حاجت سے زائد ہو

تو دوسرے شہر کو بھی بھیج سکتے ہیں مگر انہیں ہدیہ کر کے، ان کی قیمت مسجد میں نہیں صرف کر سکتے۔ درمختار میں ہے: وقف مصحفا علی المسجد جاز ویقرأ فیہ ولا یکون محصورا علی ھذا المسجد۔ ترجمہ: مسجد کے نام قرآن کا وقف جائز ہے وہاں اس کی تلاوت کی جائے لیکن وہ اس مسجد کے لئے پابند نہیں ہوگا۔

(فتاوی رضویہ ج:16ص:164)

ادارے کے جوائنٹ اکاونٹ سے بنک نے زکوٰۃ کاٹ لی

◉ سوال: کسی ادارے کا جوائنٹ اکاونٹ چند افراد کے نام کھولا جس میں ادارے کی رقم تھی رمضان المبارک میں اس سے بنک والوں نے زکوٰۃ کاٹ لی اس صورت میں کیا حکم ہے؟

۞ جواب: ادارہ پر لازم تھا کہ کرنٹ اکاؤنٹ کھلواتا سیونگ اکاؤنٹ کھلوانے کی وجہ سے ادارہ کے منتظمین گنہگار ہوئے اور جو یہ زکوۃ بنک نے کاٹی تو اتنی رقم کی زکوۃ ادا نہ ہوئی ادارے کے منتظمین پر اس رقم کا تاوان لازم ہے۔

اجتماعی اعتکاف کے سحر وافطار سے انتظامیہ کا کھانا

◉ سوال: اجتماعی اعتکاف کے معتکفین کیلئے لوگ سحری وافطاری دیتے ہیں کیا اعتکاف کی انتظامیہ جو معتکف نہیں ہوتے اس کھانے سے کھا سکتے ہیں؟ اگر کھا سکتے ہیں تو کتنے افراد کھا سکتے ہیں؟

۞ جواب: معتکفین کیلئے بھیجی ہوئی سحری وافطاری میں سے انتظامیہ کے افراد اسی

وقت کھا سکتے ہیں جبکہ اس مسجد کا عرف یہ ہو کہ انتظامیہ کے افراد معتکفین کے ساتھ ہی سحری وافطاری کرتے ہیں اور اگر یہ عرف نہیں ہے تو اس صورت میں سحری وافطاری دینے والے سے صراحۃً اجازت لے لیں پھر ہی اس میں سے کھائیں ورنہ اجازت نہیں۔ اس میں کوئی تعداد خاص نہیں جو معتکفین کے ساتھ عموماً کھاتے ہیں وہی کھا سکتے ہیں۔

اجتماعی اعتکاف کا بچا ہوا راشن اور مال

◉سوال: اجتماعی اعتکاف کے بچے ہوئے راشن اور مال کو کیا کریں جب کہ اندازہ نہ ہو کہ کس سے لیا تھا؟

۞جواب: صورتِ مسئولہ میں اگر تمام چندہ دہندہ افراد کو جانتے ہیں تو انہیں واپس کر دیں یا ان سے اجازت لیکر جس کام کی وہ اجازت دیں اس میں خرچ کریں اور اگر چندہ دہندگان معلوم نہ ہوں تو ایسی صورت میں چونکہ اعتکاف ختم ہو چکا ہے لہذا اسی کے مثل کام میں خرچ نہیں کر سکتے اور آئندہ اعتکاف کیلئے رکھ بھی نہیں سکتے تو اسکو شرعی فقراء پر صدقہ کر دیں یا مدرسہ اہلسنت کے غریب طلباء کو دیدیں۔

چنانچہ امام اہلسنت فرماتے ہیں:

چندہ کا روپیہ چندہ دینے والوں کا مِلک رہتا ہے جس کام کے لئے وہ دیں جب اُس میں صَرف نہ ہو تو فرض ہے کہ انہیں کو واپس دیا جائے یا کسی دوسرے کام کے لئے وہ اجازت دیں اُن میں جو نہ رہا ہو ان کے وارثوں کو

دیا جائے یا ان کے عاقل بالغ جس کام میں اجازت دیں، ہاں جواُن میں نہ رہا اور اُن کے وارث بھی نہ رہے یا پتا نہیں چلتا یا معلوم نہیں ہوسکتا کہ کس کس سے لیا تھا، کیا کیا تھا، وہ مثل مالِ لقطہ ہے، مصارفِ خیر مثل مسجد اور مدرسہ اہل سنت و مطبع اہل سنت وغیرہ میں صَرف ہوسکتا ہے، وھوتعالیٰ اعلم

(فتاوی رضویہ ج: 23ص:563)

اعتکاف کیلئے خریدے ہوئے برتنوں کا اجتماع میں استعمال

◉سوال: اعتکاف کیلئے جمع کئے ہوئے عطیات سے خریدے ہوئے برتنوں کو کیا بعد میں جامعہ یا مدرسہ یا کسی بھی اجتماع، محفل میں استعمال کرسکتے ہیں؟

۞جواب: ان برتنوں کو سنبھال کر رکھا جائے اور ہر سال اعتکاف کیلئے ہی استعمال کیا جائے جامعہ یا مدرسہ یا اجتماع یا محفل میں انہیں استعمال نہیں کرسکتے کہ وہ اعتکاف کیلئے ہی خاص ہیں اور اعتکاف ہر سال ہوتا ہے۔

واللہ اعلم ورسولہ اعلم(عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)

★★★★★★★★★★★★★★★

صَلُّوا عَلَیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکُمْ۔
تم مجھ پر بھیجو اللہ عزوجل تم پر رحمت نازل فرمائے گا۔
(الحدیث)

رحمتوں کی برسات

مصنف

شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد قاسم قادری مدظلہ العالی

مکتبہ اہلِ سنّت

امین پور بازار فیصل آباد
041-2002111
0321-6639552

- تصوّف و طریقت کے احکام
- اصلی اور جعلی پیر کی پہچان
- پر ایک مستند اور منفرد کتاب

مصنف

مولانا محمد انس رضا عطّاری

تخصص فی الفقه الاسلامی، شهادة العالیه

ایم۔اے۔اسلامیات، ایم۔اے پنجابی، ایم۔اے اردو

مکتبہ اہلِ سُنّت

امین پور بازار فیصل آباد
041-2002111
0321-6639552

میت کے احکام
مصنف
محمد جنید رضا عطاری
ملنے کا پتہ
مکتبہ اہل سنت
امین پور بازار فیصل آباد
0321-6639552

سیرت، فضائل ومناقب
حضرت سیدّنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ
مصنف
محمد جنید رضا عطاری
ملنے کا پتہ
مکتبہ اہل سنت
امین پور بازار فیصل آباد
0321-6639552